ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (القرآن)

خطباتِ جرنیل

المعروف

(خطباتِ خلیل)

مصنف: جرنیل سپاہِ صحابہ

ابو معاویہ مولانا محمد اعظم طارق

مرکزی صدر سپاہِ صحابہ پاکستان

مرتب:

حکیم ابو اسامہ ضیاء الرحمن ناصر ڈاہری

ناشر: سپاہِ صحابہ پاکستان

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

خطباتِ عزیز

المعروف

خطباتِ جیل

جرنیل سپاہ صحابہ ابومعاویہ **محمد اعظم طارق** مدظلہ العالی مرکزی صدر سپاہِ صحابہ پاکستان

ترتیب

حکیم ابواُسامہ ضیاء الرحمٰن ناصر سردار پوری

ناشر: سپاہِ صحابہؓ پاکستان



CamScanner

جدید ایڈیشن

☆ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ☆

نام کتاب ..... خطبات جرنیل (جلد اول)

از افادات ..... جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ العالی

مرتب ..... ابواسامہ حکیم ضیاء الرحمٰن ناصر سردار پوری

معاونین ..... صاحبزادہ حافظ محمد ندیم قاسمی ☆ حافظ ذیشان مقیم

طبع اول ..... بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۹۹ء

طبع دوم ..... بمطابق ۶ ستمبر ۱۹۹۹ء

طبع سوم ..... ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء

تعداد ۱۱۰۰

ناشر ..... شعبہ نشرواشاعت سپاہ صحابہ پاکستان

قیمت ..... ۲۰۰ روپے

☆ ملنے کے پتے ☆

مرکزی دفتر سپاہ صحابہ پاکستان جامع مسجد علامہ حق نواز شہیدؒ جھنگ شہر
حافظ محمد طیب گورایہ **بخاری کتاب گھر** قاسم العلوم ونیکے روڈ حافظ آباد فون: ۰۴۳۸_۵۲۳۳۱۳
مفتی غلام اللہ خان سرحد اسلامی کیسٹ و کتب مین روڈ لاری اڈا پیر ودھائی راولپنڈی
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی ☆ **مکتبہ رشیدیہ** سرکی روڈ کوئٹہ
مکتبہ سید احمد شہیدؒ الکریم مارکیٹ اردو بازار ☆ **مکتبہ تنویر القرآن** اردو بازار لاہور
ادارہ **خلافت راشدہ** سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر۵ فون: ۰۲۱_۴۱۵۵۳۳۲
بخاریؒ اکیڈمی دارنی ہاشم پولیس لائن ☆ **فاروقی کتب خانہ** ☆ **کتب خانہ مجیدیہ** بیرون بوہر گیٹ ملتان
مکتبہ حسینیہ جامع مسجد حنفیہ بلاک ۱۸ ☆ **مکتبہ الجمعیت** امین بازار، سرگودھا
☆ **مکتبہ محمودیہ** شیراز پارک نشاط آباد ☆ **مکتبہ دارارقم** امین پور بازار ☆ **مکتبہ اسلامیہ**
امین پور بازار فیصل آباد ☆ **نوید بک ڈپو** نزد ریلوے پھاٹک حافظ آباد شہر
فاروقیؒ اکیڈمی نزد جامع مسجد صدیق اکبرؓ محمدی (ناگن) چورنگی، کراچی
مکتبہ نعمانیہ ☆ **مکتبہ حنفیہ فاروقیہ** اردو بازار گوجرانوالہ شہر

فہرست

انتساب	۴
حرف آغاز (طبع اول)	۵
پیش لفظ (طبع دوم)	۸
عقیدہ امامت اور انکار توحید	۱۱
عقیدہ امامت اور ختم نبوت	۴۱
عقیدہ امامت اور توہین انبیاءؑ	۸۷
عقیدہ امامت اور توہین اہل بیت	۱۲۲
شیعت نے امت کو قرآن کے بدلے کیا دیا	۱۵۹
عصمت قرآن و عقیدہ تحریف قرآن	۱۸۱
اسلام اور تقیہ و کتمان	۲۳۴
شیعہ کا عقیدہ رجعت	۲۵۸
شیعہ کا عقیدہ متعہ	۲۸۷
شیعہ کا عقیدہ بداء	۳۰۹
قاتلان حسینؓ کون؟	۳۳۰
شیعہ کے کفر پر چودہ سو سالہ اکابرین کا فیصلہ	۳۷۵
سپاہ صحابہ کا مشن کیا ہے؟	۴۵۵
تفصیلی فہرست	۴۷۸

انتساب

حالات کی ہولناکیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے جب اکثر "راہنماؤں نے سپاہ صحابہ کا ساتھ دینے سے عملی طور پر انکار کر دیا اور لاشوں پہ لاشیں گرتیں دیکھ کر حوصلہ دینے اور ہمت بڑھانے کی بجائے دیرینہ تعلقات اور راہ و رسم سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی.....

ان حالات میں اچانک ایک مرد حق پرست و حق آگاہ درویش صفت عالم باعمل فقیهه العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتهم العالیه نے مصائب و آلام کی چلچلاتی دھوپ میں اپنی شفقت کی چادر میرے اور کارکنان سپاہ صحابہ کے سروں پر پھیلاتے ہوئے مجھے تصوف کی سلاسل اربعہ میں خلافت عطا فرمائی.....

اگرچہ میں خود کو اتنے بڑے اعزاز کا اہل نہیں سمجھتا۔ لیکن حضرت کی شفقت و للهیت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنی ٹوٹی پھوٹی تقریروں کے اس مجموعے کا انتساب حضرت کے نام کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط دعا گو

ابو معاویہ محمد اعظم طارق

۱-۴-۹۹

﴿حرف آغاز ☆ طبع اول﴾

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد

مقتل سے اپنی یاری ہے اب دار پرانا لگتا ہے
صدیوں سے کٹنا عادت ہے ہر وار پرانا لگتا ہے
تم سنگ اٹھاؤ یا خنجر حق بات جو ہے وہ کہنی ہے
یہ ظلم و تشدد سرکاری سرکار پرانا لگتا ہے

قارئین محترم! عرصہ دراز سے قید و بند 'عقوبت خانوں اور زندانوں' ہتھکڑیوں' بیڑیوں اور ایک ہی جیسے ماحول بلکہ کال کوٹھڑی کے در و دیوار تک کی محدود دنیا سے واسطہ ہے کارکنوں دوستوں واعزہ واقربا حتی کہ اہل خانہ اور بچوں تک سے ملاقات پر پابندی ہے۔ باہر کی دنیا سے صرف خط کے ذریعے ایک رابطہ کی شکل ہے اور وہ بھی اس قدر کمزور اور بے یقینی پر مبنی ہے کہ جیل حکام چاہیں تو خط دے دیں چاہیں تو پڑھ کر اپنے پاس ہی رکھ لیں۔

اگرچہ مقدس مشن کی تکمیل کے راستے میں میرے نزدیک ان پریشانیوں کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں تاہم ایک انسان ہونے کے ناطے ان تمام تر زیادتیوں اور ستم رانیوں کو محسوس کرنا بہر حال مجبوری ہے۔ چند روز قبل جب مجھے میری آٹھ سالہ بچی کا خط ملا تو میں ہزار صبر وہمت کے باوجود لرز کر رہ گیا وہ کوئی طویل خط نہیں بلکہ چند سطور پر مشتمل ایک معصوم بیٹی کے جذبات کا اظہار تھا اس نے لکھا تھا' ابو جی آپ تو اس عید پر بھی گھر نہیں آئے۔ آپ کی انتظار میں بڑے بہن بھائی دو ماہ کی چھٹیاں گزار کے مدرسوں میں واپس چلے گئے ہیں اور اب تو پانچ ماہ گزر گئے ہیں۔ ہمیں آپ سے ملاقات کی اجازت بھی نہیں رہی ہے اور چھوٹا بھائی محمد انس آپ کو یاد کر کے جب رونے لگتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں۔ روؤ نہیں..... ابو دین کی خاطر جیل میں ہیں....."

قارئین محترم! خط کے یہ آخری الفاظ جہاں میرے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر

رکھ دیتے ہیں' وہاں مجھے ایک نئے جذبے اور ولولے سے سرشار کرنے کا باعث بھی بنتے ہیں اور میری اس کتاب کی تحریر کا باعث بھی ہیں' کیونکہ میرے نزدیک دین کی خدمت یہی ہے کہ اپنے مشن حق کو تختہ دار پر بھی فراموش نہ کیا جائے۔

اس وقت جب کہ مجھ پر صرف اک مقدمہ 16.M.P.O یعنی تقریر کا باقی ہے۔ عدالتیں بیسیوں مقدمات و الزامات سے مجھے بری قرار دے چکی ہیں تفتیشی ایجنسیاں میری بے گناہی پر نوٹ لکھ چکی ہیں۔ چار سال کا عرصہ جیل کی نذر کر چکا ہوں پھر بھی ایسے معمولی مقدمہ کی ضمانت لینے کو وہ افسران تیار نہیں ہیں جنہیں عدل وانصاف کے تقاضوں کی نہیں بلکہ حکمرانوں کے انتقامی احکام کی پاسداری کرنا ہوتی ہے۔ ایک متنخب نمائندے کے ساتھ حکمرانوں کا یہ رویہ ہی اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ ان کے عزائم کیا ہیں ؟اور وہ کیا چاہتے ہیں ؟ حکمرانوں کی اب تک کی نوازشات کے پیش نظر میں اب بھی کسی خوش فہمی کا شکار نہیں ہوں۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم

قارئین محترم! اس وقت میرا مقصود اپنے حالات پر تبصرہ نہیں ہے اس کیلئے "میرا جرم کیا ہے" کی دوسری جلد بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ جو بالکل تیار ہے مگر بعض قانونی مجبوریوں کے تحت التواء کا شکار ہے۔

اس وقت جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے وہ میری اسیر اور قید تنہائی پر مشتمل زندگی کے چار سالوں کا بہترین حاصل اور اثاثہ ہے۔ ڈیڑھ ماہ قبل اس جیل میں ممتاز عالم دین اور سپاہ صحابہ وجمیعت علمائے اسلام ضلع اٹک کے راہنما مولانا نواب الحسن کے ہمراہ بارہ بزرگوں کا قافلہ پہنچا تو میری شدید ترین خواہش اور مسلسل اصرار کے باوجود انہیں میرے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی گئی یہاں تک کہ بمشکل ایک ہفتہ میں ایک ملاقات کی اجازت ملی۔ اس ہفتہ وار ملاقات کے موقع پر ان حضرات کی پرزور خواہش کو رد نہ کرتے ہوئے میں نے تقریر کے ذریعہ ان کے جذبات کو گرمانے اور مشن حق کی خاطر قربانی دینے کے احساس کو مزید اجاگر

کرنے کا سلسلہ بھرپور تیاری کے ساتھ شروع کر دیا۔ اب معمول یہ رہا کہ آٹھ روز تک مجھے ایک تقریر کی تیاری کرنا ہوتی تھی۔ بنجتا جیل میں ایسی چند تقاریر ان احباب کے سامنے ہوئیں جن کا باہر کی دنیا میں تصور بھی محال ہے۔ بعض احباب کو یہ احساس شدت سے ہونے لگا کہ کسی طرح ان تقاریر سے باہر کے احباب کو بھی مستفیض ہونے کا موقع دیا جائے تو اس مشورہ کی اہمیت کے پیش نظر صرف دس دنوں میں تیرہ تقاریر زیب قرطاس کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جو ذہن کی تختی پر اک عرصہ کی محنت سے نقش ہو چکی تھیں۔ یہ تقاریر کس قدر مفید ثابت ہوں گی میں اس بارہ میں کوئی دعویٰ نہیں کرتا لیکن یہ بات وثوق سے کہتا ہوں کہ علماء کرام طلبہ اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے یہ تقاریر مشن سپاہ صحابہ کو سمجھنے اور اس کی اہمیت سے آگاہی حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

میں نے قصداً تحریر کو انتہائی آسان اور عام فہم بنانے کے لئے تقریر کا رنگ دیا ہے 'میری دانست میں یہ انداز عام فہم ہونے کے باعث عوام کے لئے زیادہ مفید ثابت ہو گا اور خصوصاً فن تقریر سے آشنائی کا شوق رکھنے والے طلبہ اس سے انداز خطابت کے کئی پہلو اپنانے میں کامیاب ہوں گے۔

میں اس کتاب کی تحریر و تدوین میں تعاون کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ان تمام احباب کی بھلائی کی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اجر جزیل اور جزاء خیر سے بہرہ ور فرمائے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعاء ہوں کہ وہ میری اس بہت ہی کم خدمت کو اور تمام اسیران سپاہ صحابہ کی قربانیوں کو شرف قبولیت سے نواز کر ہمیں اپنے مشن و نصب العین میں کامیاب فرمادے۔ آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الرحمین!

ابو معاویہ

محمد اعظم طارق جھنگ

پیش لفظ

☆طبع دوم☆

قارئین کرام اس وقت آپ جس کتاب کو ہاتھ میں لئے مطالعہ میں مصروف ہیں وہ ایک ایسی تحقیقی دستاویز ہے کہ جس کا ایک ایک حوالہ مستند اور ایک ایک صفحہ چشم کشا حقائق پر مبنی ہے۔

آج جبکہ میں آزاد فضاؤں میں بیٹھ کر اس کے **دوسرے ایڈیشن** کیلئے پیش لفظ لکھ رہا ہوں تو میں خود اس کتاب کو دیکھ کر حیرت و تعجب میں ڈوب رہا ہوں کہ کس طرح صرف دس دنوں میں اس کتاب کی ترتیب اور تدوین کا کام مجھ سے ممکن ہو گیا۔

اگرچہ ہر اسیر کو رہائی کی اتنی طلب ہوتی ہے جتنی مرنے والے کو زندگی کی خواہش ہوتی ہے تاہم رہائی کے بعد جب چاروں طرف سے مصروفیات نے گھیر رکھا ہے اور تحریر و تعریف کا سلسلہ تو بالکل ہی ناممکن ہو چکا ہے۔

اس وقت اسیری کے ان لمحات پر جو فراغت میں گزر گئے سخت افسوس ہوتا ہے بار بار زبان سے یہ بات نکلتی ہے کہ کاش قید تنہائی کے ان قیمتی لمحات سے اور زیادہ فائدہ اٹھا لیا جاتا۔

خود یہ کتاب بھی اسیری کے ایام میں اگرچہ تالیف تو ہو گئی مگر اس کی پروف ریڈنگ کا کام صحیح طور پر نہ ہو سکا جس کی وجہ سے بے شمار اغلاط نے کتاب کے حسن و عظمت کو ماند کر کے رکھ دیا۔

رہائی کے بعد مولانا حکیم (ابو اسامہ) ضیاء الرحمٰن ناصر صاحب سے ملاقات ہوئی تو پہلی ہی ملاقات میں انہیں نہ صرف نشر و اشاعت کے کام کا ماہر پایا

بلکہ تحریر کو تقریر کا لبادہ اڑھانے کا جو سلیقہ اور ملکہ انہیں حاصل ہے اس سے بہت کم لوگ آشنا ہیں۔

اس لئے شدت کے ساتھ خواہش نے انگڑائی لی کہ **خطبات جرنیل** (المعروف خطبات جیل) کو از سر نو کتابت وطباعت کے مراحل سے گزارا جائے اور حکیم (ابو اسامہ) ضیاء الرحمٰن ناصر صاحب کی صلاحیتوں سے بھر پور استفادہ کیا جائے۔

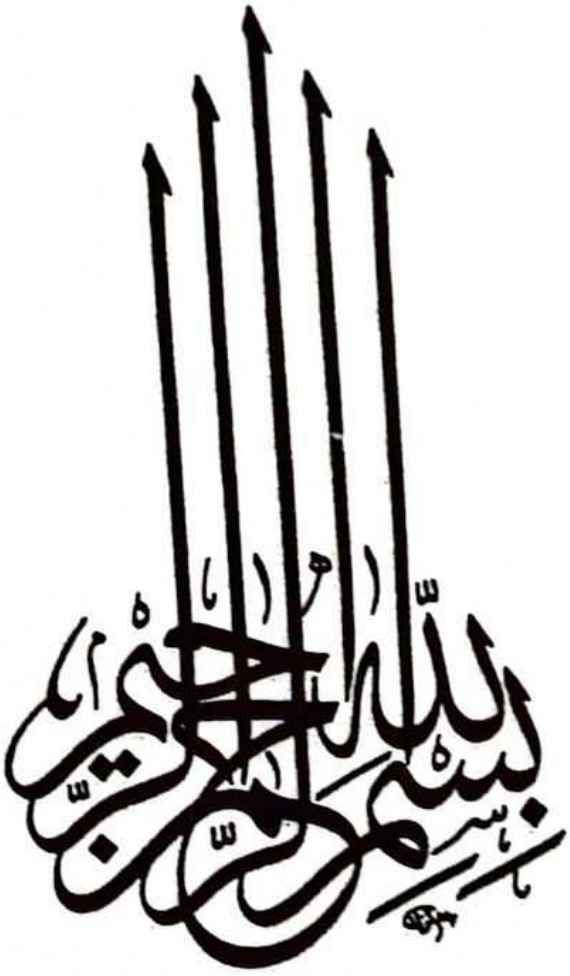
تب یہ کتاب میں نے مکمل طور پر حکیم صاحب کے سپرد کر دی۔ جنہوں نے اسے اپنے ذوق سلیم کے مطابق ڈھال کر آپ کے سامنے پیش کرنے کا مستحسن قدم اٹھالیا ہے۔

اس کتاب سے اہل علم اور علماء وطلباء کس قدر لطف اندوز ہوں گے محققین کو کیسا مواد ہاتھ لگے گا اس کا اندازہ وہی کرے گا جو اس میدان سے گزرا ہوگا آخر میں دعا گو ہوں کہ رب کریم ان تمام احباب کو بہت بہت جزائے خیر نصیب فرمائے جنہوں نے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن پر میری حوصلہ افزائی کو اور اہمیت و ضرورت کا احساس دلاتے ہوئے از سر نو زیور اشاعت سے مرصع کرنے پر آمادہ کیا۔

(ابو معاویہ مولانا) **محمد اعظم طارق** (صاحب)

۴ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

ستمبر ۱۹۹۹ء ۹۔۱۵


بسم الله الرحمن الرحيم

عقیدہ امامت اور انکار توحید

خطبہ:۔

الحمدلله وحده..... والصلوه والسلام على من لا نبى بعده..... وعلى اله واصحابه اجمعين..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم..... بسم الله الرحمن الرحيم..... قال الله تبارک وتعالى فى كلامه المجيد و الفرقان الحميد..... ان الله لا يغفر ان يشرک به و يغفر ما دون ذلک لمن يشاء و من يشرک بالله فقد ضل ضلال بعيدا (سورۃ النساء ایت نمبر۱۱۶)

وقال الله تبارک وتعالى يبنى لا تشرک بالله ان الشرک لظلم عظيم (پارہ۲۱ سورۃ لقمان ایت ۱۳)

قال النبى صلى الله عليه وسلم "يا معاذ لا تشرک بالله ان قتلت او حرقت....." صدق الله العظيم..... وصدق رسوله النبى الامين الكريم.....

تمہید:۔

قابل صد تعظیم بزرگو

نوجوان ساتھیو

اور طالب علم بھائیو

جو آیات مبارکہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں.....

اور پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کا ایک حصہ

پڑھا ہے..... اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی انسان و جن کے لئے ہرگز اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ..... کسی بھی چیز کو شریک ٹھہرائے..... کیونکہ ذات حق تعالیٰ سبحانہ پوری کائنات کے واحد خالق و مالک ہیں..... اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز اس کی مخلوق و مملوک ہے..... اور کائنات کی کوئی چیز بھی خداوند کریم و قدیر کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں ہے..... ہر چیز اس کے تابع فرمان ہے..... کائنات کے ذرہ ذرہ پر اسی کی بادشاہی اور حکومت ہے..... وہ جو چاہے وہی ہو گا ساری مخلوق مل کر بھی اس کی منشاء کے خلاف کسی کام کے کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے..... اس کے ساتھ اس کائنات میں نہ کوئی دوسرا حصہ دار ہے..... اور نہ ہی اس نے اپنی کائنات کو کسی دوسرے کے اختیار میں دے کر خود کو معطل کر لیا ہے ..... وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا..... اسی کی ذات کو بقا ہے باقی ہر چیز فنا ہونے والی ہے.....

اقسام شرک

شرک کی دو قسمیں ہیں.....

(۱) شرک فی الذات

(۲) شرک الصفات

(1) شرک فی الذات:۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا مثلاً کسی کو اس کا بیٹا.....

یا بیوی

یا والد

یا بھائی

یا مشیر

یا وزیر

قرار دینا جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عقائد ہیں کہ یہودی طبقہ نے..... حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے کر شرک و کفر کا راستہ اپنایا..... اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا..... اور ان کی والدہ حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ کی بیوی قرار دے کر (معاذاللہ) شرک اور کفر کا ارتکاب کیا ہے..... اور مشرکین کا یہ کہنا تھا ھولاء شفعاء ونا عنداللہ کہ یہ پتھروں سے تراشے ہوئے بت اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں..... ہم ان کے سامنے سر جھکا کر ان کی عبادت بجا لاتے ہیں ..... یہ ہمارے کام اللہ تعالیٰ سے کروا دیتے ہیں..... اور ہماری مشکلات ٹال دیتے ہیں..... مسائل حل کروا دیتے ہیں..... شرک فی الذات خالصتا" کفر ہے.....

(2) شرک فی الصفات:۔

یعنی مخلوق میں سے کسی کو خواہ وہ فرشتہ..... نبی ..... صحابی..... اور ولی ہی کیوں نہ ہو..... اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا کامل یقین کرنا..... جو خاصۂ خداوندی ہیں..... مثلاً غیب کی جمیع معلومات علم ماکان و ما یکون یعنی عالم الغیب و الشہادہ صرف ذات حق تعالیٰ ہے..... اس نے اپنے پیغمبروں ولیوں فرشتوں جنات وغیرہ کو جن چیزوں کے بارہ میں خبر دی ہے..... بس وہ اتنی ہی تفصیلات سے آگاہ ہیں اس سے

بڑھ کر کچھ بھی نہیں جانتے.....

اسی ذات قدیر کو قیامت کا حتمی علم ہے..... اسی کو بارش کے بارہ میں پہلے سے حتمی علم ہے..... وہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے.....؟ یعنی بچے کی پیٹ میں تخلیق سے بھی قبل..... حتی کہ ماں کی شادی سے بھی قبل..... اسی کو علم ہے کہ یہ کتنے بچے جنے گی..... اور وہی علیم و خبیر ذات ہے کہ کون کل کیا کریگا..... "اور اسی کو خبر ہے کہ کس نے کہاں کس وقت کس حالت میں موت کے منہ میں جانا ہے..... یہ وہ پانچ چیزیں ہیں جن کا سورۂ لقمان کی آخری آیات میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے..... کہ ان چیزوں کا علم صرف اللہ ہی کو حاصل ہے.....۔

ایک شبہ کا جواب:۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب..... آج کل محکمہ موسمیات والے بھی قبل از وقت بتا دیتے ہیں کہ بارش کب اور کہاں کہاں ہو گی..... اور اسی طرح آلات کے ذریعہ سے یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی ہے..... تو یہ بات ذھن میں رکھیں کہ انسان کا علم اس قدر ناقص ہے..... کہ وہ قرائن و آثار سے اندازہ کر کے یا آلات کے ذریعہ سے کھال کے نیچے کی بات معلوم کرنے میں کامیاب ہوتا ہے..... جبکہ علم الٰہی اتنا کامل ہے کہ وہ بارشوں کے موسموں سے سالہاسال قبل..... اور ماں بننے والی عورت کی شادی سے بھی قبل اس بات کو جانتا ہے..... کہ بارش کب اور کہاں اور کتنی ہوگی..... اور عورت کتنے اور کیسے کیسے بچے جنے گی..... اسی طرح ہر ہر جگہ موجود ہونا

بھی خاصہ خداوندی ہے..... اور قرآن کریم میں اسی کو یوں بیان فرمایا گیا ہے..... مایکون من نجوی ثلاثہ الا ھو رابعھم ولا خمسہ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم این ماکانوا.....

(پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ ایت ۷)

کہ تم جہاں کہیں تین آدمی بھی سرگوشی کرتے ہو وہ چوتھا وہاں ہوتا ہے تم پانچ ہو تو وہ چھٹا وہاں ہوتا ہے تم اس سے بھی کم ہو یا زیادہ ہو وہ وہاں موجود ہوتا ہے..... تو اب اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ صرف اپنی ذات کی موجودگی کا تذکرہ فرمایا ہے..... کسی اور ذات کو بھی اپنی طرح وہاں موجود قرار نہیں دیا ہے..... اسی طرح ہر ہر چیز پر قدرت و اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے..... قرآن کریم نے جگہ جگہ اس کو بیان کیا ہے.....

تبارک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیء قدیر.....

(پارہ ۲۹ سورۃ ملک آیت نمبر ۱)

کہ بادشاہی و حکومت اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

ان ساری تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے..... کہ عالم الغیب والشہادہ ہر جگہ موجود اور پکارنے والے کی پکار کو..... سن کر اس کی مدد کو پہنچنے والی..... ہر چیز پر قادر اور "فعال لما یرید" یعنی جو چاہے سو کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے..... اب اگر کوئی شخص کسی اور بڑی سے بڑی یا چھوٹی سے چھوٹی ذات کو..... صفات الہیہ سے متصف مانتا ہے تو اس نے بھی شرک و کفر کا راستہ اختیار کر کے..... اسلام کی مخالف سمت سفر کرنا شروع کر دیا ہے.....۔

رافضیت یہود و نصاریٰ کی راہ پر:۔

رافضی گروہ کا بانی چونکہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا..... اور اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اولاً" مسلمانوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی رسول و خلیفہ اول ہونے کا سبق پڑھانے کی کوشش..... کی تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو مقام و مرتبہ خلفائے راشدین..... یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ..... اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے وہ ختم ہو جائے..... اور وہ تینوں خلفاءؓ کو غاصب خلافت .....اور اہل بیت پر ظلم کرنے والے یقین کرنے لگ جائیں.....

دوسرا سبق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوھیت کا پڑھایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی دراصل الہ یعنی "اللہ" ہیں..... اس ظالم کے اسی دعویٰ کو سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے بلوا کر اپنی عبدیت کا اعلان فرمایا..... اور اس سے توبہ کرا کر اسے مدائن کی طرف جلا وطن کر دیا..... مگر اس شخص نے کہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت..... کہیں مخالفین علی کی تکفیر..... اور کہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ربوبیت کا اعلان جاری کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں جاری رکھیں.....

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی:۔

ادھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بر سر عام..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنانا شروع کر دیا..... جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پیشین گوئی تھی..... جس کی تفصیل علم حدیث کی نہایت ہی اہم کتاب..... مسند احمد میں اس طرح موجود ہے.....۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فیک مثل من عیسی ابغضتہ الیھود حتی بھتو امہ و احبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلہ التی لیست لہ ثم قال یھلک فی رجلان محب مفرط یقرضنی بما لیس فی و مبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی O (رواہ احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا..... کہ تمہیں کچھ مشابہت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے..... یہودیوں نے ان سے بغض کیا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر بہتان لگا دیا..... اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی..... یہاں تک کہ ان کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا جس پر وہ نہ تھے..... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا..... میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے..... ایک محبت میں غلو کرنے والا..... جو میری ایسی تعریف کرے گا جو مجھ میں نہیں ہے..... دوسرا بغض رکھنے والا..... کہ میری عداوت اس کو میرے اوپر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی.....

سامعین محترم..... اس حدیث کو سامنے رکھ کر..... جب ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والے گروہ کی تلاش شروع کرتے ہیں..... تو ہمیں خارجی گروہ نظر آتا ہے..... جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاذاللہ ..... دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر آپ سے جنگیں تک لڑنے سے گریز نہیں کیا..... اور حتیٰ کہ آپ کی شہادت بھی عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی ملعون کے ہاتھوں ہی ہوئی..... اور دوسرا گروہ جس نے آپ سے محبت کا دعویٰ کر کے..... عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو الوہیت کے مقام تک جا پہنچایا..... تو وہ عبداللہ ابن سبا اور اس کی ذریت شیعہ کا گروہ

ہے.....

ایک فرضی شخص:-

محترم سامعین..... عبداللہ بن سبا کی بات آئی..... تو یہ بتاتا چلوں کہ آج کل شیعہ مجتہد..... اور مصنّفین اس بات کی شد و مد سے مخالفت کرتے ہیں..... کہ ہمارا پیشوا عبداللہ بن سبا نہیں تھا..... بلکہ وہ عبداللہ بن سبا کے وجود ہی کا انکار کرتے ہوئے صاف صاف کہتے ہیں..... کہ یہ محض ایک فرضی کردار کا نام ہے..... مگر حقیقت یہ ہے کہ ابن سبا کا تذکرہ اور تعارف..... جس قدر شیعہ کتب میں تواتر و تفصیل سے موجود ہے..... اس قدر تو شاید اہل سنت کی کتب میں بھی نہیں ہے..... مناسب یہ ہے کہ اس موقع پر شیعہ کی مستند و معتبر کتب سے..... عبداللہ بن سبا کا تعارف اور اس کے عقائد کا کچھ تذکرہ ہو جائے..... تاکہ حقائق کھل کر سامنے آجائیں..... اس موقع پر کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے.....

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات انکی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی

شیعہ کے نامور مجتہد علامہ مقانی..... تنقیح المقال میں..... اور علامہ باقر مجلسی جیسے عظیم شیعہ مجتہد و مصنف..... بحار الانوار جیسی ضخیم کتاب کی جلد نمبر ۲۵ کے صفحہ نمبر ۲۸۷ پر..... "رجال کشی" سے نقل کرتے ہیں۔

وذکر بعض اھل العلم عبداللہ بن سبا کان یھودیا فاسلم و والی علیا علیہ السلام وکان یقول وھو علی یھودیتہ فی یوشع بن نون

وصی موسی علیه السلام بالغلو' فقال فی اسلامه بعد وفا ۃ رسول الله صلی الله علیه وسلم فی علی مثل ذلک○

بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا..... پھر اسلام لے آیا اور حضرت علی علیہ السلام کی "ولایت" کا قائل ہوا..... یہ اپنی یہودیت کے زمانے میں یوشع بن نون علیہ السلام کے بارہ میں..... غلو کرتے ہوئے کہتا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں..... پس اسلام لانے کے بعد اس قسم کی بات وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کہنے لگا..... کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے وصی ہیں.....

ابن سبا کی دیگر صفات کا تذکرہ:۔

وکان اول من اشهر بالقول بفرض امامه علی علیه السلام و اظهر البراء ۃ عن اعدائه وکاشف مخالفیه و اکفرهم فمن ههنا قال من خالف الشیعه اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیهودیه (بحار الانوار ص۲۸۷ ج۲۵)

ترجمہ:۔ یہ سب سے پہلا شخص ہے..... جس نے مشہور کیا کہ حضرت علی علیہ السلام کی امامت کا قائل ہونا فرض ہے..... اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں پر (جس سے اس ملعون کی مراد خلفاء راشدین تھے) اعلانیہ تبرا کیا..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کو واشگاف کیا اور ان کو کافر کہا..... یہیں سے وہ لوگ جو شیعہ کے مخالف ہیں یہ کہتے ہیں..... تشیع اور رافضیت یہودیت کا چربہ ہے.....

کیوں جناب..... اسے کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ

بولے..... عبداللہ بن سبا کا شیعہ کے نامور مجتہدین نے..... نہ صرف پورا پورا تعارف کرا کر..... اس کے عقائد اور نظریات کو بیان کر دیا ہے..... بلکہ یہ بھی صاف صاف بتا دیا ہے کہ اس "ابن سبا" کے عقائد و نظریات .....اور شیعہ کے عقائد و نظریات میں کلی طور پر مماثلت ہونے کی وجہ سے..... ہمارے مخالفین شیعیت کو یہودیت کا چربہ قرار دیتے ہیں.....

اب شیعیت کے لئے عبداللہ بن سبا سے پیچھا چھڑانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے..... کہ وہ ان عقائد و نظریات کا برملا انکار کر دے..... جن کا عبداللہ بن سبا نے سب سے پہلے..... اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کے لئے لوگوں کے سامنے اظہار کیا تھا..... مگر شیعیت ایسا ہرگز نہیں کر سکتی ہے..... کیونکہ "عقیدہ امامت" اور "تبرا" ہی تو اس کا بنیادی نظریہ ہے..... اب تو صورت حال بالکل ایسے ہے جیسے دریا میں ڈوبتے ہوئے ریچھ کو کمبل سمجھ کر نکالنے والے شخص کا ہوا تھا..... کہ جب اسے ہی ریچھ نے پکڑ لیا تو وہ چلا چلا کر کہتا تھا..... "میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں مگر اب کمبل مجھے نہیں چھوڑ رہا..... شیعیت عبداللہ بن سبا کو بھولنا چاہتی ہے..... مگر وہ قدم قدم پر سامنے آکر کہتا ہے..... تم مجھے ہرگز نہیں چھوڑ سکتے ہو..... کیونکہ تم اسی لائن پر شوق سے چل رہے ہو جو اسلام کے مقابل میں نے بنائی تھی.....

ابن سبا کی تعلیمات کی جھلک:۔

سامعین محترم..... شیعہ کی معتبر کتب سے جو میں نے ابن سباء کے عقائد کو پیش کیا ہے..... اس میں تین باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) عبداللہ بن سبا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا قائل تھا۔

(۲) وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں پر اعلانیہ تبرا کرتا تھا۔

(۳) وہ حضرت علی کے مخالفین کو کافر کہتا تھا۔

آپ قدیم شیعہ مصنّفین کی کتب کا مطالعہ کرلیں..... یا موجودہ شیعہ مجتہدین کا لٹریچر پڑھ کر دیکھ لیں..... یا کم از کم شیعہ کے کلمہ اور اذان کا جائزہ لے لیں..... تو آپ کو ان تینوں باتوں کا ثبوت باسانی مل جائے گا..... کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل بھی کہتے ہیں..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کے منکر خلفائے راشدین..... اور ان کے پیروکاروں کو کافر و مرتد بھی کہتے ہیں..... اور ان سے تبرا کا بھی اظہار کرتے ہیں.....

ابن سبا کا دعویٰ نبوت اور انکار توحید:۔

شیعہ نے ابن سباء کی پیروی میں..... جہاں حضرت علی کے وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا دعوی کیا..... تبرا' اور تکفیر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ اپنایا..... وہاں ابن سبا کی پیروی میں عقیدۂ توحید کا انکار کرتے ہوئے..... حضرت علی کی الوہیت و ربوبیت کا بھی برملا اعتراف کیا ہے ..... میں شیعہ کی کتب سے حوالہ جات پیش کرنے سے قبل..... آپ کے سامنے پہلے عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں کے عقائد و نظریات کا..... خود شیعہ ہی کی کتب سے احوال بیان کرتا ہوں.....

شیعہ کے نامور مجتہد و مصنف ملا باقر مجلسی نے..... "رجال کشی" اور "مناقب آل ابی طالب" کے حوالہ سے..... حضرت امام باقرؒ کا

یہ ارشاد نقل کیا ہے.....

ان عبدالله بن سبا کان یدعی النبوه و یزعم ان امیر المومنین علیه السلام هوالله تعالی عن ذالک فبلغ ذالک امیرالمومنین علیه السلام فدعاه وسئاله فاقر بذالک وقال نعم انت هو' وقد کان القی فی روعی انک انت الله وانی نبی (بحارالانوار ص۲۸۶ ج ۲۵)

ترجمہ عبداللہ بن سبا نبوت کا دعویٰ رکھتا تھا..... اور کہتا تھا کہ امیرالمومنین علیہ السلام "اللہ" ہیں..... (جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے بالا تر ہیں) امیرالمومنین کو اس کی یہ بات پہنچی تو اسے بلوایا.....اور اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا اور کہا کہ ہاں..... آپ وہی ہیں میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے..... کہ آپ اللہ ہیں اور میں نبی ہوں.....

محترم سامعین..... آپ اس حوالہ کو سن کر یقیناً" حیران ہوں گے .....کہ کس طرح عبداللہ بن سبا نے خود کو نبی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خدا ہونے کا دعویٰ کیا..... لیکن اس سے بھی حیران کن بات یہ ہے .....کہ اس شخص کو تو حضرت علی نے اپنے سے جدا کرتے ہوئے مدائن کی طرف چلتا کیا..... لیکن اس کی جھوٹی دعوت سے متاثر ہونے والے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہو گیا.....اور اس نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت و ربوبیت کا اعلان کرنا شروع کر دیا.....

چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی جیسے عظیم محدث..... اور اہل سنت کے نامور عالم دین..... اپنی کتاب لسان المیزان کے ص۲۹۰ ج ۳ میں تحریر فرماتے ہیں..... کہ اس گروہ کا نام سبائیہ تھا..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گروہ کو آگ میں جلوا دیا تھا..... تاکہ دنیا کو معلوم ہو

جائے کہ مشرک کی سزا کیا ہے.....

شیعہ اور انکار توحید:۔

آج کے دور کے شیعہ اور ان کے سابق مجتہدین..... اگرچہ خود کو اس سبائیہ گروہ سے الگ قرار دیتے ہیں..... جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت و ربوبیت کا اعلان کیا ہے..... لیکن حقیقت یہ ہے کہ عملاً" اور عقیدتاً آج کا اثنا عشری شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا اسی طرح قائل ہے..... جس طرح عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھی تھے..... اب میں اس سے قبل کہ شیعہ کی کتب سے وہ حوالے آپ کے سامنے پیش کروں..... جن میں کھل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا..... حاجت روا اور مالک یوم الدین تک کہا گیا ہے..... لیکن پہلے شیعہ کے اس شرک کا بیان کرتا ہوں..... جس کا اللہ تعالیٰ کی صفات میں آئمہ کو شریک ٹھہرانے کی صورت میں انہوں نے ارتکاب کیا.....

(1) زمین کا مالک کون؟:۔

قرآن کریم برملا اعلان کرتا ہے..... ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ (پارہ۹ سورہ اعراف ایت ۱۲۸)

کہ زمین کا مالک بے شک صرف اللہ ہے وہ اس کا جس کو چاہے وارث کردے..... شیعہ مذہب کے بانیوں میں سے ایک محمد بن یعقوب کلینی بھی ہے..... جس نے اپنی کتاب اصول کافی میں ایک باب قائم کیا ہے کہ ان الارض کلھا للامام علیہ السلام کہ ساری زمین کا مالک امام ہوتا ہے..... اور پھر ایک روایت نقل کرتے ہیں.....

قال ابوبصیر سالت و عن ابا عبدالله اما علی الامام زکوۃ فقال: احلت یا ابا محمد اما علمت ان الدنیا و الاخرہ للامام یضعها حیث یشاء و یرفعها الی من یشاء۔

ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا امام پر زکوۃ نہیں ہوتی؟..... تو آپ نے فرمایا اے ابو محمد! تو نے محال بات کہی..... تجھے معلوم نہیں دنیا و آخرت امام کی ملکیت ہوتی ہے..... جہاں چاہے امام اسے رکھے اور جس کو چاہے دے دے.....

لیجئے جناب! قصہ ہی ختم ہوگیا..... اب تو دنیا و آخرت شیعہ آئمہ کی ملکیت و جاگیر بن چکی ہے..... وہ جسے چاہیں دیں جسے چاہیں محروم رکھیں..... اور وہ قرآن کریم میں جو ارشاد خداوندی تھا..... شیعہ کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں رہا..... اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ صریح شرک نہیں ہے.....

مارنا اور زندہ کرنا:۔

اللہ ہی کی یہ صفت ہے کہ وہ حی و قیوم ہے..... اور مخلوقات کو موت کی نیند سلانا اور زندگی کی نعمت سے ہمکنار کرنا ..... صرف اور صرف اسی کے اختیار میں ہے..... موت و حیات کا مالک وہی ہے..... اور اس بات کو نمرود کے سامنے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس طرح بیان کیا تھا.....

ربی الذی یحیی ویمیت O میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے..... اس کے جواب میں نمرود نے کہا تھا.....

قال انا احیی وامیت ..... (پارہ ۳ سورہ البقرہ ایت ۲۵۸)

میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں.....

اب نمرود والا بھینہ دعویٰ شیعہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف (معاذ اللہ) منسوب کر کے کہا ہے..... کہ آپ نے بھی فرمایا وانا احیی واُمیت وانا حی لا اموت..... میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں میں حی لا یموت..... ہوں (بحار الانوار ص ۳۴۷ ج ۳۹)

جناب امیر المومنین نے فرمایا..... کہ.....

مومن

منافق

کافر

مشرک

بدعتی

کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جا کر حکم نہ دوں..... (جلاء العیون اردو ج ۲ ص ۸۵)

فرعون غرق اور موسیٰؑ کو نجات:۔

قرآن کریم نے کئی مقامات پر موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ کیا ہے..... اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.....

وانجینا موسی ومن معہ اجمعین (پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت نمبر ۶۵)

ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی

..... واغرقنا ال فرعون وکل کانوا ظالمین (پارہ ۱۰ سورہ انفال آیت نمبر ۵۴)

ہم فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کیا.....

شیعہ کی معتبر کتاب بصائر الدرجات کے ص ۲۳ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے..... کہ آپ نے فرمایا انا صاحب المدین ومھلک فرعون ومنجی موسی..... میں صاحب مدین ہوں..... فرعون کو میں نے ہلاک کیا..... موسیٰ علیہ السلام کو میں نے نجات دی.....

قوم عاد و ثمود و اصحاب رس کی تباہی:۔

قرآن کریم کے انیسویں پارہ سورہ فرقان کی آیت ۳۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے.....

وعادا وثمودا واصحب الرس وقرونا بین ذالک کثیرا.....

وکلا ضربنا له الامثال وکلا تبرنا تتبیرا (پارہ۱۹ سورہ الفرقان آیت۳۸،۳۹)

اور عاد و ثمود و کنویں والوں کو اور ان کے بیچ کی بہت ساری قوموں سے ہم نے مثالیں بیان کیں..... اور ہم نے سب کو تباہ کر کے مٹا دیا۔

شیعہ کی معتبر کتاب بصائر الدرجات کے مصنف محمد شریف بن شیر شاہ رسولوی..... اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۳ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے تحریر کرتے ہیں.....

وانا الذی اھلکت عادا وثمودا واصحاب الرس وقرونا بین ذالک کثیرا..... میں (علی) وہ ہوں جس نے قوم عاد قوم ثمود اصحاب رس اور بہت ساری قوموں کو ہلاک کیا.....

ہر چیز کی گنتی کرنا:۔

قرآن کریم میں سورہ جن کی آخری آیت میں رب العالمین اپنی اس صفت کاملہ کا اعلان فرماتے ہیں..... کہ واحصی کل شئی عددا..... ○ اس نے ہر چیز کی گنتی کو شمار کر رکھا ہے..... اس کے مقابلہ میں بصائر الدرجات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان نقل کیا گیا ہے .....وانا الذی احصیت کل شئی عددا..... میں وہ ہوں جس نے ہر چیز کو ایک ایک کر کے گن لیا ہے.....

غیب کے خزانوں کی کنجیاں:۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے.....وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو.....(پارہ ۷ سورہ انعام آیت ۵۹)

اور غیب کی کنجیاں اس اللہ کے پاس ہیں..... جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ملاں باقر مجلسی کی معتبر کتاب جلاء العیون اردو ترجمہ کی جلد دوم کے ص ۶۰ پر..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خطبہ منسوب ہے.....

انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمھا بعد رسول اللہ الا انا ..... میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں..... جنہیں بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سوا کوئی نہیں جانتا.....

روز جزا کا مالک:۔

قرآن کریم کی پہلی ہی سورۃ سورہ فاتحہ میں ارشاد خداوندی ہے..... مالک یوم الدین..... وہ روز جزا کا مالک ہے.....

اور بحار الانوار جلد نمبر ۲۴ کے ص ۲۷۲ پر..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ نقل کیا گیا ہے..... وانا والی الحساب انا صاحب الصراط والموقف..... میں یوم حساب کا مالک ہوں..... میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں.....

اول آخر ظاہر و باطن:۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے..... ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم..... (سورۃ الحدید پارہ نمبر ۲۷)

وہی اول ہے

وہی آخر ہے

وہی ظاہر ہے

وہی باطن ہے

وہی سب کچھ جانتا ہے

شیعہ کی معتبر کتاب بحار الانوار کی جلد نمبر ۳۹ کے صفحہ نمبر ۳۴۷ پر..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان کچھ اس طرح ہے..... انا اول وانا الاخر وانا الباطن والظاھر..... وانا بکل شیئی علیم.....

میں ہی اول ہوں

میں ہی آخر ہوں
میں ہی باطن ہوں
میں ہی ظاہر ہوں

اور میں ہر چیز کو جانتا ہوں۔

کائنات کے ذرہ ذرہ کا مالک:۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اعلان جگہ جگہ فرماتے ہوئے کہتا ہے..... ان اللہ علی کل شئی قدیر..... بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے..... تبارک الذی بیدہ الملک و ھو علی کل شئی قدیر..... ہے بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ساری بادشاہی ہے..... اور وہ ہر چیز پر قادر ہے..... قل اللھم مالک الملک توء تی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئی قدیر..... (پارہ ۳ سورۃ ال عمران آیت ۲۶)

آپ فرما دیجئے کہ اے اللہ تو ہی کائنات کا مالک ہے..... تو جسے چاہے سلطنت دے دے..... اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے..... تو جسے چاہے عزت بخشے..... اور جسے چاہے ذلت دے دے..... ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے..... بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے.....

قرآن کریم کی ان واضح آیات کے مقابل یہ شعر تو ہر شیعہ کی زبان پر آپ کو سنائی دے گا.....

علی کا معجزہ ہے اک اک نادر
علی کی ذات ہے ہر شی پہ قادر
نہ کرتا گر علی مشکل کشائی
نہ پاتا چاہ سے یوسف رہائی

اور بصائرالدرجات کے مصنف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عربی خطبہ نقل کرکے..... اس کا جو اردو ترجمہ تحریر کیا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں.....

انا الذی سخرت لی السحاب والرعد والبرق والظلم والانوار والریاح والجبال والبحر والنجوم الشمس والقمر (بصائرالدرجات ص ۲۳)

میں وہ ہوں جس کے.....

- بادل
رعد
بجلی
تاریکی
روشنی
ہوا
پہاڑ
سمندر
سورج
چاند

اور ستارے تابع کردیئے گئے ہیں۔

اور ایرانی انقلاب کے علمبردار خمینی نے..... اپنی کتاب

حکومت اسلامیہ میں یوں گوھر افشانی کی.....

فان للامام مقاما محمودا و درجه سامیه و خلافه تکوینه تخضع لولایتها و سیطرتها جمیع فدات الکون۔ (حکومت اسلامیہ ص۵۸)

"امام کو وہ مقام محمود اور بلند ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے ..... کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور زیر فرمان ہوتا ہے.....

قسیم الجنتہ والنار:۔

قرآن کریم کے بیسیوں مقامات پر رب العالمین نے ارشاد فرمایا ہے..... کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ پر کاربند رہے..... وہ انہیں جنت میں داخل کرے گا..... اور نافرمانوں کو جہنم میں ڈالے گا.....

وزوجنهم بحور عین .....(پارہ ۲۷ سورہ الطور ایت ۲۰)

ہم ان کا نکاح حور عین سے کریں گے.....

وتلک الجنه التی اورثتموها بما کنتم تعملون.....

(پارہ ۲۵ سورہ الزخرف آیت ۷۲)

یہ وہ جنت ہے جو اعمال صالح کے بدلے آپ کو ملے گی.....

ان المجرمین فی عذاب جهنم خالدون.....(الزخرف ایت ۷۴)

بے شک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں..... اور آگے فرمایا..... وما ظلمنهم ولکن کانوا انفسم یظلمون ..... ہم نے ان کے ساتھ ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر خود ظلم کرنے

والے ہیں..... انا کذالک نجزی المحسنین..... (پارہ ۲۹ المرسلات آیت ۴۴)

ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں.....

ان واضح ارشادات ربانی کے بر عکس..... شیعہ کا عقیدہ کیا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں..... بصائر الدرجات کے صفحہ نمبر ۲۲ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو عربی اور اردو میں اس طرح تحریر کیا گیا ہے.....

وانا صاحب الجنه والنار اسکن اهل الجنه الجنه واسکن اهل النار النار الی تزویج اهل الجنه والی عذاب اهل النار (بصائر الدرجات ص ۲۲)

"اور میں جنت اور دوزخ کا مالک ہوں..... بہشتی کو بہشت اور جہنمی کو جہنم میں ٹھہراؤں گا..... جنتیوں کی شادی میں کروں گا..... اور جہنمیوں کو عذاب میں دوں گا.....

اور ملاں باقر مجلسی نے بھی..... بحار الانوار کی جلد نمبر ۳۹ ص ۱۹۳ میں یہ تحریر کیا ہے..... ان علیه السلام قسیم الجنه والنار..... حضرت علی علیہ السلام جنت اور جہنم میں ..... تقسیم کے اختیارات رکھتے ہیں.....

سامعین گرامی قدر..... یہ صرف دس حوالہ جات بطور نمونہ بیان کئے ہیں..... ورنہ کتب شیعہ اس دعویٰ سے بھری پڑی ہیں ..... کہ ان کے پہلے امام حضرت علی خصوصی طور پر..... اور باقی گیارہ آئمہ بھی خدائی اختیارات کے مالک ہیں..... اور حد تو یہ ہے کہ شیعہ نے یہاں تک لکھ دیا ہے..... کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن کی ساری زندگیاں..... توحید کا اعلان کرتے ہوئے..... اور شرک کی تردید

کرتے ہوئے گذریں..... جنہوں نے سالہا سال اپنی مشرک و نافرمان قوموں سے..... توحید کے اعلان اور شرک کے ابطال کے باعث ماریں کھائیں..... دکھ اٹھائے..... وطن چھوڑے..... آگ میں ڈالا جانا قبول کیا..... حتی کہ اس راہ میں شہید ہو جانے تک کو گوارہ کر لیا..... مگر شرک کا داغ اپنی پیشانی پہ نہ لگنے دیا.....

وہ خاک و خون میں لت پت ہو گئے..... مگر شرک کی نجاست سے اپنا دامن عفت آلودہ نہ کیا..... وہ لوہے کی آہنی کنگیوں سے چھید گئے ..... مگر..... دعوت توحید سے انکاری نہ ہوئے..... وہ تیل کے ابلتے ہوئے کڑاھوں اور گندھک بھری دیگوں میں ڈال دیئے گئے..... مگر..... شرک کی مذمت سے باز نہ آئے ان کے سروں پہ آرے چلا دیئے گئے... مگر... وہ مشرکوں کے ہمنوا نہ ہوئے.....

آج ان مقدس شخصیات کے بارہ میں شیعیت کا دعویٰ ہے..... کہ وہ بھی مصیبت و پریشانی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدد مانگتے تھے .....اور انہیں پکارتے تھے.....

علی سے مدد مانگنے کا ثبوت:۔

شیعہ کے ایک نامور مجتہد اور اردو زبان کی بیسیوں کتب کے مصنف ..... عبدالکریم مشتاق تحریر کرتے ہیں.....۔ "باقی دشمن جلے یا مرے..... میں تو یا علی مدد کہہ کر رزق اولاد..... صحت و فتح برآوری مولائے مشکل کشا سے چاہوں گا..... میں اسے شرک نہیں سمجھتا .....علی سے مدد مانگنا میرے نزدیک سنت انبیاء ماسبق ہی نہیں ..... بلکہ سنت خاتم الانبیاء ہے.....

(کتاب کا نام ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ج ۲ ص ۱۴۱)

لیجئے جناب والا..... یہ ہیں شیعہ کے موجودہ صدی کے نامور پاکستانی مفکر و مصنف صاحب..... جنہوں نے خود کو تو شرک کی گندی نالی میں گرایا ہی ہے..... لیکن اس بدبودار نجاست کے چھینٹے .....انبیاء علیہم السلام جیسی معصوم شخصیات پر.....اڑانے کی ناپاک جسارت سے بھی باز نہیں رہے.....

صاحب فضیلت کون؟:۔

موجودہ دور کے شیعہ مذہب کے ایک مصنف.....اپنی مشہور کتاب چودہ ستارے کے پیش لفظ کی ابتداء میں..... بارہ آئمہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ..... "یہ وہ ذوات ہیں جو خالق کائنات کی طرح بے مثل و بے نظیر ہیں .....یہ جب عالم نور میں تھے انہوں نے ملائکہ کو تسبیح و تمجید کا سبق دیا.....جبریل کو علم معرفت سے بہرہ ور کیا..... آدم و حوا جو گرے ہوئے آنسوؤں کی طرح بے وقعت ہو چکے تھے.....انہیں شرف انسانیت میں توبہ کے ذریعہ سے عروج و فروغ بخشا۔(چودہ ستارے ص ۲)

صاحب کوثر کون؟:۔

سامعین محترم..... شیعہ کے شرکیہ عقیدہ کی تفصیلات جواب تک آپ ملاحظہ کر چکے ہیں..... ممکن ہے ان کی کوئی شخص تاویل کر لے..... مگر اب جو حوالہ آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں..... اسے پڑھ کر مجھے یقین ہے کہ کسی بھی جاہل سے جاہل شخص.....اور ہزار

تاویلیں کرنے والے آدمی کو بھی حقیقت تسلیم کرنے سے انکار نہیں ہو گا.....

شیعہ کے نامور مجتہد ملاں باقر مجلسی کی معتبر کتاب..... جلاء العیون کا اردو ترجمہ والا نسخہ .....جسے شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور نے شائع کیا ہے..... اس کی جلد دوم کے صفحہ ۶۵۶ پر تحریر ہے.....

خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساقی کوثر مولا علی علیہ السلام ہیں..... یعنی قرآن نے جس کو رب کہا ہے وہ ساقی کوثر علی ہے ..... انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی معبود کی اور اللہ کی..... جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب علی کو..... اب بھی مصائب میں پکارنا اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو..... سنت انبیاء اور قرآن پاک ہے..... اور رب کا معنی ہے مشکل کشا پرورش کنندہ نگہبان.....(جلاء العیون)

ہر جگہ حاضر ناظر کون:۔

قرآن کریم اور احادیث رسول کی تعلیمات.....اس بات پر گواہ ہیں..... کہ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر صرف اور صرف ذات خداوند تعالیٰ ہے.....اسی کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے.....

مایکون من نجوی ثلاثه الا هو رابعهم ولا خمسه الا هو سادسهم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا هو معهم این ما کانو (پارہ ۲۸ سورہ المجادلہ آیت ۷)

جہاں تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں .....وہاں اللہ چوتھا موجود ہوتا ہے.....جہاں وہ پانچ ہوتے ہیں وہاں اللہ چھٹا ہوتا ہے.....

نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں.....

یہ آیت صاف صاف بتلاتی ہے..... کہ ایک اللہ ہی کی ذات ہے جو تین سرگوشی کرنے والوں کے ساتھ چوتھی..... یا پانچ کے ساتھ چھٹی ہوتی ہے..... یا کم اور زیادہ کے ساتھ موجود ہوتی ہے..... اگر کائنات میں کوئی اور کسی کی ذات بھی اللہ کے سوا موجود ہوتی..... تو اس آیت میں اس کا ذکر کیا جاتا کہ جہاں تین سرگوشی کرنے والے ہوتے ہیں..... وہاں چوتھا اللہ اور وہ ذات یعنی حضرت علی یا اماموں کی ہوتی ہے..... مگر قرآن کریم اس کا جگہ جگہ انکار کرتا ہے.....

دیکھئے حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہیں..... اور غارثور میں روپوش ہو جاتے ہیں..... جب مشرکین مکہ ان حضرات کا پیچھا کرتے ہوئے غار کے دہانے پر پہنچتے ہیں..... تو حضرت ابوبکر پریشان ہو جاتے ہیں..... کہ اب کہیں کافر حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائیں..... تو قرآن کریم اس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے..... کہ اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے..... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا..... لا تحزن ان اللہ معنا..... (پارہ ۱۰ سورہ التوبہ ایت ۴۰)

غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے.....

یہاں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ بھی ہمارے ساتھ ہے ..... اور علی و باقی امام بھی ہمارے ساتھ ہیں..... کیونکہ حضرت علی تو مکہ میں تھے..... غار میں دوسرے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے..... یا پھر اللہ کی ذات تھی.....

وہاں موجود نہ تھے۔

اور دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے.....

وما کنت لدیھم اذیلقون اقلامھم (سورہ آل عمران)

سیدہ مریم کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی کے طور پر.....

حضرت ذکریا علیہ السلام اور ان کے رفقا جب اپنی قلموں کو پانی میں ڈال رہے تھے..... تو اے پیغمبر ﷺ آپ وہاں موجود نہ تھے.....

قرآن کریم کے ان واضح ارشادات کے بعد..... اب اگر سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے..... آپ ﷺ نے کسی بھی جگہ اپنے یا کسی اور کے حاضر و ناظر ہونے کا ذکر نہیں فرمایا..... بلکہ آپ کا ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ جانا..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ کے بستر پر سونا ہی اس بات کی واضح دلیل ہے..... کہ جو غار ثور میں ہے وہ مکہ میں نہیں اور جو مکہ میں ہے وہ غار ثور میں نہیں ہے.....

اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی نجاست و غلاظت سے سلامت رکھے ..... کیونکہ ایسی غلاظت ہے کہ جو شخص اس سے آلودہ ہو گیا..... اس کا جہنم سے چھٹکارہ ممکن ہی نہیں ہے.....

رب العالمین کا ارشاد ہے..... ان اللہ لا یغفران یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء..... (پارہ ۵ سورہ النساء ایت ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا..... اس کی علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا.....

گویا کہ خود رب الرحمٰن الرحیم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے..... کہ وہ ہرگز اس شخص کی بخشش نہیں کرے گا جو شرک سے توبہ

اب شیعہ کا عقیدہ سنیں ..... شیعہ کے عظیم مجتہد ملاں باقر مجلسی کہتے ہیں..... کہ "شیعہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد و ل محمد علیہم السلام..... ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے ہیں....." (جلاء العیون جلد دوم ص ۸۵)

اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر بحر قلزم پر پہنچے..... تو پیچھے سے فرعون اپنا لشکر لے کر آ پہنچا..... اب قوم بنی اسرائیل نے گھبرا کر موسی علیہ السلام سے کہا ..... انا لمدرکون..... موسیٰ ہم تو پکڑے گئے ..... "یعنی اب ہم کدھر جائیں گے....." آگے دریا کی موجیں ہیں ..... اور پیچھے فرعون کی فوجیں ہیں..... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت ہی اطمینان و سکون کے ساتھ جو جواب دیا..... اسے قرآن کریم یوں نقل کرتا ہے.....

قال کلا ان معی ربی سیھدین..... (پارہ ۱۹ سورہ الشعراء ایت ۶۲)

موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہرگز گھبرانے کی ضرورت نہیں..... میرا رب میرے ساتھ ہے..... وہ عنقریب ہمیں صحیح راہ دکھائے گا.....

دیکھئے یہاں پر بھی موسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک رب العالمین کے ہمراہ ہونے کا ذکر کیا ہے..... کسی امام یا نبی کا ذکر نہیں کیا..... اور قرآن کریم تو اس سے بھی وضاحت کے ساتھ مسئلہ حل کرتے ہوئے کہتا ہے..... وما کنت بجانب الطور اذنا دینا..... (پارہ ۲۰ سورہ قصص ایت ۴۱)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم نے موسیٰ کو طور پر پکارا..... تو آپ

کئے بغیر مرگیا..... اور اسی طرح میں نے خطبہ میں جو حدیث مبارکہ تلاوت کی ہے..... اس کا ترجمہ بھی یہی ہے کہ آقا نامدار ﷺ اپنے پیارے صحابی..... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں..... یا معاذ لا تشرک باللہ ان حرقت او قتلت ..... اے معاذ رضی اللہ عنہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک مت ٹھہرانا..... چاہے تجھے توحید کی پاسداری کے جرم میں آگ میں کیوں نہ جلادیا جائے..... یا قتل کیوں نہ کر دیا جائے.....

گویا شرک ایسا گناہ عظیم ہے..... کہ جس کی اجازت کسی حال میں بھی نہیں ہے.....

یعنی بعض حرام و ناجائز چیزوں کا استعمال اضطراری حالت میں جائز ہو جاتا ہے..... لیکن شرک کا ارتکاب کسی مجبوری کے وقت بھی جائز نہیں ہوتا ہے.....

محترم سامعین..... آج کے اس خطاب میں شیعہ کے عقیدہ امامت کے عنوان پر..... شیعہ کے اپنے بارہ اماموں کے بارہ میں جن اعتقادات کا تذکرہ ہوا ہے..... آپ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں ..... کہ کیا اس کائنات میں اس گروہ سے بڑا کوئی مشرک ہو سکتا ہے.....

شیعہ مشرکوں کا وہ گروہ ہے..... جو یا علی مدد مولی علی مشکل کشا کے نہ صرف خود نعرے لگاتا ہے..... بلکہ یہ کہتا ہے کہ خود انبیاء علیہ السلام جیسی موحد شخصیات بھی..... "یا علی مدد" کے نعرے لگا کر اللہ کے سوا ان سے مدد مانگا کرتی تھیں..... اور اپنی پریشانیوں سے حاجت روائی کے لئے ان سے امیدیں وابستہ رکھا کرتی تھیں.....

جس گروہ اور طبقہ نے معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام کو بھی شرک کے ارتکاب کا مرتکب قرار دیا ہو ـــــ اس کی ہدایت کی امید کرنا ہی بہت مشکل ہے ـــــ کیونکہ عام مشرک کو اگر شرک کی خباثت سے آگاہ کریں ..... تو اس کے باز آنے کی امید ہو سکتی ہے ..... لیکن جو گروہ شرک کو انبیاء علیہم السلام کی سنت قرار دے رہا ہو ..... پھر اس سے اسلام اور توحید کی توقع رکھنا بالکل ایسے ہے جیسے کوئی پاگل شخص سے دانائی کے اسباق پڑھنے کا خواہاں ہو .....

اللہ تعالیٰ ہمیں حق و باطل میں فرق کرنے کی ہمت اور طاقت نصیب فرمائے ..... اور ساری عمر شرک سے بچنے کی توفیق بخشے .....

(آمین)

واخر دعوانا عن الحمد اللہ رب العالمین

عقیدہ امامت اور ختم نبوت

خطبہ:۔

الحمدلله وحده..... والصلوة والسلام على من لا نبى بعده..... لا امته بعد امته..... ولا رسالت بعد رسالته..... صلى الله تعالى عليه وعلى له واصحابه الذين اوفوعهده..... اما بعد ..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم..... بسم الله الرحمن الرحيم ..... ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين وكان الله بكل شى ء عليما..... (پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب آیت ۴۰)

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرساله والنبو ة قد انقطعت فلا نبى بعدى و لا رسول بعدى..... قال النبى صلى الله عليه وسلم لوكان بعدى نبى لكان عمر..... وقال عليه السلام لعلى انت منى بمنزله ہارون من موسى الا انه لانبى بعدى..... صدق الله العظيم..... و صدق رسوله النبى الكريم..... ونحن على ذلک لمن الشاهدين والشاكرين..... والحمدلله رب العالمين.....

تمہید:۔

قابل صد تکریم

علماء کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

اور نوجوان ساتھیو!

میں نے آج آپ کے سامنے شیعہ کے عقیدہ امامت کی تفصیلات ..... اس طبقہ کی مستند کتب سے بیان کرکے..... اس حقیقت سے آپ حضرات کو آگاہ کرنا ہے..... کہ اس وقت اس کائنات میں شیعہ سے بڑھ کر کوئی بھی گروہ..... اور طبقہ ختم نبوت کا منکر نہیں ہے..... شیعہ عقیدہ ختم نبوت کے ظاھری طور پر قائل ہونے کا اعلان تو کرتا ہے..... اور اس فرقہ کے راہنماؤں و پیشواؤں نے تقیتا" علماء حق کے ساتھ ملکر ختم نبوت کی تحریکوں میں بھی حصہ لیا ہے..... لیکن یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے..... کہ خود شیعہ ہی سب سے بڑا ختم نبوت کا منکر ہے.....

نبوت و صحابیت کا مقام:۔

محترم سامعین..... اس کائنات میں انسانوں کو دو طرح کے مقامات نصیب ہوتے ہیں.....

نمبرا۔ وھبی و عطائی۔

نمبر۲۔ کسبی۔

وھبی و عطائی ترقی اس مقام کو کہتے ہیں..... جو محض مشیت ایزدی سے کسی خوش نصیب کو عطا ہو..... ورنہ ہزاروں سال کی محنت و ریاضت دنیا بھر کے علوم و فنون..... میں مہارت تامہ حاصل ہونے کے بعد بھی اس کا حاصل ہونا ممکن نہ ہو..... اور یہ دو مقام ہیں .....

نمبر ا نبوت کا مقام.....

نمبر ۲ صحابیت کا مقام.....

کوئی بھی شخص اپنی قابلیت دانائی..... حسن و جمال..... مال و منال..... اور عہدہ و منصب کی بنیاد پر..... اگر یہ چاہے کہ اس کو نبوت حاصل ہو جائے..... یا صحابیت کا شرف نصیب ہو جائے ..... تو یہ بات ہرگز ممکن نہیں ہے.....

وہ ذات قدیر چاہے تو بت فروش آذر کے گھر پیدا ہونے والے بچے ابراھیم کو..... خلیل اللہ بنا کر ابوالانبیاء کے شرف و کمال سے مالا مال فرما دے..... نہ چاہے تو نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان دولت اسلام سے بھی محروم رہ جائے..... اس کی عطاء ہو تو فرعون کے گھر پرورش پانے والے موسیٰ کو..... کلیم اللہ کا شرف حاصل ہو جائے ..... وہ نہ چاہے تو ابراھیم خلیل اللہ کے والد کو..... دولت ایمان بھی نصیب نہ ہو..... وہ کرم کی بارش کرے تو..... مکہ کا در یتیم نبی الانبیاء امام الانبیاء اور رحمتہ اللعالمین بن جائے..... وہ نہ چاہے تو مکہ کے سردار خاندان قریش کے چشم و چراغ..... ابو جھل و ابولہب لعنتہ اللہ والناس اجمعین کا مصداق بن جائے..... وہ نگاہ لطف و کرم کرے تو حبشہ کا کالا بلال موذن رسول بن جائے..... اور وہ زمین پہ چلے تو پاؤں کی آہٹ جنت میں سنی جائے..... وہ نہ چاہے تو پیغمبر اسلام کے سگے چچے ابولہب اور ابو طالب جیسے لوگ جہنم کا ایندھن بن جائیں.....

ہر مدعی کے واسطے یہ دار و رسن کہاں
یہ رتبہ بلند مل گیا جسے مل گیا

تو میں عرض کر رہا تھا کہ نبوت و صحابیت کا مقام..... وھبی اور

عطائی ہے کسبی نہیں ہے..... آج کوئی شخص علم تفسیر اور فقہ علم کلام اور حدیث میں محنت کرتے کرتے..... ثانی ابو حنیفہؒ و مثیل احمد بن حنبلؒ کہلا سکتا ہے..... تصوف و سلوک کی راہ پہ چلتے چلتے وہ غوث..... قطب اور ابدال کے بلند سے بلند تر مقام پر فائز ہو سکتا ہے..... فلسفہ و سائنس کے علوم میں دسترس اور مہارت حاصل کر کے..... وہ سب سے بڑا سائنس دان بن سکتا ہے مگر ادنی سے ادنی نبی اور اس نبی کے ایسے صحابی کا مقام نہیں پا سکتا..... جس نے ایک لمحہ کے لئے ایمان کی حالت میں نبی وقت کا چہرہ دیکھ لیا ہے.....

آخر الزمان نبیؐ کے آخر الزمان صحابہؓ:۔

نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہا..... اس عرصہ میں کم و بیش سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام..... اور اولوالعزم رسول تشریف لائے..... اور ان کی دعوت پر لبیک کہنے والے لوگ صحابیت کے شرف سے مشرف ہوتے رہے..... مگر آمنہ کے لعل..... عبداللہ کے چاند..... مکہ کے در یتیم آئے..... تو باب نبوت بند کر کے آئے..... اب قیامت تک کسی اور نبی کی بعثت نہیں ہوگی..... گویا کہ اب آپ کے بعد نبوت نہیں ہے..... اور آپ کے جانثاروں کے بعد صحابیت نہیں ہے.....

عقیدہ ختم نبوت قرآن و سنت کی نظر میں:۔

سامعین ذی وقار..... اگرچہ ختم نبوت کا عقیدہ ایسا ہے کہ جس کی اہمیت و ضرورت سے ہر مسلمان باخبر ہے..... تاہم اختصار کے

ساتھ قرآن و حدیث اور فرامین اکابر سے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں..... تاکہ آگے چل کر میں جس بات کو ثابت کرنا چاہتا ہوں..... وہ آپ کو آسانی سے سمجھا سکوں..... قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں ارشاد خداوندی ہے.....

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (سورہ الاحزاب آیت ۴۰)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور مہر سب نبیوں پر..... یہ آیت مبارکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا کھلے عام اعلان کرنے والی ہے..... جس میں کوئی ابہام یا شک و شبہ والی بات نہیں ہے..... کہ آپ نے نبوت و رسالت کے دروازہ پر ایسی "سیل"..... یعنی مہر لگادی ہے کہ جس کے بعد وہ کھلنے والا نہیں ہے.....

ویسے تو قرآن مجید میں ختم نبوت کو بیان کرنے والی بیسیوں دیگر آیات مبارکہ ہیں..... مگر اس آیت نے اس مسئلہ کو اتنا واضح اور شفاف کرکے بیان کر دیا ہے..... کہ اب کسی قسم کی وضاحت کی مزید ضرورت محسوس ہی نہیں ہوتی..... خود پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے.....

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالہ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول بعدی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے..... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے..... پس میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول.....

یہی حدیث مبارکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا،
حضرت حذیفہ بن اسید،
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت:۔

علامہ علی قاریؒ ..... شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ میں
حافظ ابن حزم اندلسی ..... "کتاب الفصل فی الملل والنحل ص ۲۵۰ ج ۳ میں
علامہ نور پشتی ..... "معتمد فی المعتقد" کے ص ۹۷ پر
حافظ ابن کثیر ..... تفسیر ابن کثیر ص ۴۹۴ ج ۳ میں
علامہ سفارینی حنبلی ..... "شرح عقیدہ سفارینی" میں
علامہ زرقانی ..... شرح مواھب اللدنیہ ج ۶ ص ۸۸ میں
علامہ سید محمود آلوسیؒ ..... تفسیر روح المعانی ص ۴۱ ج ۲۲ میں

اس بات پر امت کا اجماع ثابت کیا ہے..... کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی یا رسول کا دعویٰ کرنا کفر ہے .....

بلکہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا تو یہ فتویٰ بہت مشہور ہے..... کہ جو شخص کسی جھوٹے مدعی نبوت کے پاس جا کر یہ کہے ..... کہ تم اپنی نبوت کی دلیل پیش کرو..... تاکہ میں اس محیر العقول کرشمہ یا دلیل کو دیکھ کر تمہاری نبوت کو تسلیم کرنے کا سوچ سکوں..... تو آپ فرماتے ہیں..... من طلب منه دلیلا" فهو کافر.....

جس نے کسی مدعی نبوت سے دلیل بھی طلب کی تو وہ کافر ہوگیا.....

کذابوں کے کذاب مرید:۔

سامعین محترم..... یہ بات کس قدر عجیب ہے..... کہ قرآن و حدیث کے واضح ارشادات کے باوجود بھی..... کچھ لوگ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتے رہے ہیں..... اور ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کو ..... پیروکاروں کی بھی بڑی تعداد نصیب ہوتی رہی ہے.....

چنانچہ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب ..... اور اسود عنسی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کو بھی..... ہزاروں ایسے ساتھی مل گئے کہ جو نہ صرف ان کے پیروکار تھے..... بلکہ عین جنگ کے وقت وفادار بھی رہے..... جبکہ مرزا قادیانی کے پیروکار تو ایسے ہیں..... کہ جونہی انہیں کسی مصیبت کا خدشہ ہوتا ہے..... وہ یا برطانیہ بھاگ جاتے ہیں یا گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے لگ جاتے ہیں.....

میری امت کے تیس کذاب:۔

میرے استاذ محترم سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ العالی فرمایا کرتے ہیں..... کہ یہ جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے.....

سیکون بعدی ثلثون کذابون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی..... (ترمذی ص ۴۵ ج ۲ ابوداؤد ص ۲۲۸ ج ۲)

ترجمہ:۔ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے..... ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا..... کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں..... میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے.....

اس حدیث مبارکہ میں جن تیس کذابوں کا ذکر ہے..... اس سے مراد وہ ہیں جن کی جھوٹی نبوت چل پڑے گی..... یعنی ان کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد ہوگی..... اور انسانوں کا ایک بڑا طبقہ ان کے دام فریب کا شکار ہو جائے گا.....

جھوٹ جھوٹ ہی رہتا ہے:۔

کیونکہ قادیانیوں کا یہ کہنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی کتب میں یہ دعویٰ کرنا..... سراسر مضحکہ خیز ہے کہ اگر ہم جھوٹے ہوتے..... تو ہماری جماعت کی تعداد دن بدن بڑھتی کیوں جاتی..... اس کا جواب بڑا سادہ سا یہ ہے..... کہ.....

ہندوؤں

عیسائیوں

یہودیوں

کو تم بھی مشرک و کافر مانتے ہو..... لیکن ان کی تعداد تو مجموعی طور پر مسلمانوں سے بھی زیادہ ہے..... تو پھر کیا محض ان کی کثرت تعداد اور صدیوں پرانے مذاہب کے باعث..... انہیں بھی سچا تسلیم کر لیا جائے؟

قادیانیوں کے خلاف علماء حق کی مسلسل جدوجہد اور قربانیاں رنگ لائیں..... لاہور کی سڑکوں پر شہید ہونے والوں کے..... خون

کی سرخی نے کام دکھایا کہ ۱۹۷۴ء میں..... پاکستان کی قومی اسمبلی میں..... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا.....

رافضیت اور عقیدہ ختم نبوت:۔

سامعین گرامی قدر..... ختم نبوت کے عنوان پر اس قدر تفصیلی گفتگو کرنے کا مقصد..... عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت کا احساس اجاگر کرنا تھا..... تاکہ آپ کو اس حقیقت سے آگاہی ہو کہ شیعہ گروہ کس قدر ختم نبوت کا منکر ہے..... اور اس نے عقیدہ امامت کی آڑ میں کیسے ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ سے انحراف کیا ہے..... دیکھئے شیعہ کا یہ عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ امام ایسے پیدا ہوئے ہیں.....جو

(۱) انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہیں۔

(۲) مرتبہ و مقام میں حضور علیہ السلام کے برابر ہیں۔

(۳) باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔

(۴) اماموں کو شریعت مطہرہ میں اللہ کی طرف سے حلال کردہ چیز کو حرام قرار دینے اور حرام کردہ چیز کو حلال قرار دینے کا اختیار حاصل ہے۔

(۵) اماموں پر ہر سال شب برات میں سال بھر کے احکام نازل ہوتے ہیں۔

(۶) امام ماکان ومایکون کا علم رکھتے ہیں۔

(۷) اپنی مرضی سے جیتے اور اپنی مرضی سے مرتے ہیں۔

(۸) امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزدہ ہوتے ہیں۔

(۹) اماموں کی اطاعت رسولوں کی طرح فرض ہوتی ہے۔

(۱۰) عقیدہ امامت پر ایمان لانا عقیدہ توحید و رسالت کی طرح ضروری ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

نہایت اختصار کے ساتھ یہ دس "خصوصیات آئمہ"..... جو میں نے بیان کی ہیں ان پر غور کر کے دیکھ لیجئے..... کیا ایسی خصوصیات کے مالک بارہ اماموں کی امامت کا عقیدہ..... ختم نبوت کے منافی ہے یا نہیں.....

سامعین محترم..... میں آپ کے سامنے شیعہ کی معتبر مستند و مشہور کتب سے آئمہ کی خصوصیات کو..... باحوالہ نقل کرتا ہوں تاکہ آپ کا دل اس بات کو تسلیم کرنے پر ازخود آمادہ ہو جائے..... کہ شیعہ ختم نبوت کا سب سے بڑا منکر ہے.....

امامت نبوت سے بالا تر ہے:۔

سامعین محترم..... اگر کوئی گروہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد..... کسی ایک شخص کو صرف نبی یا رسول مانے..... حتیٰ کہ ظلی..... مجازی..... اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی نبوت پر ایمان رکھے..... وہ بلاشبہ ختم نبوت کا منکر اور کافر ہو گا..... تو جو گروہ یہ عقیدہ و نظریہ رکھے..... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس سلسلہ امامت کا آغاز ہوا..... اور بارہ امام پیدا ہوئے..... اس امامت کا درجہ نبوت کے درجہ سے بھی بلند ہے..... تو پھر کیا ایسے گروہ کو ختم نبوت کا منکر نہیں کہا جائے گا..... یقیناً" آپ کا جواب ہو گا کہ ایسا گروہ اس گروہ سے کئی گنا بڑا کافر اور مرتد ہو گا..... جو گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے کمزور سے درجہ کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھتا ہے..... اب ذرا سینہ پہ ہاتھ رکھ کر شیعہ کے اس دعویٰ کو سماعت فرمائیں..... کہ ان کے نزدیک امامت کا مقام و مرتبہ کیا

ہے.....

شیعہ مذہب کے نامور مجتہد اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف ملاں باقر مجلسی جس کا تعارف خود ایرانی انقلاب کے راہنما..... شیعہ کے فقیہ ولی العصر آیت اللہ خمینی نے اپنی کتاب کشف اسرار میں خوب مبالغہ کے ساتھ کرایا ہے..... وہ لکھتے ہیں..... امامت بالاتر از رتبہ پیغمبری است..... امامت کا رتبہ نبوت سے بالاتر ہے..... (حیات القلوب ص ۱۰ ج ۳)

آئمہ تمام انبیاءؑ و ملائکہؑ سے افضل ہیں:۔

یہی شیعہ کے نامور مجتہد ملاں باقر مجلسی..... اپنی کتاب بحار الانوار میں..... "عقائد الصدوق" کے حوالہ سے لکھتے ہیں.....

یجب ان یعتقد ان اللہ عزو جل لم یخلق خلقا افضل من محمد صلی اللہ علیہ وسلم والائمہ علیہم السلام۔

یہ عقیدہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ عزو جل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم..... اور آئمہ علیہم السلام سے افضل کوئی مخلوق پیدا نہیں کی.....

اور آگے چل کر ملاں باقر مجلسی..... مزید تاکید و تائید کے تحت لکھتے ہیں.....

اعلم ان ما ذکرہ رحمہ اللہ من فضل نبینا و ائمتنا صلوات اللہ علیہم علی جمیع المخلوقات و کون ائمتنا علیہم السلام افضل من سائر الانبیاء ھوالذی لا یرتاب فیہ من تتبع اخبارھم علیہم السلام علی وجہ الاذعان والیقین (بحار الانوار ص ۲۹۷ ج ۲۶)

ترجمہ:۔ معلوم ہوا کہ شیخ صدوق نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم..... اور آئمہ صلوات اللہ علیہم تمام مخلوقات پر فضیلت رکھتے ہیں..... اور یہ کہ آئمہ علیہم السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں..... یہ ایسا عقیدہ ہے کہ اذعان و یقین کے ساتھ..... اخبار کا تتبع کرنے والا کوئی بھی شخص..... اس میں شک و شبہ کا شکار نہیں ہو سکتا.....

یہی ملاں باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب میں رقم طراز ہے..... زیادہ تر علمائے شیعہ کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب امیر اور تمام آئمہ علیہم السلام تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں..... (حیات القلوب ص ۷۸۷ ج ۲ مطبوعہ اردو لاہور)

پاکستان کے ایک اور شیعہ قبلہ و کعبہ مولوی سید نجم الحسن اپنی کتاب ذکر العباس علیہ السلام کے صفحہ نمبر ۱۰۴ پر لکھتے ہیں.....

واقعہ کربلا میں شہید ہونے والے بہادروں میں..... حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایسے اٹھارہ نفوس بھی تھے..... جن کی نظیر اس زمانہ میں روئے زمین پر نہ تھی..... گویا اس وقت کائنات عالم میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس طرح افضل تھے..... جس طرح آنحضرت کے علاوہ ان کے اہل بیت ؓ ..... ساری کائنات حتی کہ انبیاء سے بھی بہتر تھے.....

شیعان پاکستان کے حجتہ الاسلام حسین بخش جاڑا لکھتا ہے.....

چونکہ جناب رسالت مآب اس سلسلہ میں سلطان السلاطین کی حیثیت رکھتے ہیں..... اور سید الانبیاء والمرسلین کے مقدس لقب سے ملقب ہیں..... لہٰذا ان کے اوصیاء طاہرین ان کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے صرف گذشتہ اوصیاء سے افضل نہیں..... بلکہ تمام انبیاء سابقین سے بدرجہا افضل و اشرف ہیں.....

(مقدمہ تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف ص ۱۹)

بالکل اسی طرح پاکستان کے ایک اور شیعہ مصنف ملک غلام حیدر کلو لکھتے ہیں..... ملاحظہ فرمائیں.....

حضور علیہ السلام نے فرمایا..... اے علی رضی اللہ عنہ ..... میرے بعد تو ان انبیاء و مرسلین سے افضل ہوا..... اور تیری اولاد سے آئمہ بھی افضل ہیں..... اور ملائکہ کی تو حقیقت ہی کیا ہے وہ تو ہمارے اور ہمارے محبوں کے خادم ہیں.....

(کتاب امہات آئمہ علیہم السلام ص ۳۰)

اب آخر مین دور حاضر کے شیعہ کے سب سے بڑے لیڈر..... فقیہ ولی العصر ایرانی انقلاب کے راہنما..... جناب روح اللہ خمینی کا اپنے ہاتھوں سے تحریر کردہ عقیدہ سنئے..... وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاما یبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

(الحکومتہ الاسلامیہ ص ۵۲)

یہ عقیدہ ہمارے مذہب کی ضرویات میں داخل ہے..... کہ ہمارے آئمہ کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے..... جس تک نہ کوئی مقرب ترین فرشتہ پہنچ سکتا ہے..... اور نہ ہی کسی نبی مرسل کی رسائی ہو سکتی ہے.....

سامعین گرامی قدر..... میں نے آپ کے سامنے ملاں باقر مجلسی..... ایران کے خمینی اور پاکستان کے نامور شیعہ مصنفین کی عبارات کو پیش کیا ہے..... جن میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے..... کہ ہمارے بارہ اماموں کا مرتبہ و مقام..... تمام انبیاء علیہم السلام سے بدرجہا بلند و بالا ہے..... اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کے برابر ہے..... کیا

یہ عقیدہ ختم نبوت کے عقیدہ کی نفی نہیں کرتا.....

یہ بات کس قدر تعجب انگیز ہے..... کہ مرزا غلام احمد قادیانی..... خود کو غیر تشریعی نبی..... ظلی..... بروزی..... اور مجازی نبی قرار دے تو اسے ختم نبوت کا باغی قراد دیکر ہم سب کافر کہتے ہیں..... مگر شیعہ اپنے اماموں کو انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل و اعلیٰ قرار دیں..... تو ان کے بارہ میں ہم سوچنے لگ جاتے ہیں..... کہ آیا انہیں ہم کافر کہیں یا مسلمان.....

شیعہ نے صرف اس پر اکتفا کیا ہوتا تو شاید اسکی تاویل کرنے کی بھی گنجائش پیدا کرلی جاتی..... مگر اب شیعہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر جو دعوی کیا ہے..... ذرا دل کو تھام کر اسے بھی سنئے.....

انبیاء کرامؑ ولایت علی کے محتاج تھے:۔

شیعان پاکستان کے حجتہ الاسلام حسین نجش جاڑا..... اپنی کتاب المجالس الفاخرہ فی اذکار العترۃ الطاہرہ میں..... حضور اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں..... لم یبعث نبی قط الا بولایتہ علی ابن ابی طالب.....

حضور ﷺ نے فرمایا کوئی نبی نبی نہیں بن سکا جب تک اس نے ولایت علی کا اقرار نہیں کیا.....

شیعان پاکستان کے محقق وحید کے لقب سے ملقب..... علامہ طالب حسین کرپالوی کیا لکھتے ہیں..... وہ بھی سن لیجئے ..... اقرر تم ..... اس جملے سے واضح ہوا کہ انبیاء کرام نے خدا کی توحید..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا

اقرار کیا..... لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اگر انبیاء یہ تینوں اقرار نہ کرتے تو وہ نہ نبی بنتے نہ رسول..... (وسیلہ انبیاء ص ۱۷۹)

کیوں جناب..... پاکستان کے ان نامور شیعہ محققین کی عبارات سے..... یہ بات کس قدر واضح ہو چکی ہے..... کہ خود انبیاء علیہ السلام کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اقرار کرنے سے نبوت ملی ہے..... کیا اب بھی کوئی شخص یہ کہنے کی جرات کرے گا کہ شیعہ ختم نبوت کا منکر نہیں ہے..... اگر اب بھی کسی کو ختم نبوت کے عقیدہ پر زد پڑتی نظر نہ آتی..... تو پھر میں اس سے یہ پوچھنا چاہوں گا..... کہ پھر آخر لفظ ہے یا کونسا دعویٰ ہے..... کہ جس سے ختم نبوت کا عقیدہ متزلزل ہوتا ہے.....

سامعین محترم..... اب آپ کے سامنے شیعہ کی بنیادی و اساسی کتب سے..... آئمہ کے بارے میں ان عقائد کو نمبردار بیان کرتا ہوں..... جن کے مطالعہ سے آپ کا دل پکار اٹھے گا..... کہ شیعہ واقعی ختم نبوت کا منکر ہے.....

اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے..... کہ "عصمت" خاصہ نبوت ہے..... کیونکہ نبی کا استاذ براہ راست اللہ تعالیٰ ہوتا ہے..... وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام و ہدایات لے کر امت کو پہنچاتا ہے..... اور اپنی امت کے لئے نبی کا وجود ایک مکمل آئیڈیل اور نمونہ ہوتا ہے..... کوئی نبی بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچانے اور خود ان پر عمل کرنے میں..... کوتاہی یا خیانت کا مرتکب نہیں ہو سکتا..... کیونکہ نبی اور رسول میں..... اگر

خیانت

کذب بیانی

یا کردار کی کمزوری

جیسے عیوب موجود ہوں..... تو وہ نہ تو اپنی امت کی رہنمائی کر سکتا ہے..... نہ ہی خدائی پیغام پہنچانے کا حق ادا کر سکتا ہے..... اس لئے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری ہے..... اور غیر نبی خواہ کتنا ہی پارسا اور نیک کیوں نہ ہو..... مگر وہ معصوم نہیں ہو سکتا..... لیکن اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ بارہ امام بھی معصوم ہیں..... اب آپ آگے شیعہ کی روایات ملاحظہ فرمائیں.....

معصوم کون؟:۔

شیعہ مذہب کی نہایت ہی معتبر کتاب..... بلکہ اتنی مستند کہ جس کا مطالعہ شیعہ کے بارھویں امام نے غار میں بیٹھ کر کیا..... اور پھر یہ کہا ھذا کاف لشیعتنا..... یعنی یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے..... جس کے مصنف محمد بن یعقوب کلینی نے ..... اماموں کے فضائل و خصائل بیان کرتے ہوئے..... تحریر کیا ہے.....

الامام المطھر من الذنوب والمبر من العیوب (اصول کافی ج۱ ص۲۰۰)

پس وہ معصوم ہے..... اس کو تائید و توفیق حاصل ہے ..... اور اسے سیدھی راہ پر رکھا جاتا ہے..... اور وہ غلطی اور لغزش سے امن میں ہے..... اللہ تعالیٰ اس کو یہ خصوصیت اس لئے عطاء فرماتے ہیں..... کہ اس کے بندوں پر حجت ہو.....

شیعہ کے نامور مجتہد ملاں باقر مجلسی نے..... اپنی دس جلدوں پر مشتمل کتاب بحارالانوار میں..... ایک باب کا یہ عنوان قائم کیا ہے..... عصمتھم ولزوم عصمہ الامام علیہ السلام۔

یعنی امام معصوم ہوتے ہیں اور امام کو عصمت لازم ہے.....

اس باب میں عیون الاخبار کے حوالہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے..... جس کے آخر میں ہے..... وھم المعصومون من کل ذنب و خطیئہ..... اور وہ معصوم ہوتے ہیں..... ہر گناہ غلطی سے.....(بحارالانوار ص ۱۹۳ ج ۲۵)

اس کتاب میں ملاں باقر مجلسی نے..... امامیہ فرقہ کے اتفاقیہ عقیدہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے.....

اعلم ان الامامیہ رضی اللہ تعالی عنھم اتفقو علی عصمتہ الائمہ من الذنوب صغیرھا و کبیرھا فلا یقع منھم ذنب اصلا عمدا" ولا نسیانا لخطاء فی التاویل ولا سھما" من اللہ سجانہ ولم یخالق فیہ۔

جاننا چاہئے کہ امامیہ اس پر متفق ہیں کہ امام تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں..... لہٰذا ان سے اصلا" کوئی نہیں ہو سکتا نہ قصدا"..... نہ بھول کر نہ تاویل میں غلطی کی وجہ سے..... نہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو بھلا دینے کی وجہ سے.....

کیوں جناب دیکھا اور سنا آپ نے..... کہ شیعہ کے آئمہ کو اللہ کی طرف سے بھلایا بھی نہیں جا سکتا..... حالانکہ بھول ایک ایسی چیز ہے کہ خود قرآن کریم بتاتا ہے..... ولقد عھدنا الی ادم من قبل فنسی ..... کہ ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا تو وہ بھول گیا..... اسی طرح حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیھم السلام کے قصہ میں ہے ..... کہ جب حضرت خضر علیہ

السلام نے یہ شرط لگائی کہ آپ مجھے کسی بات پر روکیں ٹوکیں گے نہیں..... اور نہ ہی کوئی سوال کریں گے..... جب تک میں خود نہ بتادوں..... مگر ہوا یہ کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی پر بیٹھے بیٹھے..... دریا کے بیچ کشتی کا تختہ توڑ دیا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اس پر فرمایا..... اخرقتھا لتغرق اھلھا..... کیا تو نے اسے توڑ دیا ہے تاکہ سواروں کو ڈبو دے..... تو اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں نے نہ کہا تھا تم سے صبر نہ ہوگا..... تو اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا لاتئو اخذنی بمانیست..... یعنی جس بات پر مجھے نسیان ہوگیا اس پر آپ میرا مواخذہ نہ کریں..... یعنی میں بھول گیا.....

اور اسی طرح احادیث میں واقعہ مشہور ہے..... کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ظہر یا عصر کی نماز پڑھا رہے تھے..... کہ آپ نے تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا..... اس پر ایک صحابی ذوالیدین ؓ نے سوال کیا..... اقصرۃ الصلوۃ ام نیست..... کیا نماز کی رکعات کم ہوگئی ہیں یا آپ بھول گئے ہیں..... تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا..... تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ رکعات تو تین ہی ہوئی ہیں..... تو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون ..... میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں..... ان واقعات کو اجمالاً بیان کرنے کا مقصد یہ ہے..... کہ بھول چوک یعنی نسیان کا شکار ہو جانا کوئی عیب نہیں ہے ..... اسی لئے اگر بھول کر روزہ دار کھانا کھا لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا..... لیکن شیعہ نے یہ بھی گوارہ نہیں کیا کہ ان کے آئمہ پر اللہ کی طرف سے کوئی بھول ڈالی جائے..... مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ جب خود

شیعہ کے آئمہ سے غلطی ہو گئی..... یا وہ بھول کا شکار ہو گئے..... تو انہوں نے فورا" کہا ہم نہیں بھولے بلکہ اللہ کو بدا ہو گیا ہے..... یعنی (العیاذ باللہ) اللہ کو بھول ہو گئی ہے.....

منصوص من اللہ کون ؟:۔

تمام شیعہ کا اس بات پر اتفاق ہے..... کہ ان کے بارہ امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں..... چنانچہ ایک ایک امام کے لئے الگ الگ باب قائم کر کے..... اصول کافی میں تفصیلا" ان کا تعارف کرایا گیا ہے.....

چنانچہ اصول کافی میں محمد بن یعقوب کلینی نے..... کتاب الحجہ میں ایک باب کا عنوان ہی یہ رکھا ہے..... مانص الله عزوجل و رسوله علی الائمه علیه السلام واحدا فواحدا (اصول کافی)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اماموں پر یکے بعد دیگرے پر نص فرمائی.....

اصول کافی میں ایک اور باب ہے..... ان الامامه عهد من الله عزوجل معهود من واحد الی واحد.....

یعنی امامت اللہ کی طرف سے ایک عہد ہے..... جو ایک امام سے دوسرے امام کی طرف اللہ کے حکم کے مطابق منتقل ہوتا ہے..... اس باب کے تحت حضرت امام جعفر کا ارشاد نقل کیا گیا ہے ..... کہ آپ نے فرمایا.....

ان الامامه عهد من عهد الله عزوجل معهود لرجال مسمین علیهم السلام لیس للامام ان یروبها عن الذی یکون من

بعدہ (اصول کافی ص ۱۷۰)

امامت ایک عہد ہے اللہ عزوجل کی طرف سے متعین شخصوں کے لئے ..... امام کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے بعد کے لئے نامزد امام کے سوا کسی دوسرے کی طرف امامت منتقل کردے.....

ملاں باقر مجلسی نے امام زین العابدینؒ کی روایت نقل کی ہے ..... کہ وہ فرماتے ہیں..... قال الامام مالا یکون الا معصوما ولیست العصمه فی ظاهر الخلقه فیعرف بها فذالک لا یکون الا منصوصا (بحار الانوار ص ۱۹۴، ج ۲۵)

ہم میں سے امام صرف معصوم ہو سکتا ہے..... اور عصمت ظاہری بناوٹ میں تو ہوتی نہیں کہ اس کو پہچانا جائے..... پس امام کا منصوص ہونا ضروری ہوا.....

آئمہ پر ایمان لانا فرض اور انکار کرنا کفر ہے:۔

چونکہ شیعہ کا یہ عقیدہ آپ سن چکے ہیں..... کہ بارہ آئمہ اللہ کی طرف سے نامزد کئے گئے ہیں..... اور منصوص من اللہ ہیں..... تو اب اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا تھا..... کہ وہ ان آئمہ پر ایمان لانا شرط ایمان جانتے..... اور ان کی امامت کے انکار کو کفر قرار دیتے.....

چنانچہ شیعہ متقدمین و متاخرین نے کھل کر اس بات کا اعلان کیا..... کہ ہمارے اماموں پر ایمان لانا انبیاءؑ کی طرح فرض ہے..... اور ان کا انکار کفر ہے.....

چنانچہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب اصول کافی میں..... اک باب کا عنوان ہے..... ان الائمه علیهم السلام نور الله عزوجل

اس کے تحت وہ ابو خالد کابلی کی وہ روایت نقل کرتے ہیں..... جسے ملاں باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار میں بھی نقل کیا ہے.....

چنانچہ بحارالانوار سے روایت آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں.....

عن ابی خالد الکابلی قال سالت ابا جعفر علیه السلام عن قول الله عزوجل فامنوا بالله ورسوله والنور الذی انزلنا○ فقال یا خالد! النور والله الائمه من ال محمد صلی الله علیه وسلم الی یوم القیامه وهم والله نورالله الذی انزل وهم والله نورالله فی السماوات و فی الارض

(بحارالانوار ص۱۹ ج۱)

ابو خالد کابلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر کے والد (امام باقر) سے..... اللہ تعالیٰ کے ارشاد فامنوا بالله ورسوله والنور الذی انزلنا..... کے بارے میں سوال کیا کہ اس آیت میں جس نور پر ایمان لانے کا ذکر ہے..... اس سے کیا مراد ہے ..... تو امام نے فرمایا اے ابو خالد..... اللہ کی قسم نور سے مراد وہ آئمہ ہیں..... جو قیامت تک آل محمد میں سے ہوں گے..... اللہ کی قسم! یہی نور ہے..... جو اللہ نے نازل فرمایا..... اللہ کی قسم! یہی آئمہ اللہ کا نور ہیں..... آسمانوں اور زمینوں میں.....

امامت کا منکر کافر و جہنمی ہے:-

انہی علامہ مجلسی نے آگے چل کر مزید وضاحت سے جو لکھا..... اسے سن کر آپ نہ صرف حیران و ششدر رہ جائیں گے..... بلکہ آپ کو اپنے ایمان کی فکر پڑ جائے گی..... کہ کیا ہم مسلمان بھی ہیں یا

نہیں ..... شیعہ مذھب مجھے اور آپ کو تو مومن کیا کہتا..... اس نے تو اس عقیدہ کے پیش نظر ہمارے بزرگوں..... ہمارے اسلاف یعنی خلفائے راشدین اور اصحاب رسول ﷺ تک کو کافر و مرتد قرار دیا ہے.....

چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں..... اعلم ان اطلاق لفظ الشرک والکفر علی من لم یعتقد امامه امیرالمومنین والائمه من ولده علیه السلام و فضل علیهم غیرهم یدل علی انهم کفار مخلدون فی النار (بحارالانوار ص ۳۹۰ ج ۲۳)

جاننا چاہئے کہ جو شخص امیرالمومنین کی..... اور ان کی اولاد میں سے گیارہ اماموں کی..... امامت کا عقیدہ نہ رکھتا ہو..... اور دوسروں کو ان سے افضل کہتا ہو..... اس پر کفر اور شرک کا لفظ بولنا اس بات پر دلالت کرتا ہے..... کہ یہ سب کافر ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے.....

لیجئے جناب..... اب تو یہ بات بالکل عیاں ہو چکی ہے ..... کہ شیعہ کے نزدیک وہ تمام مسلمان جو خلفائے راشدین کو..... حضرت علی اور ان کی اولاد پر فضیلت دیتے ہیں..... اور حضرت علی سمیت بارہ اماموں کی امامت کا عقیدہ نہیں رکھتے..... وہ صرف کافر ہی نہیں بلکہ دائمی جہنمی ہیں.....

میں سوال کرتا ہوں ان امن امن اور اتحاد اتحاد کی رٹ لگانے والے مصلحت پسند علماء اور لیڈران سے..... کہ جو طبقہ ہمیں اور ہمارے اکابر و اسلاف کو عقیدہ امامت کا قائل نہ ہونے پر کافر و جہنمی قرار دے چکا ہے..... آخر تم کس بنیاد پر ہمیں اسے بھائی تسلیم کرنے پر مجبور کرتے ہو..... ایسے لوگوں کی مزید تشفی کے لئے ایک اور حوالہ پیش کرتا

ہوں..... جس سے یہ معلوم ہوگا کہ یہ شیعہ کا متفقہ عقیدہ ہے .....
اس میں ان کا باہم کوئی اختلاف نہیں ہے.....

ملا باقر مجلسی ایک اور شیعہ مجتہد شیخ مفید کی کتاب.....
"کتاب المسائل" کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں..... قال الشیخ المفید قدس روحه فی کتاب المسائل ○ اتفقت الامامیه علی ان من انکر امامه احد من الائمه وحجد ما اوحیه الله تعالی له من فرض الطاعه فهو کافر ضال مستحق للخلود فی النار (بحار الانوار ص ۳۹۰ ج ۲۳)

شیخ مفید نے کتاب المسائل میں لکھا ہے..... کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص آئمہ میں سے کسی امام کی امامت کا منکر ہو..... اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جو اطاعت فرض کی ہے..... اس کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے..... گمراہ ہے اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا مستحق ہے.....

منکرین امامت واجب القتل ہیں:۔

شیعہ نے منکرین امامت کو کافر اور دائمی دوزخی تو قرار دے دیا ہے..... لیکن اس پر ان کی تسلی نہ ہوئی تو انہوں نے یہاں تک کہہ دیا..... کہ امام پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں سے توبہ کرائے..... اگر وہ توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے..... اب غور سے سنئے.....

وقال فی موضع اخره اتفقت الامامیه علی ان اصحاب البدع کلهم کفار وان علی الامام ان یستیتبهم عند التمکن بعد الدعو ة لهم واقامه البینات علیهم فان تابو من بدعهم وصارو الی الصواب والا قتلهم لردتهم عن الایمان وان من مات منهم علی ذالک فهو من اهل النار (بحار الانوار ص ۳۹۰ جلد نمبر ۲۳)

شیخ صدوق نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ امامیہ کا متفقہ عقیدہ ہے ..... کہ تمام اہل بدعت کافر ہیں..... امام (یعنی شیعہ حاکم) پر لازم ہے کہ اگر وہ قابو میں آجائیں..... تو ان کو دعوت دینے اور ان پر حجت قائم کرنے کے بعد ان سے توبہ کرائے..... اگر وہ اپنی بدعت سے توبہ کرلیں..... یعنی راہ راست پر آجائیں تو ٹھیک..... ورنہ ان کو ایمان سے مرتد ہونے کی بناء پر قتل کردے..... اور یہ کہ جو عقیدہ امامت کو چھوڑ کر مرے گا وہ جہنمی ہوگا.....

سنیت مظلوم کیوں؟:۔

محترم سامعین..... آپ کے سامنے یہ بات اب بغیر کسی شک و شبہ کے آ چکی ہے..... کہ اگر کسی ملک یا شہر میں شیعہ حاکم کو سلطنت و اقتدار مل جائے..... تو اسے پھر منکرین امامت یعنی سنی مسلمانوں کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا ہوگا..... اور کون سا قانون ان پر لاگو کرنے پر وہ اپنے مذہب کی تعلیمات کے باعث مجبور ہوگا.....

چنانچہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ چند صدیاں قبل..... جب سنی اکثریتی ملک ایران پر شاہ اسمٰعیل صفوی نے قبضہ کیا..... تو اس نے پھر کس طرح اہلسنّت کا قتل عام کیا تھا..... اور مسلمانوں کو اس نے تین باتوں میں سے ایک کو تسلیم کرنے کا حکم دیا تھا کہ.....

(۱) یا تو شیعہ مذہب قبول کرلو اور چوکوں میں کھڑے ہو کر خلفائے راشدین ..... یعنی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ،

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ'

اور بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری کا اعلان کر کے.....ان پر لعنتیں کرو.....(معاذاللہ)

(۲) یا پھر ملک ایران چھوڑ دو.....

(۳) یا پھر لڑنے کو تیار ہو جاؤ.....

چنانچہ اس وجہ سے اہل سنت کی بڑی تعداد ایرانی شہروں کو چھوڑ کر .....ایران کی سرحدوں پر جا کر آباد ہو گئی.....یا ایرانی بستیوں میں گوشہ نشین ہو گئی.....جس کا ثبوت آج بھی سب کے سامنے ہے..... کہ ایران کے سرحدی علاقے اور دیہات اہل سنت کی آبادیوں سے بھرے ہوئے ہیں.....

اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایران کے موجودہ خمینی انقلاب کے بعد .....وہاں پر مسلمانوں کو مساجد بنانے کی اجازت نہیں.....اور ایران کے نئے آئین کے تحت کلیدی عہدوں سے انہیں محروم رکھا گیا ہے .....اور اہل سنت کو معمولی معمولی بہانوں سے گرفتار کر کے ..... پوری زندگی جیل میں گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے.....یا انہیں انقلاب کا باغی قرار دے کر پھانسی پر چڑھایا جاتا ہے.....تو اس انتقامی پالیسی کے پیچھے اصل کون سی فکر کار فرما ہے.....

بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ انہی تعلیمات کے باعث..... شیعہ ان ممالک میں جہاں ان کی حکومت نہیں ہوتی.....اپنے مخالف علماء کرام کو قتل کرتے ہیں.....مساجد و مدارس کو تخریب کاری کا نشانہ بناتے ہیں.....اور ان کے لئے مسلمانوں سے پیار و محبت کے ساتھ رہنا..... اور اخوت و بھائی چارہ کا راستہ استوار کرنا ممکن ہی نہیں ہے.....اللہ تعالیٰ

ہمیں حقیقت کو سمجھنے اور ان کے شر و فتن سے بچنے کی توفیق دے.....
(آمین)

آئمہ کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت:۔

سامعین محترم..... یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ کی بنیاد ہے..... کہ حضور ﷺ کے بعد جس طرح کوئی نبی نہیں آئے گا..... اسی طرح اب جبرئیل امین ؑ یا کوئی اور فرشتہ کسی شخص پر وحی بھی نہیں لائے گا..... حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہے..... اور آسمان سے وحی کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہے..... چونکہ وحی الٰہی کا مقصد ہی تعلیم دین تھا..... تو اب دین مکمل ہو چکا ہے..... اللہ کی آخری کتاب نازل ہو چکی ہے..... لہٰذا اب نہ تو دین میں ترمیم ہو گی..... اور نہ ہی کوئی نیا دین نازل ہو گا.....

لیکن عبداللہ بن سبا نے دین اسلام کے خلاف..... ایک نیا دین رائج کرنے کا تہیہ کیا ہوا تھا..... اس لئے اس نے شیعہ مذھب کی بنیاد میں یہ نظریہ رکھ دیا..... کہ بارہ اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے..... اور ان سے فرشتے ملاقات کرتے ہیں.....

چنانچہ ابن سبا کی فکر کو بعد میں آنے والے اس کے پیروکاروں نے..... خوب بنا سنوار کر شیعہ مذھب میں شامل کر دیا..... اب ذرا ان روایات کو سماعت فرمائیں..... جو اس سلسلہ میں شیعہ کی کتب میں موجود ہیں..... تاکہ آپ کو میرے اس دعویٰ کی صداقت پر یقین ہو سکے..... شیعہ کی سب سے زیادہ مستند و معتبر کتاب..... اصول کافی کتاب الحجۃ میں ایک باب کا عنوان ہے..... ان الائمہ معدن العلم و

ہیں ..... ان الملائکہ تاتیھم وتطأ فرشھم وانھم یرونھم ..... (بحار الانوار ص ۳۵۱ ج ۲۶)

ملائکہ آئمہ کے پاس آتے ہیں ..... ان کے بستروں کو روندتے ہیں ..... اور آئمہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں .....

اس باب کے تحت جو روایات بیان کی گئی ہیں ..... ان میں واضح طور پر لکھا ہے ..... کہ باقی فرشتوں کے علاوہ جبرئیل امین بھی ..... آئمہ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں ..... لیکن شیعہ کے نزدیک جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام سے بھی ایک بڑی مخلوق ہے ..... جس کا نام "روح القدس" ہے ..... وہ بھی اماموں کے ساتھ رہا کرتی ہے .....

اب ذرا اس کی تفصیل سنئے .....

اصول کافی میں محمد بن یعقوب کلینی یہ روایت بیان کرتا ہے .....

عن ابی بصیر قال سالت ابا عبداللہ عن قول اللہ تبارک وتعالی " وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ماکنت تدری ماالکتاب ولاالایمان " قال: خلق عن خلق اللہ عزوجل اعظم من جبرئیل و میکائیل وکان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہ ویسددہ وھو مع الائمہ من بعدہ۔ (اصول کافی ص ۲۷۲ ج ۱)

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے ارشاد

خداوندی ..... "وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ماالکتاب ولا الایمان" کے بارہ میں سوال کیا..... تو امام نے فرمایا..... یہ روح ایک مخلوق جو جبرئیل و میکائیل سے بڑی ہے..... یہ روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتی تھی..... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبریں دیتی تھی..... اور آپ ﷺ کو راہ راست پر رکھتی تھی..... یہ روح آپ ﷺ کے بعد آئمہ کے ساتھ رہتی ہے.....

علم کی چار اقسام:۔

اب ذرا ملاں باقر مجلسی کی مستند کتاب کا حوالہ بھی سن لیں۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام انہ قال: ان علمنا غابر و مذبور ونکت فی القلب و نقر فی الاسماع قال اما الغابر فما تقدم من علمنا' واما المزبور فما یاتینا و اما النکت فی القلوب فالھام' واما النقر فی الاسماع فانہ من الملک (بحار الانوار ص ۹۰ ج ۲۶)

امام جعفر صادق نے فرمایا ہمارا علم چار قسم کا ہے.....

ایک گذشتہ کا

ایک لکھا ہوا

ایک دل میں القا ہونا

اور ایک کانوں میں ڈالنا

گذشتہ سے مراد وہ علم ہے جو ہمیں پہلے سے حاصل ہو چکا ہے ..... لکھے ہوئے سے مراد وہ علم ہے جو ہمارے پاس نیا تازہ آتا ہے..... دل میں القاء سے مراد الہام ہے..... کانوں میں ڈالنے سے مراد ہے فرشتہ ہے..... جو ہمارے کانوں میں کلام ڈالتا ہے.....

محترم سامعین..... اس روایت پر آپ دوبارہ غور کریں..... کہ جن چار علوم کا حضرت جعفر صادق نے ذکر کیا ہے..... وہ کون سے ہیں..... خاص طور پر فرشتہ کی طرف سے کان میں ڈالا جانے والا علم..... کہ جس کی آمد کا نام ہی وحی ہے..... کیا اب بھی کسی شیعہ کا وحی کے ختم ہو جانے پر ایمان ہو سکتا ہے..... لیکن یہاں یہ شک پیدا ہو سکتا تھا..... کہ شاید کان میں جو آواز آ رہی ہے وہ شیطان کی ہو..... تو لیجئے شیعہ محدثین نے ایک اور روایت لا کر اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا ہے..... روایت سنئے اور شیعہ محدثین کی تحقیق کی داد دیجئے.....

وروی زراره مثل ذلک عن ابی عبدالله علیه السلام قال: قلت کیف یعلم انه کان الملک ولا یخاف ان یکون من الشیطان اذا کان لا یری الشخص قال: انه یلقی علیه السکینه فیعلم ان من الملک ولو کان من الشیطان اعتراه فزع' وان کان الشیطان یا زراره! لا یعترص لصاحب هذا الامر (بحارالانوار ص ۶۰ ج ۲۶)

زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا..... کہ آپ لوگوں کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے..... جو آپ کے کان میں باتیں کرتا ہے..... اس کا اندیشہ کیوں نہیں کہ وہ شیطان ہو..... کیونکہ اس کی شخصیت تو نظر نہیں آتی..... تو امام جعفر صادق نے فرمایا..... امام پر سکینت ڈالی جاتی ہے..... جس سے وہ جان لیتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے..... اگر شیطان آتا تو گھبراہٹ ہوتی ہے..... اور اے میاں زرارہ..... امام کے پاس شیطان آ بھی نہیں سکتا.....

کیوں جناب..... زرارہ صاحب نے کس طرح موقع پر ہی امام جعفر صادق سے سوال کر کے تمام خدشات کا خاتمہ کرا لیا ہے..... یہی تو

زرارہ اور ابو بصیر جیسے راویوں کا کمال ہے..... کہ وہ اماموں سے ایسے ایسے سوالات کرتے رہتے تھے..... کہ جس سے علم و عرفان کے نئے نئے سوتے پھوٹتے رہتے تھے..... اور یہ لوگ اپنی پیاس کو بجھاتے تھے..... اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے..... خفیہ خفیہ ان خزانوں کو محفوظ کرتے چلے جاتے تھے..... تاکہ وہ ان کی تحقیقات پر ناز کر سکیں..... یہ الگ بات ہے کہ ان تحقیقات کے بعد اسلام کی عمارت کا تو قائم رہنا ممکن ہی نہ تھا..... لیکن شاید ان راویوں کا تو اصل مقصد ہی عمارت اسلام کو نقصان پہنچانا تھا..... وہ تو دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا ہے..... اور یہ کام وہ ذات حق اہل سنت سے لے رہی تھی..... اس لئے زرارہ اور ابو بصیر جیسے ابن سبا کے لائق فرزند..... تمام تر کوششوں کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے.....

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

آئمہ کو تحلیل و تحریم کا اختیار حاصل ہے:۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے..... اور اس کی تکمیل ہو چکی ہے..... اس کے احکام و اوامر اور منہیات ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں..... اور پھر جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال یا حرام کر دیا ہے..... اسے بدلنے کا اختیار قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق..... تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ہے..... آیئے قرآن کریم پر نظر کرتے ہیں..... جس سے اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے..... سورہ تحریم کی ابتدائی آیات کو تلاوت کریں..... یا ایھا النبی لم تحرم ما

احل اللہ لک۔ (سورہ تحریم آیت نمبر۱)

یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے وہ چیز کیوں اپنے اوپر حرام کی..... جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے.....

بعض روایات کے مطابق واقعہ یہ ہوا تھا..... کہ حضور علیہ السلام نے شہد کے استعمال کو ایک خاص وجہ سے نہ کھانے کی قسم اٹھالی تھی..... مگر رب العالمین نے آپ ﷺ کی اس قسم کو بھی باقی نہ رہنے دیا..... تاکہ آئندہ کہیں اس کی پیروی میں امت کے لوگ خود پر حلال چیزوں کو حرام نہ کرتے رہیں..... اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے لئے اس بات کی اجازت تھی..... کہ آپ چار سے زائد ازواج مطہرات ایک وقت میں اپنے نکاح میں لا سکتے تھے..... جبکہ یہ اجازت اور کسی کو حاصل نہیں ہے..... لیکن ایک وقت وہ بھی آیا کہ پھر ۲۲ ویں پارہ کی یہ آیت نازل ہوئی..... لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن .....(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۲)

کہ آپ کے لئے حلال نہیں کہ آپ اور نکاح کریں..... یا کسی بیوی کی جگہ دوسری لائیں..... تو جو چیز پہلے حلال تھی اب اسے حرام قرار دے دیا گیا..... اتنی سی وضاحت سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے..... کہ شریعت اسلامیہ میں کسی چیز کو..... حرام کرنے کا یا حلال کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہوتا ہے..... یہ اختیار کسی نبی اور رسول کے پاس بھی نہیں ہوتا..... لیکن قربان جائیں شیعہ کے عقیدہ و نظریہ پر..... کہ ان کے نزدیک بارہ اماموں کو یہ اختیارات وسیع پیمانے پر حاصل ہیں..... یہاں تک کہ ایک امام نے ایک چیز اپنے زمانہ میں حلال قرار دی تو دوسرے نے اپنے زمانہ میں ..... اسے حرام قرار دے

دیا..... جس کی وجہ سے شیعیت میں خوب اختلاف و تضاد بھی پیدا ہوا..... اور ہر شخص کو یہ کہہ کر حرام کا مرتکب ہونے کی چھوٹ مل گئی..... کہ یہ چیز فلاں امام نے خاص میرے لئے حلال کی ہے.....

چنانچہ تقیہ کے نام پر جھوٹ بولنے پر ثواب..... متعہ کے نام پر زنا کرنے کا اجر عظیم بھی انہیں اختیارات خاصہ کا نتیجہ ہے.....

اب ذرا شیعہ کی مستند کتب سے وہ روایات بھی سنیں..... جن میں ان اختیارات پر آئمہ کے قابض ہونے کی تفصیلات ہیں.....

شیعہ کی نہایت ہی مستند و معتبر کتاب..... اصول کافی میں محمد بن یعقوب کلینی اس روایت کو درج کرتے ہیں..... جو شیعہ کے امام (محمد بن علی تقی) سے ان کے "شاگرد خاص" ..... محمد بن منان نے ایک اشکال کے جواب کی صورت میں بیان کی ہے..... اشکال یہ تھا کہ شیعہ کے درمیان (جب کہ ابھی وہ ویسے بھی گنتی ہی کے چند لوگ تھے اور ان کا ابتدائی دور تھا) حلال و حرام کے بارہ میں سخت اختلافات پیدا ہو گئے تھے ..... اب ان اختلافات کو دیکھ کر جب محمد بن منان جیسے مخلص شیعہ کا دل دکھا..... تو اس نے امام صاحب سے آکر اس اختلاف کا سبب دریافت کیا..... تو آپ نے فرمایا.....

یا محمد ان اللہ تبارک وتعالی لم یزل منفردا بوحدانیتہ ثم خلق محمدا وعلیا وفاطمہ فمکثو الف دھر ثم خلق جمیع الاشیاء فاشھدھم خلقھا واجری علیھم طاعتھم و فوض امورھا الیھم فھم یحلون ما یشاون و یحرمون ما یشاون ولن یشاون الا ان یشاء اللہ تبارک وتعالی۔

(اصول کافی ص ۲۷۸، اشاعت جدید ص ۴۴۱)

اے محمد اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی واحدانیت کے ساتھ منفرد رہا ..... پھر اس نے محمد، علی و فاطمہ کو پیدا کیا..... پھر یہ لوگ ہزاروں قرن ٹھہرے رہے..... اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا..... پھر ان مخلوقات کی تخلیق پر ان کو شاہد بنایا..... اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری ان تمام مخلوقات پر فرض کی..... اور ان کے تمام معاملات ان کے سپرد کئے..... تو یہ حضرات جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کر دیتے ہیں..... جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں..... اور یہ نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ تبارک و تعالیٰ چاہتا ہے.....

محترم سامعین..... اس روایت سے جہاں یہ علم ہوا کہ شیعہ کے مابین..... حرام و حلال کے بارے میں..... اختلافات دراصل آئمہ کی طرف سے ہی ہیں..... وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے..... کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہو رہا ہے..... یعنی معاذاللہ استغفراللہ ..... خود اللہ تعالیٰ آئمہ سے ایسے ایسے احکامات صادر کرا رہا تھا..... جس سے دین اسلام کی شکل مسخ ہو جائے..... اور لوگ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جائیں..... سبحانہ وتعالی عما یصفہ الظالمون.....

اب مزید تفصیل کے لئے ملاں باقر مجلسی جیسے مجتہد کی تحقیق کردہ روایات بھی دیکھ لیں.....

عن الثمالی قال: سمعت ابا جعفر یقول من احللنا له شیئا اصابه من اعمال الظلمین فهو له حلال لان الانمه منا مفوض الیهم فما احلو فهو حلال و ما حرمو فهو حرام۔ (بحار الانوار ص ۳۳۴ ج ۲۵)

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ..... کہ جس شخص کے لئے ہم نے حلال کر دی وہ چیز..... جو اس نے

ظالموں کے مناصب سے حاصل کی وہ اس کو حلال ہے..... کیونکہ یہ امر ہمارے اماموں کے سپرد کر دیا گیا ہے..... پس جس چیز کو وہ حلال قرار دیں وہ حلال ہے..... اور جس چیز کو وہ حرام قرار دیں وہ حرام ہے.....

عن ابی یعفور قال قال ابو عبداللہ علیہ السلام ان اللہ واحد متوحد باالوحدانیہ متفرد بامرہ خلق خلقا ففوض الیھم امر دینہ فنحن ھم یا ابن ابی یعفور (بحار الانوار ص ۶۰ ج ۲۶)

ابن ابی یعفور سے روایت ہے..... کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اللہ تعالیٰ واحد ہے..... یکتا ہے..... وحدانیت کے ساتھ منفرد ہے..... اپنے حکم میں منفرد ہے..... اس نے ایک مخلوق کو پیدا کر کے اپنے دین کا معاملہ ان کے سپرد کر دیا ہے..... تو اے ابن ابی یعفور! وہ ہم ہیں.....

لیجئے جناب والا..... اب دین تمام کا تمام آئمہ کے رحم و کرم پر ہے..... وہ جس حکم کو چاہیں ختم کر دیں..... اور جس حکم کو چاہیں نافذ کر دیں..... گویا دین میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار اماموں کو حاصل ہو چکا ہے.....

آئمہ صاحب معجزات ہیں:-

یہ بات ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے..... کہ معجزہ نبی اور رسول کی نبوت و رسالت کی وہ دلیل ہوتا ہے..... کہ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے..... اور مخالفین..... معاندین..... مشرکین..... اور کفار کی عقلوں کو دنگ کر کے رکھ دیتا ہے..... جو بات کسی نبی کے ذریعہ مافوق الفطرت ظاہر ہو..... وہ

معجزہ کہلاتی ہے..... اور جو کسی غیر نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو..... وہ کرامت کہلاتی ہے..... اب جس طرح انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے ..... اس طرح معجزات کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہے..... چونکہ میرا دعویٰ ہے..... کہ شیعہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے.....

چنانچہ اس پر باقی دلائل پیش کرنے کے بعد..... اب میں شیعہ کی مستند کتب سے آپ کے سامنے اس حقیقت کو پیش کرتا ہوں..... کہ ان کے عقیدہ کے مطابق آئمہ کے پاس تمام انبیاء کے معجزات تھے..... تو کیا یہ بات اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں..... کہ جن شخصیات کے پاس انبیاء علیہم السلام کے جمیع معجزات ہیں..... ان کی بعد از پیغمبر آمد سے عقیدہ ختم نبوت کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ہے..... سوچئے اور فیصلہ اپنے دل سے لیجئے.....

شیعہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اصول کافی میں تو مستقل ایک باب موجود ہے..... باب ما عندالائمہ من ایات الانبیاء ..... یعنی انبیاء، سابقین کے ان معجزات کا بیان..... جو آئمہ کے پاس تھے..... اس باب کے تحت امام باقر کی ایک روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام ایک رات عشاء کے بعد باہر نکلے اور یہ فرما رہے تھے.....

خرج علیکم الامام علیه قمیص دم وفی یده خاتم سلیمان وعصا موسی (اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۴۲)

یعنی امام تمہارے سامنے نکل کر آیا ہے..... اور اس کے جسم پر آدم علیہ السلام کی قمیص ہے..... ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری ہے..... اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے.....

اب اس سے بھی وضاحت کے ساتھ وہ روایات ملاحظہ فرمائیں

..... جو شیعہ کے عظیم مجتہد ملاں باقر مجلسی نے بحارالانوار میں درج کی ہیں..... اور ایک باب کا مستقل عنوان ہی یہ ہے..... انھم یقدرون علی احیاء الموتی و ابراء الاکمہ والابرص و جمیع معجزات الانبیاء علیھم السلام.....

وہ آئمہ مردوں کو زندہ کرنے..... مادر زاد اندھے اور مبروص کو چنگا کرنے..... اور انبیاء علیھم السلام کے تمام معجزات کی قدرت رکھتے ہیں.....

اگرچہ میرا مقصد تو اس باب کے عنوان سے ہی ثابت ہو چکا ہے ..... لیکن اب آپ ذرا حوصلہ سے وہ روایت بھی سن لیجئے ..... جس میں امام زین العابدین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کو..... معاذاللہ بقول شیعہ کافر و مشرک قرار دیتے ہوئے..... آئمہ کے پاس معجزات انبیاء ہونے کا اعلان کرتے ہیں.....

اگرچہ ایسی روایات کو بیان کرتے وقت خون کھولنے لگتا ہے ..... اور حرارت ایمانی بھڑکنے اور جذبات برانگیختہ ہونے لگ جاتے ہیں..... مگر "نقل کفر کفر نہ باشد" کے اصول کے تحت..... اظہار حقیقت کے لئے ان روایات کا بیان کرنا مجبوری ہے ..... تاکہ مسلمان دھوکہ میں نہ رہیں.....

روایت ملاحظہ فرمائیں..... عن الثمالی عن علی بن حسین علیہ السلام قال : قلت لہ اسالک جعلت فداک عن ثلاث خصال انفی عنی فیہ التقیہ قال: فقال : ذلک لک قلت : اسالک عن فلان و فلان؟ قال : فعلیھما لعنتہ اللہ بلعناتہ ماتا واللہ وھما کافرین مشرکین باللہ العظیم ○ ثم قلت :الانمہ یحیون الموتی ویبرئون الاکمہ

والابرص ویمشون علی الماء؟ قال: ما اعطی اللہ نبیا قط الا وقد اعطاء محمدا صلی اللہ علیہ وسلم و اعطاء مالم یکن عندھم قلت وکل ماکان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد اعطا امیر المومنین علیہ السلام؟ قال: نعم ثم الحسن ثم الحسین ثم من بعد کل امام اماما الی یوم القیامہ ومع الذیارہ التی تحدث فی کل سنہ وفی کل شہر ای واللہ فی کل ساعہ (بحار الانوار ص ۲۹ ج ۲۷)

ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام زین العابدین سے کہا.....

کہ میں آپ سے تین باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں..... از راہ کرم! مجھ سے تقیہ نہ کیجئے..... آپ نے فرمایا ٹھیک ہے..... میں نے کہا میں آپ سے فلاں اور فلاں (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے بارے میں پوچھتا ہوں..... فرمایا! ان پر اللہ کی لعنتیں ہوں..... اللہ کی قسم! وہ دونوں کافر و مشرک مرے ہیں..... پھر میں نے کہا کیا امام مردوں کو زندہ کرتے ہیں..... مادر زاد اندھے کو اور مبرص (برص کی بیماری والے) کو تندرست کرتے ہیں..... اور پانی پر چلتے ہیں.....

فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو کسی وقت جو معجزہ بھی دیا.....

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطا کیا..... اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ معجزے بھی دیئے جو کبھی کسی نبی کو نہیں دیئے گئے تھے.....

میں نے کہا..... اور جتنے معجزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے..... وہ سب امیر المومنین کو دے دیئے.....

فرمایا ہاں..... پھر حسن رضی اللہ عنہ کو پھر حسین رضی اللہ عنہ کو پھر ان کے بعد ہر امام کو..... قیامت تک مع ان زائد معجزات کے جو ہر سال میں..... ہر مہینے میں نہیں بلکہ اللہ کی قسم..... ہر گھڑی میں ظاہر ہوتے

ہیں.....

سامعین محترم.....اس روایت نے ایک طرف تو یہ ثابت کر دیا کہ بقول شیعہ راویوں کے..... اماموں کی حالت یہ تھی کہ وہ سچی بات لوگوں سے نہیں کرتے تھے..... بلکہ تقیہ کر کے غلط بیانی سے کام لیتے تھے..... اس لئے جب مخلص ترین شیعہ ان کے پاس کوئی بات پوچھنے جاتے..... تو انہیں کوئی سوال کرنے سے قبل تاکیدا"..... کہنا پڑتا کہ حضرت! ذرا مہربانی فرما کر ہمارے سامنے سچ بولنا..... کہیں ہمیں بھی تقیہ کی مار نہ مار دینا..... تب جا کر آئمہ ان کے سامنے حقائق کو بیان کرتے.....اور حیرت تو اس بات پر ہے کہ ایک طرف آئمہ کے پاس ایسے ایسے زبردست معجزات ہیں..... کہ وہ ان کے ذریعہ مخالفین سے ایک لحظہ میں حق منوا سکتے ہیں..... لیکن دوسری طرف وہ تقیہ پر اتنی مضبوطی سے عمل کرتے ہیں..... کہ بے چارے سائل کو منت سماجت کر کے ان سے سچ اگلوانا پڑتا ہے.....

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ امام زین العابدین..... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صرف گناہگار ظالم و غاصب ہی نہیں سمجھتے تھے..... بلکہ معاذاللہ وہ اس بات کو جانتے تھے..... کہ ان ہر دو حضرات کی موت ہی کفر و شرک پر ہوئی ہے.....(استغفر اللہ)

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آئمہ کے معجزات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ ہو چکے ہیں..... کیونکہ انہیں ہر سال ہر مہینہ اور ہر گھڑی میں جو نئے نئے معجزات مل رہے ہیں.....اس کے باعث وہ بہت آگے بڑھ گئے ہیں..... کیا خیال ہے دوستو کہ اب بھی شیعہ ختم نبوت کا منکر نہیں ہے.....

اب بھی اگر کسی کو شک ہے تو اس کا ازالہ میرے اس [illegible]
..... تاہم میں اس موقع پر وہ چار شہادتیں ضرور نقل کر دیتا ہوں .....
جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر..... میرے شیخ حضرت مولانا محمد
یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اپنی کتاب..... "شیعہ سنی اختلافات اور صراط
مستقیم" میں تحریر فرمائی ہیں.....

چار شہادتیں:۔

میں نے امامیہ کے مندرجہ بالا عقائد سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے
..... کہ امامیہ کا عقیدہ امامت ختم نبوت کے خلاف..... ایک بغاوت
ہے..... یہ گذشتہ سطور سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے
..... اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو فہم و انصاف سے..... بہرہ ور فرمایا ہو تو وہ
اوپر کی بحث پڑھ کر..... اس کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ اخذ نہیں کر
سکتا..... تاہم جناب کے مزید اطمینان کے لئے ..... میں اپنے اس اخذ
کردہ نتیجہ پر بھی چار گواہ پیش کرتا ہوں ..... دو اکابر اہل سنت میں
سے..... اور دو اکابر شیعہ میں سے.....

پہلی شہادت:۔

مجدد اعظم امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ
اللہ علیہ نے اپنے رسالہ..... "المقالہ الوضیئہ فی [illegible]
والوصیتہ" میں..... جو ان کی کتاب "تفہیمات الہیہ جلد دوم" کی
..... تفہیم (۲۴۶) کے عنوان سے شامل ہے..... [illegible]
میں لکھتے ہیں.....

"ایں فقیر از روح پر فتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کرد کہ حضرت چہ می فرمائند در باب شیعہ کہ مدعی محبت اہل بیت اند و صحابہ را بد میگویند؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنوعی از کلام روحانی القاء فرمودند کہ مذہب ایشان باطل است و بطلان مذہب ایشان از لفظ امام معلوم می شود، چوں از آنحالت افاقت دست داد در لفظ امام تامل کردم معلوم شد کہ امام باصطلاح ایشان معصوم مفترض الطاعتہ منصوب للحق است و وحی باطنی در حق امام تجویز می نمایند، پس در حقیقت "ختم نبوت" را منکر اند، گو بزبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را خاتم الانبیاء می گفتہ باشد" (تفہیمات الہیہ ... ص ۲۹۴، ج ۲)

ترجمہ:۔ "اس فقیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے سوال کیا..... کہ حضرت شیعوں کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں..... جو اہل بیت سے محبت کے مدعی ہیں..... اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا کہتے ہیں..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوع کے روحانی کلام کے ذریعہ القاء فرمایا..... کہ ان کا مذہب باطل ہے..... اور ان کے مذاہب کا باطل ہونا لفظ "امام" میں غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا..... جب مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا..... تو میں نے لفظ "امام" میں غور کیا..... تو معلوم ہوا کہ "امام" ان کی اصطلاح میں وہ شخص ہے..... جس کی طاعت فرض ہو..... اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہو..... یہ لوگ "امام" کے حق میں "وحی باطنی" بھی تجویز کرتے ہیں..... پس در حقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں..... اگرچہ زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بھی کہا کرتے ہیں..... اور اس سے اگلی تفہیم (۲۴۷) میں مبشرہ (۹) کے ذیل میں لکھتے

ہیں۔

" سئالته ﷺ سوالا روحانیا عن الشیعه فاوحی الی ان مذهبهم باطل، وبطلان مذهبهم یعرف من لفظ الامام، ولما افقت عرفت ان الامام عندهم هو المعصوم المفترض طاعته الموحی الیه وحیا باطنیا، وهذا هو معنی النبی، فمذهبهم یستلزم انکار ختم النبوه قبحهم الله تعالی۔"

(تفہیمات الہیہ ص ۳۰۱ ج ۲)

ترجمہ:۔ "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیعوں کے بارے میں روحانی سوال کیا..... تو مجھے القاء فرمایا کہ ان کا مذہب باطل ہے ..... اور ان کے مذہب کا باطل ہونا لفظ "امام" سے معلوم ہو جاتا ہے..... جب مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا..... تو میں نے غور کیا کہ ان کے نزدیک..... "امام" وہ شخص ہے جو معصوم ہو..... مفترض الطاعته ہو..... اور جس کو باطنی وحی ہوتی ہو ..... اور یہی نبی کے معنی ہیں..... پس ان کا مذہب ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے....."

دوسری شہادت:۔

اور اسی طرح محدث جلیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ کے باب ششم..... "در بحث نبوت و ایمان بانبیاء علیہم الصلوات والسلام" میں..... "عقیدہ دہم" کے ذیل میں لکھتے ہیں.....

" وامامیہ ہرچند بظاہر بہ ختم نبوت آنجناب اقرار کنند لکن در پردہ بہ نبوت ائمہ قائل اند کہ ائمہ را بہتر و بزرگ تر از انبیاء شمارند، چنانچہ در ہمیں

باب بہ تفصیل گزشت، و تفویض امر تحلیل و تحریم کہ خلاصۂ نبوت بلکہ بالاتر از نبوت است برای ائمہ اثبات نمایند، پس در معنی منکر ختم نبوت اند۔"

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۷۰)

ترجمہ:۔ "اور امامیہ ہرچند کہ بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں..... لیکن در پردہ ائمہ کی نبوت کے قائل ہیں..... کیونکہ ائمہ کو انبیاء سے بہتر و بزرگ تر شمار کرتے ہیں ..... جیسا کہ اسی باب میں تفصیل سے گزرا..... اور تحلیل و تحریم کا معاملہ ائمہ کے سپرد کرتے ہیں..... جو کہ خلاصۂ نبوت..... بلکہ بالاتر نبوت ہے..... پس در حقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں....."

اور شیعہ کے عقیدہ تفویض پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں

.....

"بالجملہ این اصلے فاسد است کہ مستلزم مفاسد بسیار ست و معہذا متضمن انکار ختم نبوت است در حقیقت، و جمیع امامیہ بایں قائل اند۔"

(تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ:۔ "خلاصہ یہ ہے کہ یہ اصول فاسد ہے..... جو کہ بہت سے مفاسد کو مستلزم ہے..... علاوہ بریں در حقیقت ختم نبوت کے انکار کو متضمن ہے..... اور تمام امامیہ اس کے قائل ہیں....."

تیسری شہادت:۔

شیعوں کے محدث و مجدد اعظم ملاں محمد باقر مجلسی کی علمی منزلت سے تو آنجناب واقف ہوں گے..... اور اہل تشیع کے آیت اللہ اور روح اللہ خمینی نے..... ان کی کتابوں کے مطالعہ کی شیعہ مومنین کو بطور خاص

تلقین فرمائی ہے.....

جناب باقر مجلسی بحار الانوار کتاب الامامت..... "باب انہم محدثون مفہمون" میں ائمہ کی مختلف روایات ذکر کرنے کے بعد..... روایت (۴۵) کے ذیل میں لکھتے ہیں.....

بیان: استنباط الفرق بین النبی والامام من تلک الاخبار لا یخلو من اشکال وکذا الجمع بینها مشکل جداO وبا الجمله لای ولنا من الاذعان بعدم کونهم علیه السلام انبیاء وبانهم اشرف وافضل من غیر نبینا صلی الله علیه وسلم من الانبیاء والاوصیاء ولا نعرف جهه العدم انمافهم بالنبوه الا رعایه جلاله خاتم الانبیاء ولا یصل عقولنا الی فرق بین النبوة والامامه' ومادلت علیه الاخبار فقد عرفته

(بحار الانوار... صفحہ ۸۲ جلد ۲۶)

ترجمہ:۔ "ان احادیث سے نبی اور امام کے درمیان فرق کا استنباط کرنا مشکل ہے..... اسی طرح ان احادیث کے درمیان جمع کرنا بھی نہایت مشکل ہے.....

مختصر یہ کہ یہ یقین تو لازم ہے..... کہ امام' نبی نہیں ہوتے..... اور یہ بھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر تمام انبیاء اوصیاء سے اشرف وافضل ہیں..... ہمیں ان کے موصوف بالنبو ۃ نہ ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں..... سوائے اس کے کہ خاتم الانبیاء کی جلالت کی رعایت ہو..... اور ہماری عقلوں کو نبوت اور امامت کے درمیان واضح فرق تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی..... اخبار سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے..... وہ تم جان ہی چکے ہو اللہ تعالیٰ ان حضرات کے احوال کے حقائق کو بہتر جانتے ہیں....."

چوتھی شہادت:۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار کے مندرجہ بالا باب میں ..... روایت (۴۶) کے ذیل میں شیخ مفید محمد بن نعمان (متوفی ۴۶۰ھ) کی "تصحیح الاعتقاد شرح عقائد صدوق" سے..... ایک طویل اقتباس نقل کیا ہے.....اس کے بقدر ضرورت جملے یہاں نقل کرتا ہوں.....

وعندنا ان الله تعالی یسمع الحجج بعد نبیه صلی الله علیه وسلم کلاما یلقیه الیهم ای الا وصیاء فی علم ما یکون لکنه لا یطلق علیه اسم الوحی لما قد مناه من اجماع المسلمین علی انه لا وحی لاحد بعد نبینا صلی الله علیه وسلم و انه لا یقال فی شیئی مما ذکرنا انه وحی الی احد' ولله تعالی ان یحیح اطلاق الکلام احیانا و یحظره احیانا و یمنع السات بشئی حینا و طلقها حینا' فاما المعالی فانها لا تتغیر عن حقائقها علی ما قد منه۔

(بحار الانوار.... صفحہ ۸۳' ۸۴ جلد ۲۶)

ترجمہ:۔ " اور ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں کو ایسا کلام سناتا ہے..... جو ان کی طرف القاء کرتا ہے..... اس علم کے بارے میں جو آئندہ آنے والا ہو..... لیکن اس پر وحی کا اطلاق نہیں کیا جاتا.....

کیونکہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں..... کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے..... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو وحی نہیں ہوتی..... اور یہ کہ جو چیزیں ہم نے ذکر کی ہیں..... ان میں سے کسی کو یہ نہیں کہا جائے گا..... کہ یہ کسی کی طرف وحی ہے..... اور اللہ تعالیٰ

کو حق ہے کہ ایک وقت میں ایک لفظ کے بولنے کو جائز رکھے..... اور دوسرے وقت میں اس کو منع کردے..... اور ایک چیز کے ساتھ کسی چیز کو موسوم کردے..... ایک وقت میں ممنوع قرار دے..... اور دوسرے وقت میں اس کو جائز قرار دے..... باقی رہے معانی! تو وہ اپنے حقائق سے نہیں بدلتے....."

علامہ باقر مجلسی کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے..... کہ نبوت و امامت کے درمیان فرق ہماری عقل نارسا سے بالاتر ہے..... باوجودیکہ ائمہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے سوا باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اشرف و افضل ہیں..... لیکن ختم نبوت کا لحاظ کرتے ہوئے ان کو نبی نہیں کہا جاتا..... ورنہ نبوت اور امامت کے درمیان وجہ فرق ہمیں معلوم نہیں.....

شیخ مفید کا آخری فقرہ تو ٹیپ کا بند ہے..... فرماتے ہیں کہ حقائق تو نہیں بدلتے لیکن ایک وقت میں ایک لفظ کا بولنا صحیح ہوتا ہے ..... دوسرے وقت میں ممنوع ہے.....

مطلب یہ کہ نبوت کی حقیقت جو انبیاء کرام کو حاصل تھی..... وہی ائمہ کو بھی حاصل تھی..... وحی ان پر بھی نازل ہوتی تھی..... اور ان پر بھی نازل ہوتی تھی.....

مگر اس حقیقت پر پہلے زمانے میں نبی اور وحی کا لفظ بولنا جائز تھا..... اب جائز نہیں رہا..... ماشاء اللہ کیا عجب تحقیق ہے.....

اس پوری بحث کو بغور و تدبر سنئے..... اور پھر فرمایئے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے..... کیا وہ بقول آپ کے محض سوء ظن کی بناء پر کہا ہے..... اور محض تہمت تراشی کی ہے..... یا آپ کے مذہب کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی کی ہے.....

"بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر"

سامعین محترم..... اب اس سے زیادہ میں کچھ کہنا سراسر اکابرین کی شان میں گستاخی یقین کرتا ہوں..... میں نے حضرت الشیخ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی کی کتاب سے..... یہ آخری چار شہادتیں لفظ بہ لفظ..... اس لئے بھی نقل کی ہیں..... کہ حضرت الشیخ خود ایک ایسی جماعت کے مرکزی نائب امیر ہیں..... جو منکرین ختم نبوت کے خلاف شب و روز مصروف جہاد ہے.....

گویا چار شہادتوں کے ساتھ پانچویں شہادت خود میرے شیخ محترم کی آپ کے سامنے آچکی ہے کہ شیعہ ختم نبوت کا منکر ہے.....

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حقائق جان کر انہیں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے..... آمین

وما علینا الا البلاغ المبین



عقیدہ امامت و توہین انبیاء

خطبہ :-

الحمد لله وكفى.....والصلوة والسلام على اشرف الانبياء ..... وعلى آله واصحابه اجمعين ..... اما بعد ..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ..... بسم الله الرحمن الرحيم ..... وما ارسلنا من رسول الله الا ليطاع باذن الله..... (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۴)

وقال الله تبارک و تعالی فی مقام آخر ..... ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لهم ازواجا و ذرية وما كان لرسول ان ياتى باية الاباذن الله.....(پارہ ۱۳ سورہ الرعد آیت ۳۸)

ان الذين يئوذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنياوآلاخرة ولهم عذاب مهين .....

تمہید :-

محترم المقام

علماء کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

نوجوان ساتھیو

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو

آج آپ کے سامنے اس حقیقت کو عیاں کرنا میرا عنوان ہے

.....کہ شیعہ نے عقیدہ امامت کی آڑ میں حضرات انبیاء علیہم السلام

.....یہاں تک کہ خود سید الانبیاء والمرسلین ﷺ اور خانوادہ نبوت

کی کس قدر توہین و تضحیک کی ہے.....اس طبقہ نے عقیدہ امامت میں

اس قدر غلو کیا..... اور اس راہ پر اس قدر آگے بڑھتے گئے

.....کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر پیغمبر علیہ السلام تک

تمام انبیاء علیہم السلام کو .....کو ایسے ایسے انداز میں بدنام کرنے کی

کوشش کی ہے..... کہ رتی بھر ایمان اپنے سینہ میں رکھنے والا شخص

بھی..... اسے برداشت نہیں کر سکتا.....

معصوم جماعت :-

انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے.....

کہ وہ قطعی طور پر معصوم ہوتے ہیں..... اللہ تعالی کی نافرمانی کا تصور بھی

نہیں کر سکتے..... اور جس مقصد و مشن کی تکمیل کی خاطر انہیں دنیا

میں بھیجا جاتا رہا ..... وہ اس مشن کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہے

..... اللہ تعالی کی طرف سے جو بھی پیغام وحی کی صورت میں انہیں

ملا..... انہوں نے بلا کم وکاست بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے لوگوں تک

پہنچا دیا.....ان مقدس شخصیات نے پتھروں کی بارش میں کھڑے ہو کر

توحید کا ترانہ گایا..... آگ میں کود کر حق کا علم لہرایا..... نمرود

اور فرعون کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ کی وحدانیت کا پرچار کیا..... ظلم

و تشدد سہہ کر بھی حق بات کا اظہار کیا..... یعنی.....

دین کی پاسداری میں گھر سے بے گھر ہوئے
کلمہ حق کی دعوت کے جرم میں دربدر ہوئے

لا الہ الا اللہ کا پیغام صبح و شام سناتے رہے
جابر و قاہر سرداروں کو جام توحید پلاتے رہے

ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ منشاء ایزدی کے تحت گزرا ..... ان کی زبان سے ایک ایک لفظ وحی الٰہی کے مطابق نکلا ..... غرضیکہ انبیا علیہم السلام نے راہ حق میں سر دھڑ کی بازی لگا کر شہادت کے جام نوش کر لئے ..... سروں پر آرے چلوانے برداشت کر لئے ..... مگر مقصد بعثت سے روگردانی نہ کی ..... بعض انبیاء علیہم السلام کو تو سالہا سال کی محنت کا اتنا بھی ثمرہ نہ ملا ..... کہ ایک سے زائد افراد ہی ایمان قبول کر لیتے ..... مگر حیرت ہے ان کی استقامت پر ..... تعجب ہے ان کے حوصلوں پر ..... کہ وہ اس بات سے ذرہ برابر بھی دل شکستہ نہ ہوئے ..... اور اپنی دعوت کے کام سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے ..... ان کی زبان سے اعبدو اللہ مالکم من الہ غیرہ کا ورد جاری رہا ..... ان کے انداز سے امت کی رہنمائی کا سلسلہ باقی رہا ..... کہ فرقوں میں متکبر سردار انکار پر مصر رہے ..... اللہ کے یہ سچے رسل دعوت کے کام پر جمے رہے ..... کفار کا جبر بڑھتا گیا اور ان کا صبر بڑھتا گیا .....

انبیاء علیہم السلام مطاع و مقتدی ہوتے ہیں ..... وہ رہبر و راہنما ہوتے ہیں ..... وہ وحی الٰہی کی روشنی سے تاریک دلوں کو منور کرتے ہیں ..... وہ آیات ربانی کی تلاوت سے کفر و شرک کی ظلمات میں بھٹکے انسانوں

کو پاکیزگی و طہارت کا درس دیتے ہیں.....

انبیاء کی گستاخی :-

چونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے سفیر ہوتے ہیں.....اور کسی بادشاہ کا سفیر اگر نااہل ہو..... تو اس کا الزام بادشاہ پر آتا ہے..... اس لئے اللہ کی سفیر ان تمام عیوب سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں ..... جن سے ان کی نبوت کی صاف وشفاف چادر پر داغ آسکتا ہو .....چونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے لئے ایک مثال اور آئیڈیل ہوتے ہیں..... اگر یہ آئیڈیل ہی خامیوں اور کمزوریوں کا شکار ہوں..... تو انسانیت کی راہنمائی کیسے ہوگی..... اس لئے انبیاء علیہم السلام ایک مثالی راہنما و مصلح کی شکل میں بھیجے جاتے ہیں.....

مقام نبوت ایک عطائی اور وھبی منصب ہے..... اور خالصتاً اللہ تعالی کے انتخاب سے یہ مرتبہ ومقام حاصل ہوتا ہے..... اس لئے انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کفر ہے.....ان پر نافرمانی کا الزام لگانا صریحاً حرام ہے..... انبیاء علیہم السلام کے کردار پر کیچڑ اچھالنا کفار کا شیوہ ہے..... انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا طریقہ مشرکین ہے.....

اماموں پر حسد کرنے کے باعث :-

سامعین محترم.....جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا

ہے..... کہ شیعیت نے اولا اسلام میں..... عقیدہ امامت کا خود
ساختہ نظریہ داخل کرنے کی کوشش کی..... اور پھر اس عقیدہ میں اس
حد تک غلو کیا..... کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے تقدس و مقام کو
پائمال کرنے کے لئے..... یہ نظریہ پیش کیا کہ تمام انبیاء علیہم
السلام کو نبوت و رسالت..... بارہ اماموں کی امامت پر ایمان لانے
کے باعث ملی..... اور پھر ایک قدم اور آگے بڑھ کر یہ بات بھی کہہ دی
..... کہ رب العالمین کی طرف سے تاکیدا آگاہ کیا گیا تھا کہ دیکھیں
کبھی بھی ان آئمہ کے مرتبہ و مقام پر حسد نہ کرنا..... اور اس مرتبہ و
مقام پر کے حصول کی خواہش نہ کرنا..... ورنہ تم ظالمین میں سے ہو جاؤ
گے..... یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ جہنم میں ظالمین کے لئے جو سخت
ترین عذاب تیار ہے..... وہ بھی انہیں دکھایا گیا.....

لیکن اس کے باوجود انبیاء علیہم السلام نے اماموں پر حسد کیا.....
ان کی امامت قبول کرنے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہوئے..... نتیجتاً پھر انبیاء
علیہم السلام کو سخت ترین سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا..... اور پھر انہیں رو رو
کر اپنی غلطی کی معذرت طلب کرنا پڑی..... تب کہیں جا کر ان کی سزاء کا
دور ختم ہوا..... اور یہ واقعہ کسی ایک نبی اور رسل کو پیش نہیں
آیا..... بلکہ شاید ہی کوئی رسول ایسا بچا ہو جسے ان حالات کا سامنا نہ کرنا
پڑا ہو.....

عجیب بات ہے کہ شیعہ نے تو یہ قاعدہ کلیہ ہی بنا دیا ہے.....
کہ جس نبی کو جو تکلیف آئی..... اس کا سبب اماموں کی امامت قبول
کرنے کا انکار تھا.....

اب میں چند انبیاء علیہم السلام کے واقعات آپ کے سامنے..... شیعہ کی مستند ترین کتب سے باحوالہ پیش کرتا ہوں..... جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح شیعیت نے نہ صرف قرآن وحدیث میں بیان ہونے والے واقعات کو جھٹلایا ہے..... بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو معاذاللہ ظالموں کی قطاروں میں لا کھڑا کیا ہے.....

سیدنا آدم وحوا جنت سے باہر :-

سامعین محترم..... یہ تو آپ نے بھی سنا ہوگا کہ اور حقیقت بھی یہی ہے..... کہ حضرت آدم وحوا کو جنت میں ٹھہرانے کے بعد..... ایک درخت کا پھل کھانے سے روکا گیا.....

چنانچہ قرآن مجید میں اسی کا ذکر ہے لا تقربا هذه شجرة..... مگر شیطان کے بہکاوے میں آکر..... اس کی جھوٹی قسموں کا اعتبار کر کے.... حضرت آدم وحوا علیهم السلام نے..... اس درخت کا پھل کھالیا..... جسے قرآن بیان کرتا ہے..... فاكلا منها لیکن شیعہ کی معتبر کتب میں ..... اس واقعہ کو بالکل ایک دوسرے زاویہ سے بیان کیا گیا ہے کہ جس سے نہ صرف قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے..... بلکہ حضرت آدم وحوا علیہم السلام کی سخت توہین کا اظہار بھی ہوتا ہے.....

سامعین محترم..... اب اس قصہ کے متعلق کتب شیعہ کی روایات ملاحظہ فرمائیں..... اصول کافی باب فيه نكف و نتف

من التنزیل فی الولایۃ میں ہے..... عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قولہ تعالی ولقد عھدنا الی ادم من قبل کلمات فی محمد وعلی و فاطمۃ و الحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم فنسی ھکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے..... کہ اللہ تعالی کا قول و لقد عھدنا (الخ) یعنی ہم نے حکم دیا تھا کہ آدم کو پہلے سے کچھ باتوں کا..... محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن و حسین اور ان ائمہ کے بارے میں جو انؑ کی اولاد سے ہیں ..... مگر آدم نے فراموش کر دیا ..... واللہ یہ آیت اس طرح محمد ﷺ پر نازل کی گئی تھی.....

اس روایت سے اتنا معلوم ہوا..... کہ حضرت آدم علیہ السلام کو حق تعالی نے پہلے سے ..... آئمہ اہل بیت کے متعلق کچھ حکم دیا تھا ..... انہوں نے اس کے خلاف کیا..... اس کی تصریح دوسری روایات میں ہے..... کہ وہ حکم یہ تھا کہ کہ خبردار اے آدم وحوا ان ائمہ پر حسد نہ کرنا..... حیات القلوب مطبوعہ نولکشور پریس ص ۵۴ ج ۱ میں ہے.....

وبسند معتبر دیگر ازاں منقول است کہ حق تعالی خلق کرد روحہا پیش ازبدن نہابدو ہزار سال پس گردانید بلند تر و شریف تر از ہمہ روحہا روح محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین وامامان بعد ازایشاں صلوات اللہ علیہم اجمعین را.....

ترجمہ : اور ایک دوسری روایت میں معتبر سند کے ساتھ امام جعفر

صادق سے منقول ہے..... کہ حق تعالیٰ نے روحوں کو بدنوں سے ہزار
سال پیشتر پیدا کیا ..... پھر سب روحوں سے زیادہ بلند اور زیادہ
بزرگ..... محمدؐ و علی اور فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ..... اور ان
اماموں کی روحوں کو قرار دیا جو ان کے بعد ہوں گے..... صلوات
اللہ علیھم اجمعین.....

پس عرض و نمود ارواح ایشاں را بر آسمان زمین و کوہہا پس
نور ایشاں ہمہ را قرار گرفت پس حق تعالیٰ فرمود باسمان و زمین و کوہہا کہ
اینہا دوستاں و اولیا و حجتہائے من اند بر خلق من و پیشوایان خلائق من اند۔ نیا
فریدم مخلوق را کہ دوست تر دارم از ایشان از برائے ایشاں و ہر کہ ایشاں را
دوست دارد آفریدہ ام بہشت خود را برائے او و ہر کہ مخالفت و دشمنی کند با
ایشاں آفریدہ ام آتش جہنم برائے او.....

ترجمہ :- پھر خدا نے ان ائمہ کی روحوں کو آسمان و زمین اور
پہاڑوں پر پیش کیا..... تو ان کے نور نے ان سب چیزوں کو گھیر لیا
..... پھر حق تعالیٰ نے آسمان زمین اور پہاڑوں سے فرمایا
..... کہ یہ لوگ میرے دوست اور میرے ولی ہیں..... اور
میری حجت ہیں میری مخلوق پر..... اور میری مخلوق کے پیشوا ہیں
..... میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جس کو ان سے زیادہ دوست
رکھتا ہوں..... ان اماموں کے لئے اور جو ان سے محبت کرے اس کے لئے
میں نے اپنی بہشت پیدا کی ہے..... اور جو شخص ان سے مخالفت اور
دشمنی کرے اس کے لئے میں نے دوزخ کی آگ پیدا کی ہے.....

پس ہر کہ دعویٰ کند منزلتے را کہ کہ ایشاں نزد من دارند و محلے کے

ایشاں از عظمت من دارند عذاب کنم اورا عذابے کے عذاب نکردہ باشم بآن احدے از عالمیان را واورا بانہا کہ شرک بمن آور دہ اند درپائیں ترین درکھاہی جہنم جا دہم وہر کہ اقرار بولایت وامامت ایشان بکند وادعا بکند منز لتہائے ایشاں رانزو من وسکاں ایشاں را از عظمت من جادہم او بایشاں درباغہائی بہشت خودواز برائے ایشاں باشد در بہشت آنچہ خواہند نزد من ومباح گردانم از برائے ایشاں ودر کرامت خود و درجوار خود ایشاں راجا وہم و شفیع گررانم ایشاں را در گنہگاراں از بندگان کنیزان من پس ولایت ایشاں امان نیست نزد خلق من پس کدام یک از شما بر میدارد ایں امانت را باسنگینہائے آں ودعوی میکند آن مرتبہ را کہ از دست راز برگزیدہ ہائے خلق من نیست پس ابا کردند اسمانہا وزمینہا وکوہہا از اینکہ امانت رابردارند ونرسیدند از عظمت پروردگار خور کہ چنیں منزلتے را بناحق دعوی کند چنیں محل بزرگے رابرائے خود آرزو کنند.....

ترجمہ : پس جو شخص اس مرتبہ کا جو یہ ائمہ میرے نزدیک رکھتے ہیں.....اوراس مقام کا دعویٰ کرے جو یہ لوگ میری عظمت سے رکھتے ہیں.....میں اس کو ایسا عذاب کروں گا کہ ویسا عذاب تمام عالم میں کسی کو نہ کیا ہوگا.....اوراس شخص کو مشرکوں کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے طبقہ میں جگہ دوں گا .....اور جو لوگ ان ائمہ کی امامت کا اقرار کر لیں اوران کے مرتبے کا جو میرے ہاں ہے.....اوران کی جگہ کا جو میری عظمت سے ہے دعویٰ نہ کریں..... ان کو ان ہی اماموں کے ساتھ بہشت کے باغوں میں جگہ دوں گا.....اور بہشت میں جو کچھ وہ مانگیں گے سب پایا جائے گا..... اوران کے لئے انعام عام کروں

گا.....اوران کواپنے دار میں جگہ دوں گا.....اوران کواپنے گناہ گار غلاموں اور لونڈیوں کے حق میں شفیع بناؤں گا.....

لہذا ان ائمہ کی امامت ایک امانت ہے میری مخلوں کے پاس .....پس (دیکھنا) ہے کہ تم میں سے کون اس امانت کو اس کی سنگینیوں کے ساتھ اٹھالیتا ہے..... اور کون اس مرتبے کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرا مرتبہ ہے ان برگزیدہ لوگوں کا نہیں ہے.....پس آسمانوں نے اور زمینوں نے اور پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کردیا.....او راپنے پروردگار کی عظمت سے ڈر گئے کہ ایسی منزلت کا ناحق دعوی کریں.....اور ایسے بڑے انعام کی اپنے لئے آرزو کریں.....

پس چوں حق تعالی آدم وحوا را در بہشت ساکن گردانید اگفت مخور ید از بہشت بسیار وگوارا ہر جاکہ خواہید ونزدیک ایں درخت مرویدیعنی درخت گندم پس خواہید بود از ستم گاراں پس نظر کردند بسوئے منزلت محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ و امامان بعد ازیشاں پس منزلتہائے ایشاں ردار بہشت بہتیرن منزلتہا یافتند پس گفتند پرودرگار ایں منزلت ازبرائے کیست حق تعالی فرمود کہ بلند کنید سرہائے خود را بسوئے ساق عرش من پس چون سربالا کردند دیدند نام محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ وامامان بعد ازیشان صلوات اللہ علیہم کی بر ساق عرش نوشتہ بود بنورے از انوار خداوند جبار پس گفتند پروردگارا چہ بسیار گرامی اند اہل این منزلت بر نزد تو بسیار محبوب اند نزد تو وبسیار شریف وبزرگ اند در درگارہ تو پس خدا فرمود کہ اگر ایشاں نمی بودند من شماہارا خلق نمیکر دم ایشاں خزینہ داراں علم مند وامینان من بررا ازہائے من زنہار کہ نظر مکنید بسوئے ایشاں بدیدہ حسد وآرزو مکنید منزلت ایشاں را نزد

من و محل ایشاں را از کرامت من پس بایں سبب داخل خواہید شد در نہی
من پس از ستمگاراں خواہید بود گفتند پروردگارا کیستند ستمگاراں و ظالماں فرمود
کہ انہا کہ ادعائے منزلت ایشاں می کنند بہ ناحق گفتند پروردگارا پس ہمانا منزلہائے
ظالماں ایشاں رادر آتش جہنم تا ببینم منزلہائے آنہارا چنانچہ منزلہائے آں
بزرگواراں را در بہشت دیدیم پس حق تعالی امر کرد آتش راکہ
ظاہر گردانید جمیع آنچہ دراں بود از انواع شدتہا وعذابہاد فرمود کہ جائے
ظالماں ایشاں کہ ادعائے منزلت ایشاں مہانند درپائیں تریں درکات این جہنم
است ہر چند ارادہ کند کہ بیروں آیند از جہنم برگرداند ایشاں را بسوئے آں
وہر چند پختہ وہ سوختہ شود پوستہائے ایشان بدل کند ایشاں را پوستہائے غیر
انہا تا بحشند عذاب را.....

ترجمہ :- پس جب حق تعالی نے آدم وحوا کو بہشت میں ٹھہرایا
..... تو کہا کہ کھاؤ بہشت سے خوب اور گوارا جہاں سے چاہو مگر اس
درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے..... پھر آدم
و حوا نے نظر کی محمدؐ، علیؓ اور فاطمہؓ اور حسن و حسینؓ اور ان اماموں کے مرتبے
کی طرف.....جو بعد حسنین کے ہونے والے تھے ..... تو ان
سب کے مرتبے کو بہشت میں سب مرتبوں سے بہتر پایا..... پس انہوں
نے کہا کہ اے پروردگار یہ مرتبہ کس کا ہے..... حق تعالیٰ نے فرمایا کہ
اپنے سروں کو ساق عرش کی طرف بلند کرو.....

چنانچہ انہوں نے سر اٹھائے تو دیکھا کہ محمدؐ اگر علیؓ اور فاطمہؓ اور حسن
و حسینؓ اور ان اماموں کے نام دیکھے جو بعد حسنین کے ہونے والے
تھے..... صلوات اللہ علیہم اجمعین..... یہ نام ساق

عرش پر خدا وند جبار کے نور سے لکھے ہوئے تھے..... پھر آدم و حوا نے کہا.....

کہ اے پروردگار کس قدر زیادہ بزرگ ہیں..... اس مرتبے کے لوگ تیرے ہاں..... اور کس قدر زیادہ محبوب ہیں تیرے نزدیک .....اور کس قدر زیادہ شرافت اور بزرگی والے ہیں تیری درگا میں.....

پس خدا نے فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتے تو میں تم لوگوں کو پیدا نہ کرتا ..... یہ آئمہ میرے علم کا خزانہ اور میرے رازوں کے امانت دار ہیں..... خبردار..... ان کے طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا .....اور ان کا مرتبہ جو میرے نزدیک ہے..... اور ان کا مقام جو میری بزرگی سے ہے..... اس کی آرزو اپنے لئے نہ کرنا..... ورنہ میری نافرمانی میں داخل ہو جاؤ گے..... اور ظالموں میں سے ہو جاؤ گے.....

آدم و حوا نے کہا اے پروردگار..... ظالم کون لوگ ہیں..... جو ناحق ان کے مرتبے کا اپنے لئے دعویٰ کریں..... آدم و ہوا نے کہا اے پروردگار..... ہم کو ان ظالموں کی جگہ (دوزخ) دکھادے..... تاکہ ہم ان کا ٹھکانہ دیکھ لیں..... جس طرح ان آئمہ کی منزلت کو ہم نے بہشت میں دیکھا..... کہ پس حق تعالیٰ نے حکم دیا دوزخ کو.....

چنانچہ اس نے تمام ان سختیوں اور عذابوں کو جو اس میں ہیں ظاہر کر دیا .....اور فرمایا کہ ان ظالموں کی جگہ جو ان کے مرتبہ کا دعویٰ

کریں..... اس جہنم کے نیچے کے طبقہ میں ہے..... یہ ظالم ہر چند یہ ارادہ کریں گے کہ جہنم سے باہر نکل جائیں..... مگر فرشتے ان کو پھر جہنم لوٹا دیں گے..... اور ہر چند کہ ان کی کھالیں آگ میں جل جائیں گی..... تو فرشتے ان کی کھالوں کو دوسری کھالوں سے بدل دیں گے ..... تا کہ عذاب کا مزہ اچھی طرح چکھیں.....

اے آدم وائے حوا نظر مکنید بسوئے نورہا وحجتہائے من بدیدہ حسد پس شمارا پائیں میغرستم از جوار خود بر شمارا میغرستم خواری خود را پس وسوسہ کرد ایشان را شیطان تا ظاہر گردا ندبرائے ایشان آنچہ پوشیدہ بود از ایشان از عورتہائے ایشان وگفت نہی نکردہ است شمار پرودگار شمارزیں درخت مگر از برائے ایں کہ نخواست کہ شمادو ملک باشید باہمیشہ در بہست باشیدو سوگندیاد کرد کہ من از خیر خواہاں شمایم پس اینہارا قریب داد و بریں داشت کہ آرزدی منزلت اینہابکنند پست نظر کردند بسوی ایشان بدیدہ حسد پس بایں سبب خدا ایشان را خود گزاشت ویاری وتوفیق خود را از ایشاں برداشت.....

ترجمہ :- اے آدم وحوا..... میرے نوروں اور حجتوں (یعنی آئمہ) کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا..... ورنہ میں تم کو اپنی نزدیکی سے نکال کر نیچے بھیج دوں گا..... مگر شیطان نے محض اس لئے ان سے جنت کے لباس لئے جائیں اور ان کی شرمگاہیں اور برہنہ ہو جائیں..... ان کو یہ وسوسہ دلایا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو اس درخت کے کھانے سے اس لئے منع کیا ہے..... کہ اس نے نہیں چاہا کہ تم دونوں فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ بہشت میں رہو..... اور شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں.....

غرض کہ اس نے فریب دے دیا اور دونوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آئمہ کے مرتبے کی اپنے لئے آرزو کریں.....

چنانچہ انہوں نے حسد کی آنکھ سے ان کی طرف دیکھا..... پس اس سبب سے خدا نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا..... اور اپنی مدد اور توفیق ان سے اٹھالی.....

سامعین محترم..... حضرت آدم و حوا کے ساتھ شیعہ نقطہ نظر کے مطابق..... پیش آنے والے واقعہ کی آپ تفصیلات سن چکے ہیں..... کہ کس طرح رب العالمین نے تاکید کے ساتھ ان ہر دو حضرات کو سمجھایا..... کہ خبردار اماموں کے مقام کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا..... ورنہ ظالموں سے ہو جاؤ گے..... پھر ظالموں کے لئے جہنم کا دردناک عذاب ہے..... وہ بھی ان حضرات کو دکھایا..... لیکن اس کے باجود ان دونوں حضرات نے حسد کی آنکھ سے اماموں کی طرف دیکھ لیا..... تو بس پھر انکے ساتھ جو ہوا وہ سب کے سامنے ہے.....

اس روایت میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے..... ایک طرف تو اس سے قرآن کریم کی سراسر تکذیب ہو رہی ہے..... دوسری طرف حضرت آدم و حوا کی اس قدر گستاخی کا پہلو نمودار ہو رہا ہے..... جس کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا.....

سیدنا ایوبؑ کی علالت :-

حضرت ایوب علیہ السلام نے حضرت علی کی امامت میں شک

کیا..... اس لئے بیماری میں مبتلا ہوئے.....

چنانچہ شیخ الطائفہ ابو جعفر کی کتاب "مسائل البدان" میں .....پوری سند کے ساتھ حضرت سلمان فارسی اور امیر المومنینؑ کا ایک مکالمہ نقل کیا گیا ہے..... جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ابتلاء کا سبب یہ تھا..... کہ انہوں نے "ولایت علی" میں شک کیا تھا..... روایت کا درج ذیل حصہ ملاحظہ فرمائیے۔

فقال امیرالمومنین علیه السلام اتدری ما قصة ایوب و سبب تغیر نعمة الله علیه قال الله اعلم وانت یا امیرالمومنین قال لما کان عندالا نبعاث منطق شک ایوب فی ملکی فقال: هذا خطب جلیل و امر جسیم قال الله عزوجل یا ایوب اتشک فی صوره اتممه انا؟ انی ابتلیت آدم بالبلاء فوهبته له وصفحت عنه بالتسلیم علیه بامرة المومنین وانت تقول: خطیب جلیل و امر جسیم ؟ فوا عزنی لا اذیقنک من عذابی او تتوب الی بالتطاعة لاامیر المومنین ثم ادرکته السعادة بی یعنی انه تاب و اذعن بالطاعه لاامیرالمومنین علیه السلام و علی ذریته الطیبین علیه السلام (بحارالانوار صفحہ ۲۹۳ جلد ۶۲)

ترجمہ: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا..... کیا تجھے معلوم ہے کہ قصہ ایوب کیسے پیش آیا..... اور ان سے اللہ کی نعمتیں چھیننے کا سبب بنا..... سلمان نے کہا..... اے امیر المومنین..... اللہ جانتا ہے کہ یا آپ کو معلوم ہے..... فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے ان

سے اقرار لیا..... تو ایوب کو میری امامت میں شک ہوا کہ اور کہنے لگے یہ تو بڑی بات ہے..... اور بڑا بھاری معاملہ ہے..... اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اے ایوب..... تو اس شخصیت میں شک کرتا ہے..... جس کو میں نے خود مقرر کیا ہے..... اسی بنا پر تو میں نے آدم کو ابتلا میں ڈالا ..... پھر امیر المومنین کی امارت تسلیم کر لینے کے صلہ میں اس پر عنایات کیں..... اور اس کو معاف کر دیا..... اور تو کہتا ہے کہ یہ بڑی بات اور بھاری معاملہ ہے.....

مجھے اپنی عزت کی قسم میں تجھے اپنا عذاب چکھا کر رہوں گا..... یہاں تک کہ توبہ تائب ہو کر امیر المومنین کی اطاعت کا اقرار نہ کر لے..... پھر میرے طفیل ان کو یہ سعادت نصیب ہوئی..... یعنی انہوں نے توبہ کی اور امیر المومنین اور ان کی پاکیزہ اولاد کی اطاعت کا اقرار کر لیا.....

سامعین محترم..... آپ نے اس واقعہ سے اندازہ لگا لیا ہو گا ..... کہ کس طرح رافضیت نے مسئلہ امامت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے..... ایک عظیم نبی کو..... نہ صرف حکم ندا کا منکر ثابت کیا ہے..... بلکہ اسے خدا کے عذاب میں مبتلا ہو جانے تک کا مرتکب قرار دیا ہے..... کیا اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد بھی شدید گستاخ انبیاء ہونے میں شک ہے.....

تمام نبی ناکام ہو گئے :-

سامعین محترم..... خمینی کا دعویٰ ہے کہ جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لئے آئے..... ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا

میں انصاف کا نفاذ کریں.....لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے.....
یہاں تک کہ ختم المرسلین جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے.....اور
انصاف کا نفاذ کرنے کے لئے آئے تھے.....انسان کی تربیت کیلئے
آئے تھے.....لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے.....
(اتحاد و یکجہتی امام خمینی کی نظر میں ص ۱۵)

سامعین محترم.....ہمارا عقیدہ و نظریہ ہے کہ رب العالمین
نے.....جس نبی اور رسول کو جس مقصد کے لئے مبعوث
فرمایا.....وہ اپنے اس مقصد میں سو فیصد کامیاب رہے ہیں.....
ہر نبی نے اتنا ہی کام کیا ہے جتنا اس کے ذمہ تھا.....جو کام کسی نبی کے
ذمہ ہی نہیں تھا.....اس پر اس نے نبی کو ناکام قرار دے کر طعن و
تشنیع کا نشانہ بنانا شیعہ کا پسندیدہ مشغلہ ہے.....

ایک شرمناک عبارت :-

ابان سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں.....سلیم نے کہا کہ
میں نے مقداد سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا.....
مقداد نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے.....رسول
اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کو پردہ کا حکم نہیں دیا تھا.....مقداد رسول
اللہ ﷺ کی خدمت کرتے تھے.....رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کوئی
خادم نہ تھا.....رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہی لحاف تھا.....
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بی بی عائشہ بھی تھیں.....رسول اللہ

..... علی اور بی بی عائشہ کے درمیان میں سوتے تھے..... ان حضرات پر صرف یہی ایک لحاف ہوتا تھا..... جب رسول اللہ ﷺ رات کو نماز شب کی خاطر قیام فرما ہوتے تھے..... تو رسول اللہ ﷺ لحاف کو درمیان سے دبا دیتے تھے..... رسول اللہ ﷺ لحاف کو اس قدر نیچے دباتے تھے کہ وہ نیچے کے کپڑے کے ساتھ لگ جاتا تھا..... اس لحاف کے دبانے سے یہ حضرت علی اور بی بی عائشہ کے درمیان حد حائل ہو جاتی تھی .....

چنانچہ ملاحظہ فرمایئے کتاب سلیم بن قیس کوفی ص ۱۹۷..... متوفی ۷۰ھ..... جس کا ترجمہ مولانا ملک محمد شریف صاحب ملتانی نے کیا ہے.....

سامعین محترم..... اس عبارت کا تمام کا تمام انداز اور خصوصا آخری والا حصہ کس قدر شان رسالت کی گستاخی پر مبنی ہے..... اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں..... بھلا یہ بات کیسے ممکن ہو سکتی ہے ..... کہ دنیا کو حیاء کا درس اور غیر محرم کی طرف نظر تک نہ اٹھانے کا سبق سکھانے والے..... پیغمبر علیہ السلام کی پاکیزہ شخصیت ایسا کام کر سکتی ہے..... کہ جس کا تصور کر کے ہی شرافت کی روح کانپ اٹھتی ہے.....

اعمال نبوت کو خطرہ :

اللہ نے حضور ﷺ سے فرمایا اگر تو نے ولایت علی میں کسی کو شریک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے..... معاذ اللہ

چنانچہ جناب امام محمد باقر سے جب اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا..... تو ان حضرات نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے..... کہ اے رسول ﷺ اگر تم نے اپنے بعد علیؓ کی ولایت کے ساتھ کسی اور کی ولایت کا حکم دے دیا..... تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین.....

کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے..... کہ لئن اشرکت کا مطلب یہ ہے..... کہ اگر تم نے ولایت میں علیؓ کا شریک کسی اور کو کہا ہے ..... تو نتیجہ یہ ہوگا کہ لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین ..... پھر فرمایا بل اللہ فاعبدوا وکن من الشاکرین..... مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت طاعت کے ساتھ جا لاؤ ..... اور اس کا شکر جا لاؤ کہ ہم نے جبرائیل اور تمہارے ان عم کو..... تمہارا قوت بازو مقرر کیا..... (ترجمہ مولوی مقبول ص ۹۲۷)

سامعین محترم..... اس روایت پر غور کریں کہ کس طرح اس آیت قرآنیہ کا نہ صرف معنی تبدیل کیا گیا..... بلکہ خود حضور اکرم ﷺ کو کس انداز میں..... بارگاہ ایزدی سے ولایت علی کے بارہ میں ڈانٹے جانے کو ثابت کیا گیا ہے..... اللہ تعالی سب مسلمانوں کو شیعہ کی ناپاک سازشوں سے محفوظ رکھے..... (آمین)

سیدنا یونسؑ کا امامت سے انکار :

ائمہ کی امامت سے انکار پر سیدنا یونس علیہ السلام کو ایک عجیب واقعہ پیش آیا..... چنانچہ حار الانوار میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا

ہے.....

الشمالی قال دخل عبدالله بن عمر علی زین العابدین علیه السلام وقال یا ابن الحسین انت الذی تقول ان یونس بن متی انما لقی من الحوت ما لقی لانه عرضت علیه ولایة جدی فتوقف عندها؟ قال بلی ثکلتک امک قال فارنی آیة ذالک ان کنت من الصادقین فامر بشد عینیه بعصابة وعینی بعصابة ثم امر بعد ساعة بفتح اعیننا فاذا نحن علی شاطئی البحر تضرب امواجه فقال ابن عمر: یاسیدی ودمی فی رقبتک الله الله فی نفسی فقال هیده و ریه ان کنت من الصادقین

ثم قال یاایهاالحوت قال فاطلع الحوت راسه من البحر مثل الجبل العظیم وهو یقول لبیک لبیک یا ولی الله فقال من انت قال انا حوت یونس یاسیدی قال انبئنا بالخبر قال یا سیدی ان الله تعالی لم یبعث نبینا من آدم الی ان صارجدک محمد الاوقد عرض علیه ولایتکم اهل البیت فمن قبلها من الانبیاء سلام وتخلص من توقف عنها وتمنع من حملها لقی مالقی ادم علیه السلام من المعصیة وما لقی نوح علیه السلام من الغرق ومالقی ایوب علیه السلام من البلاء ومالقی داود علیه السلام من الخطیئة الی ان بعث الله یونس علیه السلام فاوحی الله الیه ان یاتی امیر المومنین علیا والائمة الراشدین من صلبه فی کلام له قال خلیف امولی من علم اره ولم ا رف وذ ب ختاظاً فاو ی له تعالی الی النتعمتی یونس ولا

توهنی له عظما فمکث فیی بطنی اربعین صباحا یطوف معی البحار فی ظلمات ثلاث ینادی انه لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین قد قبلت ولایت علی ابن ابی طالب ولائمة الراشدین من ولد فلما ان آمن بولایتکم امرنی ربی فقذفته علی ساحل البحر فقال زین العابدین علیه السلام ارجع ایها الحوت الی وکرک واستوی الماء۔

(بحارالانوار جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۱ ۔ ۴۰۲ روایت نمبر ۱۵)

ترجمہ :- ثمالی کہتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن عمر امام زین العابدین علیہ اسلام کی خدمت میں آئے..... اور کہا کہ آپ یہ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس بن متی (علیہ السلام) کو مچھلی کے پیٹ میں اس بنا پر ڈالا گیا ..... کہ ان کے سامنے میرے دادا امیر المومنین کی ولایت پیش کی گئی ..... تو انہوں نے اس کو قبول کرنے میں توقف کیا.....؟ امام نے فرمایا کہ ہاں..... میں نے کہا ہے تیری ماں تجھ کو گم کرے (یعنی تو مر جائے)..... عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی راست گفتاری کی کوئی علامت دکھاؤ..... امام نے حکم دیا کہ میری اور عبداللہ بن عمر کی آنکھوں پر ایک ایک پٹی باندھ دی جائے..... تھوڑی دیر بعد حکم دیا کہ آنکھیں کھول دو..... جب آنکھیں کھول دی گئی تو یا دیکھتے ہیں کہ ہم ایک دریا کے کنارے پر ہیں..... جس کی موجیں ٹھاٹیں مار رہی ہیں..... منظر دیکھ کر ابن عمر نے کہا کہ اے سید..... میرا خون آپ کی گردن پر ہے..... یعنی دریا کی موجیں مجھے بہا لے جائیں گی. ..... امام نے فرمایا کہ ڈرو نہیں میں ابھی تم کو..... اپنی راست

گفتاری کی علامت دکھاتا ہوں.....

پھر امام نے فرمایا اے مچھلی..... امام کا پکارنا تھا کہ ایک مچھلی نے فوراً دریا سے سر نکالا..... جو پہاڑ جیسی تھی اور وہ کہہ رہی تھی..... لبیک "لبیک اے ولی خدا ..... امام نے فرمایا تو کون ہے..... کہنے لگی اے سید میں وہی مچھلی ہوں جس نے یونس کو نگلا تھا

..... فرمایا ہمیں بتاؤ کہ یونس علیہ السلام کا کیا قصہ ہوا تھا

..... کہنے لگی اے سید اللہ تعالیٰ نے کسی کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا..... آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے دادا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک..... مگر اس پر تم اہل بیعت کی ولایت پیش کی..... جس نے اس کو قبول کیا وہ سالم رہا..... اور جس نے اس میں توقف کیا..... اور اس امانت کے اٹھانے سے انکار کیا

..... اس کو وہی ابتلا پیش آیا.....

جو آدم علیہ السلام کو ..... گناہ کی وجہ سے پیش آیا

جو نوح علیہ السلام کو ..... غرق سے پیش آیا

جو ابراہیم علیہ السلام کو ..... آگ سے پیش آیا

جو یوسف علیہ السلام کو ..... کنویں میں ڈالنے سے پیش آیا

جو ایوب علیہ اسلام کو ..... بیماری میں مبتلا ہونے سے پیش آیا

جو داؤد علیہ السلام کو ..... غلطی سے پیش آیا

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو مبعوث کیا

..... پس اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ اے یونس..... امیر المومنین علی اور ان کی نسل کے ائمہ راشدین کی ولایت کا اقرار کرو

.....کچھ اور کلام بھی.....وحی فرمایا .....یونس علیہ السلام نے کہا میں ان لوگوں کی ولایت کو کیسے قبول کروں جن کو میں نے دیکھا نہیں.....اور ان کو پہنچانتا نہیں..... اور غصہ ہو کر دریا کے کنارے چلے گئے.....پس اللہ تعالی نے مجھے وحی کی کہ یونس کو نگل جا اور ان کی ہڈیوں کو گزند نہ پہنچانا.....پس وہ میرے پیٹ میں چالیس روز رہے.....میں ان کو دریاؤں میں اور تین تاریکیوں میں لئے پھرتی رہی .....اور برابر پکار رہے تھے.....کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے) تو بے عیب ہے میں تو گنہاروں میں سے ہوں.....میں نے امیر المومنین علی کی اور ان کی اولاد سے ائمہ راشدین کی ولایت کو قبول کیا..... پس جب یونس علیہ اسلام تمہاری ولایت پر ایمان لے آئے.....تو میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا.....تو میں نے ان کو دریا کے ساحل پر ڈال دیا جب مچھلی نے یہ قصہ سنایا.....تو امام زین العابدین علیہ السلام نے اس کو حکم دیا.....کہ اپنے آشیانے میں واپس چلی جاؤ.....اور پانی کو موجوں سے سکون ہو گیا.....

سامعین محترم.....دل پر پتھر رکھ کر میں نے آپ کے سامنے یہ مکمل روایت پڑھ دی ہے..... ورنہ جس طرح اس روایت میں

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام
حضرت داؤد علیہ السلام
اور حضرت یونس علیہ السلام

کا نام لے کر ثابت کیا گیا ہے..... کہ وہ ابتلاء کا شکار اماموں کی ولایت سے انکار کے سبب ہوئے ہیں..... یہ بات ایسا کفر ہے اور اول العزم انبیا علیہم السلام کی ایسی توہین ہے..... کہ جسے زبان پر لانا بھی ایمان کے سلب ہونے کا باعث ہے..... ولی کامل حضرت مولانا یوسف لدھیانوی مدظلہ اس روایت کے تحت تحریر فرماتے ہیں.....

یہاں جو بات لائق عبرت ہے..... وہ یہ ہے کہ

..... اس روایت کے مطابق یونس علیہ اسلام کا ابا واسکتبار (نعوذ باللہ) ابلیس سے بھی بڑھ گیا..... کیونکہ شیطان نے ابا واستکبار کے ساتھ جھوٹ کو جمع نہیں کیا تھا..... مگر ان روایات کے مطابق جب یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے یہ کہا..... کہ میں ان لوگوں کی ولایت کا اقرار کیسے کروں..... جن کو جانتا پہچانتا نہیں ہوں

..... تو یہ بات قطعا غلط اور جھوٹ تھی.....

کیونکہ روز میثاق میں جب انبیاء کرام علیہم السلام سے..... ولایت ائمہ کا اقرار لیا گیا ہوگا..... تو حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو ضرور دیکھا اور پہچانا ہوگا ..... پھر امامیہ کے مطابق موسیٰ علیہ اسلام کی توریت میں بھی ولایت آئمہ کا اعلان موجود تھا..... اور حضرت یونس علیہ السلام توریت ضرور پڑھتے ہوں گے..... پھر اس کا کیا معنی کہ میں ائمہ کو جانتا پہچانتا نہیں ہوں.....

لطیفہ :-

اس روایت میں آپ نے دیکھا کہ حضرت زین العابدین نے فرمایا ..... کہ میری اور ابن عمر کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جائے..... پھر دریا کے کنارے فرمایا اب پٹی کھول دی جائے..... تو عجیب بات ہے کہ یہ دونوں حضرات آنکھوں پر پٹی بندھوا کر سفر کرتے ہیں..... لیکن پٹی باندھنے اور کھولنے والے ویسے ہی سفر کرتے رہے..... یا للعجب.....

ایک اور شرمناک روایت

انکار امامت کے باعث یونس علیہ السلام کو زمین میں دھنسا کر قارون سے ملادیا گیا..... نعوذ باللہ

و قد سال بعض الیھود امیر المومنینؑ عن سجن طاف اقطار الارض بصاحبه فقال یایھودی اما السجن الذی طاف اقطار الارض بصاحبه فانه الحوت الذی جس یونس فی بطنه فدخل فی بحر القلزم ثم خرج الی بحر مصر ثم دخل الی بحر طبرستان ثم خرج فی دجله الغوراه قال ثم مرت به تحت الارض حتی لحقت بقارون وکان قارون ھلک فی ایام موسی علیه السلام ووکل الله به ملکا ید خل فی الارض کل یو م قامة رجل وکان یونس فی بطن الحوت یسبح الله ویستغفره فسمع

قارون صوته فقال للملک الموکل به انظرنی فانی اسمع کلام آدمی فاوحی الله الی الملک الموکل به انظره فانظره ثم قال قارون من انت قال یونس انا المذنب الخاطی یونس بن متی قال فما فعل الشدید الغضب لله موسی بن عمران قال هیهات هلک قال فما فعل الروف الرحیم علی قومه هارون بن عمران قال هلک قال فما فعلت کلثم بنت عمران التی کانت سمیت لی قال هیهات ما بقی من آل عمران احد فقال قارون وا اسفاه علی آل عمران فشکر الله له ذلک فامر الله الملک الموکل به ان یرفع عنه العذاب ایام الدنیا فرفع عنه فلمارائی یونس ذلک نادی فی الظلمات ان لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجاب الله له وامر الحوت فلفظه علی ساحل البحر (بحارالانوار ص ۳۸۲ ج ۱۴)

ترجمہ : ایک یہودی نے امیر المومنین علیہ اسلام سے اس جیل خانے کے بارے میں دریافت کیا..... جو اپنے ساتھی کو لئے ہوئے زمین کے چار سو چکر کاٹتا رہا..... کہ وہ کونسا جیل خانہ تھا..... آپ نے فرمایا اے یہودی..... وہ جیل خانہ جو اپنے ساتھی کو لئے ہوئے زمین کے چار سو چکر کاٹتا رہا..... وہ مچھلی ہے جس نے یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں قید رکھا تھا..... پس وہ مچھلی یونس علیہ السلام کو لے کر بحر قلزم میں داخل ہوئی..... پھر بحر مصر کی طرف نکلی..... پھر طبرستان کے سمندر میں داخل ہوئی..... پھر دجلہ الغورہ کی طرف نکلی..... امیر المومنین نے فرمایا پھر وہ مچھلی یونس علیہ اسلام کو لے کر زمین کے نیچے گئی

..... یہاں تک کہ قارون سے جاملی..... اور قارون حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہلاک ہوا تھا ..... اور اللہ تعالیٰ نے
اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا..... جو اس کو روزانہ قد آدم کی مقدار
زمین میں دھنسا دیا کرتا تھا..... یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں
اللہ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہے..... پس قارون نے ان کی آواز کو سن
لیا..... اور مقرر کردہ فرشتہ سے کہا کہ کہ مجھے مہلت دو میں ایک آدم
کا کلام سن رہا ہوں..... پس اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو وحی کی کہ اس کو
مہلت دے دو..... چنانچہ فرشتے نے اس کو مہلت دے دی.....
قارون نے پوچھا آپ کون ہیں..... یونس علیہ السلام نے فرمایا میں گنہگار
خطاکار یونس بن متی ہوں..... قارون نے پوچھا موسیٰ بن عمران کا کیا بنا
..... جو بہت غصہ کیا کرتے تھے اللہ کے لئے..... یونس علیہ
السلام نے فرمایا وہ تو مدت ہوئی فوت ہو چکے ہیں..... قارون نے پوچھا
ہارون بن عمران کا کیا بنا..... جو اپنی قوم پر بہت شفیق اور نرم تھے
..... یونس علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی فوت ہو چکے ہیں.....
قارون نے پوچھا کلثم بنت عمران کا کیا بنا جو میرے ساتھ منسوب کی گئی تھی
..... یعنی میری منگیتر تھی..... یونس علیہ اسلام نے فرمایا مدت
ہوئی کہ آل عمران میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا..... قارون نے کہا
ہائے افسوس آل عمران پر..... پس اللہ تعالیٰ نے قارون کے اظہار
افسوس کو قبول کر لیا..... پس اللہ تعالیٰ نے مقرر فرشتے کو حکم دیا
..... کہ دنیا کی زندگی تک اس سے عذاب اٹھا دیا جائے.....
پس فرشتے نے اس سے عذاب اٹھا دیا..... جب یونس علیہ السلام نے یہ

دیکھا تو اندھیروں ہی میں پکارا..... کوئی حاکم نہیں تیرے سوا تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے..... پس اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کر لی.....اور مچھلی کو حکم دیا تو مچھلی نے آپ کو ساحل سمندر پر لا ڈالا.....

سامعین محترم.....اس دل ہلا دینے والی عبارت میں جہاں قارون کو روزانہ قد آدم کے مقدار زمین میں دھنسانے کی بات ہے .....وہاں ایک بات یہ ہے کہ قارون کو اب بھی اپنی منگیتر کی یاد ستا رہی تھی..... اور جب قارون نے "ہائے افسوس آل عمران پر" کا جملہ ادا کیا.....تو اس کا عذاب بھی ٹل گیا.....ایسے لگتا ہے جیسے اس افسانہ کو گھڑنے والے شیعہ راوی کا قارون سے کوئی بہت ہی قریبی رشتہ ہے .....اس ظالم کو نہ ترس آیا تو ایک نبی پر جھوٹ بکنے پر بھی نہ آیا .....اور جب ترس آیا تو قارون کو منگیتر کی فکر بھی سوجھادی .....اور اسے عذاب سے بھی نکال دیا.....

انبیاء کرام آئمہ کے نقش قدم پر :-

شیعہ کے گیارہویں امام حسن عسکری رحمتہ اللہ علیہ کی طرف یہ روایت منسوب کی گئی ہے.....کہ انبیاء کرام ہمارے نور سے روشنی حاصل کرتے تھے..... اور ہمارے نشان قدم کی پیروی کرتے تھے.....

روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

کتاب المحتضر للحسن بن سلیمان روی انه وجد بخط مولانا ابی محمد العسکری علیه السلام اعوذ بالله من قوم حذفوا محکمات الکتاب ونسوا الله رب الا رباب والنبی و ساقی الکوثر فی مواقف الحساب ولفظی والطامة الکبری و نعیم دارا لثواب فنحن السنام الاعظم و فینا النبوة والولایة والکرم ونحن منار الهدی والعروة الوثقی والانبیاء کانوا یقتبسون من انوارنا و یقتفون آثارنا (بحارالانوار ص ۲۶۳ ج ۲۶)

ترجمہ :- میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس قوم سے..... جس نے قرآن کے محکمات کو مٹاڈالا..... جنہوں نے اللہ رب الارباب کو بھلادیا ..... جنہوں نے اس کے نبی کو جو یوم حساب میں ساقی کوثر ہوں گے بھلا دیا..... جو قیامت" دوزخ" اور دارثواب کی نعمتوں کو بھلا بیٹھے ہیں..... ہم بلند چوٹی کے صاحب عظمت لوگ ہیں..... ہمیں میں نبوت و ولایت وکرامت ہے..... ہم ہدایت کا مینار کا ہیں .....اورعروہ وثقی ہیں..... تمام انبیاء کرام ہمارے نور سے روشنی حاصل کرتے تھے.....اور ہمارے نقش قدم کی پیروی کرتے تھے.....

روز جزاء کو علیؑ پیشواء ہوں گے :-

اس مضمون کی بھی روایت تصنیف کی گئی ہے..... کہ حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے فضائل ومناقب کا ذکر کرتے ہوئے

فرمایا.....

ما یتقدمنی الا احمد وان جمیع الرسل والملائکة والروح خلفنا و ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لیدعی فینطق وادعی فانطق علی حد لا منطقه (بحارالانوار صفحہ ۳۱۷ جلد ۲۶)

ترجمہ :- مجھ سے آگے صرف احمد ﷺ ہوں گے..... تمام رسول ملائکہ اور روح القدس ہمارے پیچھے پیچھے ہوں گے..... رسول اللہ ﷺ کو بلایا جائے گا تو آپ بات کریں گے..... اور مجھے بھی پکارا جائے گا تو میں بھی اتنی ہی بات کروں گا.....

علیؓ کی کرسی عرش پر جا پہنچی

اس سے بھی ایک قدم اور آگے بڑھا کر لکھتے ہیں..... کہ قیامت کے دن حضرت علیؓ کی کرسی آنحضرتؐ کے برابر عرش الٰہی کے دائیں جانب ہو گی..... اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی کرسیاں بائیں جانب ہوں گی۔

چنانچہ بحارالانوار میں لکھا ہے کہ

کتاب المحتضر للحسن بن سلیمان مما رواه من الاربعین روایة سعد الاربلی یرفعه الی سلمان الفارسی رضی الله عنه قال کنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ جاء اعرابی الخامسة ان جبرئیل علیه السلام قال: اناکان یوم القیامة نصب لک منبر عن یمین العرش و النبیون کلهم عن یسار العرش و بین یدیه (بحارالانوار صفحہ ۱۲۸، جلد ۲۷)

حسن بن سلیمان نے کتاب المختصر میں اربعین کی روایت سے معدار بلی کے واسطہ سے..... سلمان فارسیؓ کی یہ حدیث نقل کی ہے.....
کہ سلمان کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں موجود تھے
.....اتنے میں ایک اعرابی آیا..... یہ طویل روایت ہے جس میں
حضرت علیؑ کے فضائل مذکور ہیں..... اور اسی سلسلہ میں فرمایا
.....پانچویں بات جبرئیل علیہ السلام نے یہ فرمائی..... تمام
انبیاء کرام علیہم السلام عرش کے بائیں جانب (کی کرسیوں پر) ہوں
گے..... اور علی علیہ اسلام کی کرسی ان کے اکرام کی بنا پر آپ ﷺ کے
پہلو میں لگائی جائے گی.....

سامعین محترم..... یہ ہے وہ شیعیت جس نے اللہ تعالی کے تمام
جلیل القدر انبیاء و رسل کو..... غیر نبی (یعنی جماعت آئمہ سے) اس
قدر کمتر درجہ میں پہنچادیا..... کہ کہیں انبیاء علیہم السلام کو نور ائمہ
کا محتاج ثابت کیا..... تو کہیں انہیں حضرت علیؑ کا بھی مقتدی بنادیا
.....یہاں تک کہ عرش الٰہی پر انہیں حضرت علیؑ سے کمتر درجہ میں
دکھانے کی بھی کوشش کی گئی.....

خلاصہ کلام :-

شیعہ کا مسئلہ حضرت علی اور آئمہ کے مرتبہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا
نہیں..... بلکہ ائمہ کی آڑ میں اسلام کی بنیادی تعلیمات کو مسخ کرنا ہے
.....اور عمارت اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا ہے..... کاش کہ مسلما
ن اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں..... اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی

حفاظت کے لئے سر بکف ہو کر باہر نکل آئیں..... تاکہ کسی بدبخت کو انبیاء علیہم السلام اور صحابہؓ کی توہین کی جرات ہی نہ ہو.....

محمد للہ تعالی سپاہ صحابہ آج اس مشن اور کاز کے لئے جہاد کی راہوں پر گامزن ہے..... وہ شہادتوں کے ذریعہ بھی اسلام کا تحفظ کرنے میں مصروف ہے.....اور عقوبت خانوں و زندانوں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہن کر بھی اس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے..... اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم.....

حضور ﷺ نے قرآن چھپالیا :-

سامعین محترم..... شیعہ کے نزدیک حضور ﷺ نے اصلی قرآن ..... جس میں آئمہ اور منافقین کے نام کی آیات تھیں مصلحتاً چھپا لیا .....تاکہ کہیں تمام لوگ مرتد نہ ہو جائیں..... جبکہ قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے اللہ تعالی نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ .....

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس (پارہ نمبر ۶ سورہ المائدہ آیت ۶۷)

اے رسول ﷺ پہنچا دیجئے (دوسروں تک) جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے.....اور اگر بالفرض آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو گویا اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا.....اللہ آپ کی لوگوں سے نگہبانی کرنے

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے..... جہاں دین
الٰہی اور احکام دین کی لفظ بلفظ تبلیغ کا حکم فرمایا گیا..... وہاں آپ
ﷺ سے یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے..... کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دشمنوں کی ہر
سازش سے حفاظت کرے گا.....

آیت قرآن کا ترجمہ اور مختصر سا مفہوم بیان کرنے کے بعد

.....اب میں شیعہ کے ایک مجتہد اعظم مولوی دلدار علی کی عبارت پیش کرتا ہوں..... جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوگا..... کہ شیعہ طبقہ کے مجتہدین پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کس طرح کی سوچ رکھتے ہیں۔

ومنها انه معلوم حال النبی کمالا یخفی علی المفتحص الزکی و الحدیث الصائب انه معی کمال رغبته علی تخلیفه علیا کان فی غایة التقیة من قومه ولهذا عندی دلائل وامارات لا یسع المقام ذکرها فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضة الاسلام الظاهری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمة واسماء المنافقین مثلا عند محارم اسراره کعلی بامر الله لئلا یرتد القوم باسرهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذلک واظهرهم بقدر ما علم المصلحة فی اظهاره ولما کانوهم الباعثین للمنبی علی ذلک کان الاسناد الیهم فی محله

(کتاب عماد الاسلام)

ترجمہ :- من جملہ تحریف کی صورتوں کے ایک یہ ہے کہ نبی کا حال معلوم ہے.....اور سمجھ دار' ذہین آدمی جو تلاش کرے اس پر یہ بات

پوشیدہ نہیں..... کہ آپ ﷺ باجود یہ کہ نہایت رغبت اس بات کی
رکھتے تھے..... کہ علی کو اپنا خلیفہ بنائیں مگر اپنی قوم کے طرف سے بہت
تقیہ کرتے تھے..... اس بات کے لئے میرے پاس دلائل وعلامات ہیں
پس یہ احتمال قریب ترین عقل کے ہے کہ نبی نے اسلام ظاہر کی حفاظت کے لئے
حکم خدا اصلی قرآن جس میں آئمہ کے نام اور منافقوں کے نام کی آیتیں ہیں
..... اپنے محرم راز مثلاً علی کے پاس ودیعت رکھوادیا..... تاکہ
تمام لوگ مرتد نہ ہو جائیں..... کیونکہ آپ کو ان کا حال معلوم تھا کہ وہ
ان آیات کو برداشت نہ کر سکیں گے..... اور آپ نے صرف اس قدر
قرآن ان پر ظاہر کیا جس کا ظاہر کرنا آپ کے نزدیک قرین مصلحت تھا
..... اور چونکہ اصلی قرآن کے چھپا ڈالنے کا سبب صحابہ تھے..... اس
لئے یہ کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کردی بالکل صحیح ہے.....

سامعین محترم..... دیکھا آپ نے کس قدر شرمناک الزام
..... اس شیعہ مجتہد نے سرکار دوعالم ﷺ پر لگایا ہے..... اور
آپ کو وحی الٰہی کے لفظ بلفظ پہنچانے کی بجائے..... اصلی قرآن کو حضرت
علی ﷺ کے پاس مصلحتاً رکھوادینے کا مرتکب قرار دیا ہے
..... اور آج چودہ سو سال ہو چکے ہیں کہ بقول شیعہ امت اس اصلی قرآن
کی شکل تک دیکھنے سے محروم ہے..... اور پھر جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ
اس قرآن کو چھپانے کا باعث وہ آیات بنی ہیں..... جن میں آئمہ کے
نام تھے..... حالانکہ ائمہ ہی کا تو مسئلہ ایسا تھا..... کہ جس سے
ذرہ برابر بھی چشم پوشی کرنے پر شیعہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو
..... طرح طرح کے عذابوں سے گزرنا پڑا ہے.....

دوسری بات یہاں یہ قابل غور ہے..... کہ حضور علیہ السلام نے بقول شیعہ مجتہد اعظم اس اندیشہ سے اصلی قرآن علی کے پاس رکھوادیا ..... کہ کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں..... سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کے چھپانے سے پھر یہ اندیشہ ختم ہو گیا..... نہیں ہرگز نہیں.....

شیعہ کی متواتر روایات کے مطابق تو وفات رسول ﷺ کے ساتھ ہی سوائے تین حضرات کے سب مرتد ہو گئے تھے..... اور پھر یہ بات قابل غور ہے کہ اگر اس قرآن کا ظاہر کرنا واقعی اتنا خطرناک تھا..... تو آ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے نازل ہی کیوں کیا تھا.....

دوسرے حضور ﷺ کے حضرت علیؓ کو ودیعت کرنے اور بارہ ائمہ کے اس کو چھپائے رکھنے کے باعث..... جو امت اس سے محروم چلی آرہی ہے ..... اس کا ذمہ دار کون ہے..... یہ وہ سوالات ہیں جن کا قیامت تک شیعت جواب نہیں دے سکتی..... بات سچ ہے کہ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے سو مزید جھوٹ بولنے پڑتے ہیں..... یہی حال شیعت کا ہے کبھی وہ جھوٹ بول کر انبیا علیہم السلام کی توہین کرتی ہے..... اور کبھی غلط بیانی سے کام لیتی ہوئی خود سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ..... اور آپ کے اہل بیت کرام کی اس انداز سے توہین کرتی ہے..... کہ جس کی تلافی بھی ان سے ممکن نہیں ہو سکتی..... اللہ تعالیٰ ہم کو سچ کہنے اور سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کی توفیق دے..... آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عقیدہ امامت و توہین اہل بیتؓ

خطبہ:۔

الحمد لله نحمده..... ونستعينه و نستغفره..... و نومن به ونتوكل عليه..... و نعوذ بالله من شرور انفسنا..... ومن سيات اعمالنا..... من يهده الله فلا مضل له..... ومن يضلله فلا هادى له ..... ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له..... ونشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده ورسوله..... صلى الله تعالى عليه وعلى اله واصحابه اجمعين..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ..... بسم الله الرحمن الرحيم..... انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا.....

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب ایت ۳۳)

قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فى القربى.....

(پارہ ۲۵ سورۃ الشوری آیت ۲۳)

قال النبى صلى الله عليه وسلم۔ الا ايها الناس فانما انا بشر يوشک ان ياتى رسول ربى فاجيب واناتارک فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذو بكتاب الله واستمسكوبه محث على كتاب الله ورغب فيه ثم قال واهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى اذكر الله فى اهل بيتى اذكركم الله فى اهل بيتى۔ (رواہ مسلم)

صدق الله العظيم..... وصدق رسوله النبى

الکریم..... و نحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین.....
والحمد للہ رب العالمین.....

تمہید:۔

محترم المقام!
علماء کرام!
مشائخ عظام!
بزرگان اسلام!
نوجوان ساتھیو!
اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

آپ کے سامنے قرآن کریم کی جو آیات تلاوت کی ہیں.....
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پڑھی ہے..... اس میں اہل بیت کی.....

عظمت
تقدس
شرافت
صداقت
امانت
دیانت
نیابت
طہارت

اور پاکیزگی کا ذکر کیا گیا ہے..... رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ.....

اہل بیت کون ہیں ؟:۔

یہاں پر ایک اہم بات سمجھنے کی ہے کہ اہل بیت کے نام سے ..... قرآن کریم کی سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں جن کا تذکرہ کر کے ان کی تطہیر و پاکیزگی کو بیان فرمایا گیا ہے..... اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ..... اذکر کم اللہ فی اہل بیتی ..... یعنی اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں..... فرما کر ان کے اکرام و احترام کو..... ملحوظ خاطر رکھنے..... اور ان سے محبت و اخلاص کے ساتھ پیش آنے کی وصیت فرمائی ہے..... آخر اس "اہل بیت" سے مراد کون لوگ ہیں.....

شیعہ نے اس آیت مبارکہ اور حدیث نبوی کا مصداق صرف پانچ شخصیات کو قرار دیا ہے..... اور اس معنی میں وہ "پنج تن پاک" کا نعرہ لگاتے ہیں..... یہ الگ بات ہے کہ پھر وہ اس میں مزید ۹ دوسرے اماموں کو بھی شامل کر کے..... ان کی معصومیت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں..... پنج تن پاک کی دلیل میں وہ حدیث ردا کا ذکر کرتے ہیں..... کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر میں.....

حضرت علی

حضرت فاطمہ

حضرت حسن

حضرت حسین

رضی اللہ عنہم اجمعین

کو اپنے ساتھ ڈھانپ کر فرمایا..... اللھم ھٰؤلاء اہل

بیتی.....الخ

دوسری طرف اہل سنت والجماعت کا یہ نظریہ ہے..... کہ قرآن کریم میں اہل بیت کی پاکیزگی و طہارت کو..... بیان کرنے والی آیت ہی کو اگر دیکھا جائے..... تو تمام شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں..... اور ہر سوال کا جواب مل جاتا ہے..... کیونکہ یہ آیت مبارکہ جہاں واقع ہے..... وہاں تذکرہ ہی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنھن کا ہو رہا ہے..... آیت کے شروع والی آیات اور بعد والی آیات میں..... مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں کوئی اور دوسرا نہیں ہے.....

تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ازواج مطہرات ہی "اہل بیت رسول" ہیں ..... پھر اگر اس بات کی مزید دلیل درکار ہو..... کہ آیا اہل بیت کا لفظ بیوی اور زوجہ کے لئے بولا جا سکتا ہے..... تو قرآن کریم کے بارھویں پارہ میں سورہ ھود کی آیت نمبر ۷۳ میں صاف طور پر موجود ہے کہ جو فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے..... انہوں نے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کو مخاطب کر کے جب بیٹے کی خوشخبری دی ..... تو وہ تعجب کرتے ہوئے فرمانے لگیں۔ ء الد وانا عجوز و ھذا بعلی شیخا.....

کیا میں اب بچہ جنوں گی جبکہ میں بانجھ ہو چکی ہوں اور یہ میرے شوہر (ابراہیم علیہ السلام) بوڑھے ہو چکے ہیں..... تو اس کے جواب میں فرشتوں نے کہا..... اتعجبین من امر اللہ رحمتہ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت (کہ اے اہل بیت..... جب کہ آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں جاری ہیں..... تو پھر کیا آپ اس امر رب پر تعجب کرتی

ہیں).....

تو یہاں پر اللہ کے فرشتوں نے..... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کے لئے..... "اہل بیت" کا لفظ استعمال کیا ہے..... تو اب اس بات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہا کہ "اہل بیت" سے مراد آیت تطہیر میں بھی ازواج مطہرات ہیں..... باقی رہی حدیث رداء تو بعض کتب احادیث میں..... اس کی بھی وضاحت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں

حضرت علی،

حضرت فاطمہ،

حضرت حسن،

حضرت حسین

رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کو جمع کر کے

فرمایا اللھم ھولاء اہل بیتی..... تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے بھی اس چادر میں داخل ہونا چاہا..... جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو پہلے ہی شامل ہو.....

یہ بات کس قدر تعجب و حیرت کی ہے..... بلکہ شیعہ کی سینہ زوری کی ہے..... کہ شیعہ ان شخصیات کو جو نص قطعی سے اہل بیت رسول ہیں..... اس آیت تطہیر سے خارج قرار دیتا ہے..... شیعہ نے صرف اس پر بس نہیں کی بلکہ اس کے اکثر مفسرین نے..... تو کھل کر اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ "یہ آیت اس مقام کی نہیں ہے..... بلکہ خواہ مخواہ یہاں داخل کر دی گئی ہے....." (استغفر اللہ) گویا ازواج مطہرات کو "اہل بیت" کے عطا کردہ خدائی منصب سے..... معزول کرنے کے لئے

شیعہ کو قرآن کریم کی تحریف کا بھی دعویٰ کرنا پڑا..... تو وہ بغض امہات المومنین ؓ کے مرض کے باعث اس کے لئے بھی تیار ہو گیا.....

شیعہ کی اپنے مزعومہ اہل بیت کی توہین:۔

شیعہ جب بھی اہل بیت اطہار کا نام لے گا..... تو اس سے مراد

حضرت علی ؓ

حضرت فاطمہ ؓ

حضرت حسن ؓ

حضرت حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد

ان کی اولاد سے وہ باقی نو شخصیات ہوں گی..... جنہیں وہ ائمہ معصومین کے نام سے پکارتا ہے.....

چونکہ شیعہ کو انبیاء علیہم السلام ؑ ازواج مطہرات ؓ اصحاب رسول کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے..... تبرابازی کی مشق کرنے اور اٹھتے بیٹھتے اپنے مزعومہ اماموں کی زبان سے..... اصحاب رسول ؐ و ازواج مطہرات پر لعنت کرنے کی..... ایسی عادت پڑ گئی تھی کہ وہ اس بدزبانی اور بدگوئی کے مرض میں مبتلا ہو کر اس پاگل کتے کی طرح ہو گیا..... جو پاگل ہو کر (یعنی ہلکا ہو کر) پھر اپنے مالکوں ہی کو کاٹنے کے لئے لپکنے لگتا ہے.....

اب میں آپ کے سامنے چند واقعات بطور مثال پیش کرتا ہوں.....

امام جعفر کا فرمان:۔

امام جعفر کا فرمان ہے کہ ہم میں ہر ایک کے دشمن..... اہل

بیت ہی میں سے کچھ لوگ ہوتے ہیں..... دیکھئے شیعہ کی معتبر ترین کتاب احتجاج طبرسی کے ص ۱۹۷ پر امام جعفر صادق سے روایت کیا گیا ہے کہ.....

لیس منا احد الا وله عدو من اہل بیته فقیل له بنو الحسن لا یعرفون الحق قال بلی ولکن یحملهم الحسد عنهم۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۹۷)

ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ اس کے اہل بیت ہی سے کچھ لوگ اس کے دشمن نہ ہوں..... امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ حسن کی اولاد یہ نہیں جانتی کہ حق کس کا ہے..... امام نے فرمایا کہ جانتے تو ہیں مگر حسد ان کو ہماری عداوت پر آمادہ کرتا ہے.....

امام باقر کا فرمان:۔

امام باقر کا فرمان ہے کہ ہمارے شیعوں کے علاوہ سب لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں..... دیکھئے روضہ کافی کے صفحہ نمبر ۲۸۵ میں ہے.....

عن ابی حمزہ عن ابی جعفر علیه السلام .... قال والله یا ابا حمزہ ان الناس کلهم اولاد البغایا ما خلا شیعتنا

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا..... اللہ کی قسم! اے ابو حمزہ ..... سب لوگ (کنجریوں) بدکار عورتوں کی اولاد ہیں..... سوائے ہمارے شیعوں کے.....

امامت کے منکرین کا ناپاک نسب:۔

شیعہ کے عظیم ترین مجتہد ملاں باقر مجلسی نے..... اپنی کتاب بحار الانوار میں ایک باب قائم کیا ہے..... ان حبهم عليهم السلام علامه طيب الولاد ة و بغضهم علامه خبث الولاد ة ..... (بحارالانوار)

اماموں کی محبت ولادت کے پاک ہونے کی علامت ہے..... اور ان سے بغض ولادت کے ناپاک ہونے کی علامت ہے.....

اس باب کے تحت ۳۱ روایات درج کی گئی ہیں..... جن کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعوں کا نسب صحیح ہے..... اور جو لوگ منکر امامت ہیں ان کا نسب ناپاک ہے.....

سامعین محترم..... اب آپ صرف حضرت امام جعفر کی اس روایت کو پڑھ لیں..... کہ ہمارے اہل بیت سے ہمارے دشمن ہیں تو خود پتہ چل جائے گا..... کہ اب سب سے پہلے کون سا گھرانہ اس فتویٰ کی زد میں آتا ہے..... آگے چل کر میں عرض کرتا ہوں کہ کس طرح اہل بیت ہی سے ایک بھائی دوسرے بھائی کی امامت سے منکر ہوا.....

امام حسنؓ کے بارے امام جعفر کا قول:۔

امام جعفر صادق نے فرمایا..... لو توفى الحسن بن على على الزناء والرباء وشرب الخمر كان خيرا مما وفى فيه۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۹۳)

اگر حسن بن علی زنا کاری..... سود خوری..... اور شراب

نوشی کی حالت میں مرجاتے تو اس سے بہتر ہوتا جس حالت میں وہ مرے

.....

مسلمانو..... کیا اس سے بڑھ کر نواسۂ رسول..... شبیہہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ..... اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مصداق..... ان ابنی هذا سید لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین.....

کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے طفیل مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا..... حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی کوئی گستاخی ہو سکتی ہے..... شیعہ نے جس قدر منہ بھر کر گالی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دی ہے..... اس کا تصور تو کوئی بازاری آدمی بھی نہیں کر سکتا.....

دراصل شیعہ کے نزدیک حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا قصور ہی یہ ہے..... کہ انہوں نے مسلمانوں کی ان دو بڑی جماعتوں کو ..... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جمع کر دیا..... جو چھ سال تک باہم برسرپیکار رہیں..... شیعہ کو نہ تو مسلمانوں کا باہمی اتحاد ایک نظر برداشت ہوتا ہے..... اور نہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت..... اور ان کی عظمت کا سامنا کرنے کی وہ طاقت رکھتے ہیں.....

شیعہ کی دراصل خواہش یہ تھی..... کہ کسی طرح مسلمان باہم قتل و جدال میں مصروف رہیں..... بڑی حد تک وہ اس سازش میں کامیاب بھی ہوئے..... لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کی ساری سازشوں پر پانی پھیر دیا..... جس کا صلہ پھر اس گروہ نے یہ دیا کہ بطور مجبوری..... حضرت حسن کو دوسرا امام تو مان لیا..... مگر آئندہ کے لئے

ان کی اولاد سے امامت کا حصہ بھی ختم کر دیا..... اور خود انہیں ان کی زندگی میں بھی حد درجہ اذیتیں پہنچانے..... اور یا مذل المومنین (اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے) کے القاب سے نوازنے ..... اور آپ کے پہلو میں نیزہ مار کر زخم کرنے:..... آپ کے پاؤں کے نیچے سے مصلی کھینچنے..... اور آپ کو زہر تک دینے سے گریز نہ کیا..... اور آپ کی شہادت کے بعد جس طرح کی بد زبانی کر رہے ہیں..... اس کا حوالہ آپ پڑھ چکے ہیں.....

مسئلہ امامت کی آڑ میں:۔

پیغمبر اسلام کے چچا زاد بھائی..... امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا واقعہ..... عجیب و غریب انداز میں..... کتب شیعہ میں منقول ہے..... چونکہ اخیر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی..... شیعہ راوی آئمہ معصومین سے روایت کرتے ہیں..... کہ بینائی جانے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے مسئلہ امامت کے متعلقات میں ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بحث کی تھی..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مثل رسول ہونے سے انکار کر دیا تھا..... اس کی سزا میں ان کی آنکھ پھوڑ دی گئی تھی.....

اصول کافی مطبوعہ نو لکشور پریس کے ص ۱۵۰ پر..... یہ پورا واقعہ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے..... کہ ایک روز امام ممدوح بیٹھے ہوئے تھے..... یکایک خود بخود ہنسنے لگے..... اور اس قدر زور سے ہنسی آئی کہ آنکھوں میں پانی بھر آیا..... پھر لوگوں سے فرمایا کہ اس وقت مجھے ابن عباس کا ایک واقعہ یاد آگیا..... اسی پر مجھے اس قدر ہنسی آئی..... اس کے بعد امام صاحب نے اپنی اور ابن عباس کی..... ایک گفتگو اپنے

دلدادوں کو سنائی..... جس کے آخر میں یہ ہے کہ امام صاحب نے ابن عباس سے کہا.....

هذا حكم الله ليله ينزل فيها امره ان جحدتها بعد ماسمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم فادخلک الله النار كما اعمى بصرک يوم جحدتها على ابن ابى طالب عليه السلام قال فذالک عمى بصرى قال وما علمک بذالک فوالله ان عمى بصره الا من صفقته جناح الملک قال فاستضحكت ثم تركته يومه ذالک لسخافه عقله ثم لقيته فقلت يابن عباس ما تكلمت بصدق مثل امس قال لک على بن ابى طالب عليه السلام ان ليله القدر فى كل سنه وانه ينزل فى تلک الليله امر السنه ان لذالک ولاه بعد رسول الله صلى الله عليه و له وسلم فقلت من هم قال انا واحد عشر من صلبى انمه محدثون فقلت لا اراها كانت الا مع رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فتبدى لک الملک الذى يحدثه فقال كذبت يا عبدالله رات عيناى الذى حدثک به على ولم ترعيناه ولكن وعا ة قلبه ووقر فى سمعه ثم صفقک بجناحه فعميت قال و قال ياابن عباس ما اختلفنا فى شى ء فحكمه الى الله فقلت له فهل حكم الله فى حكم من حكمه بامرين قال لا فقلت ههنا هلكت واهلكت○

(ترجمہ) ایسا ہی ہے حکم اللہ کا اس رات میں جس میں اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے..... اگر تم اس بات کا انکار کرو گے بعد اس کے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکے ہو..... تو اللہ تم کو دوزخ میں داخل کر دے گا..... جس طرح تمہاری آنکھ خدا نے اس دن پھوڑ دی تھی جس دن تم

نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اس کا انکار کیا تھا..... ابن عباس نے کہا ہاں آنکھ تو میری اسی وجہ سے پھوٹ گئی ..... پھر امام صاحب نے فرمایا کہ تم اس واقعہ کو کیا جانو اللہ کی قسم ابن عباس کی آنکھ فرشتے کے پر مارنے کی وجہ سے پھوٹی تھی..... امام صاحب فرماتے ہیں پھر مجھے ہنسی آگئی پھر اس کے بعد میں نے ابن عباس سے بات کرنا چھوڑ دی..... کیونکہ وہ بڑا بے وقوف شخص تھا..... مگر ایک دن پھر ملاقات ہو گئی تو میں نے کہا اے ابن عباس..... تم ویسا سچ کبھی نہیں بولے جیسا کل بولے تھے (مجھے تمہارا سارا واقعہ معلوم ہے) تم سے علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کہا تھا کہ لیلتہ القدر ہر سال میں ہوتی ہے..... اور اس رات میں سال بھر کے احکام نازل ہوتے ہیں..... اور یہ بات بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ائمہ کو حاصل ہے..... پھر تم نے اے ابن عباس حضرت علی سے پوچھا کہ وہ ائمہ کون ہیں..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اور گیارہ شخص میری اولاد سے..... یہی آئمہ ہیں جن سے فرشتے باتیں کرتے ہیں..... تو اے ابن عباس تم نے کہا کہ میں تو یہ بات (یعنی نزول احکام) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص سمجھتا ہوں..... پس فورا" وہ فرشتہ نمودار ہو گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتا تھا..... اور اس نے کہا کہ اے عبداللہ بن عباس تو جھوٹا ہے..... میری آنکھوں نے اس چیز کو دیکھا ہے جو تجھ سے علی نے بیان کی حالانکہ فرشتے کی آنکھ نے نہیں دیکھا تھا..... بلکہ اس کے دل نے یاد کر لیا تھا..... اور اس کے کان میں یہ بات پڑی ہوئی تھی..... پھر فرشتے نے اپنا پر مار دیا اور تم اندھے ہو گئے..... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس جس بات میں بھی ہمارا اختلاف ہو جائے..... اس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہو جاتا ہے (تو تم نے منکر بن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے کہا کہ کیا اللہ کا کوئی فیصلہ کسی معاملے میں دو رنگا ہوتا ہے..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا..... نہیں (امام صاحب فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد میں نے ابن عباس سے کہہ دیا کہ تم خود بھی ہلاک ہوئے..... اور دوسروں کو بھی ہلاک کرتے ہو.....

محترم سامعین..... بخدا لگتی بات تو یہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے فرمائی..... وہ اپنی جگہ پر بالکل صحیح تھی کہ نزول احکام کا سلسلہ حضور علیہ السلام کے بعد بند ہے ..... اب کسی امام پر کوئی احکام لیلتہ القدر میں نازل نہیں ہوتے ہیں ..... مگر یہاں قانون ہی الٹ ہے کہ فرشتہ نے الٹا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی کی آنکھ ضائع کردی..... اور ادھر حضرت امام باقر کا حال دیکھئے کہ وہ اپنے دادا کے ہم عصر..... مفسر قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کمزور عقل والا..... اور جہنمی تک قرار دے رہے ہیں..... واضح رہے کہ علامہ قزوینی نے شرح صافی میں "ہلکت واہلکت" کا معنی جہنمی شدی و جہنمی کردی لکھا ہے..... اس روایت پر غور کریں اور سوچیں.....

کیا خاندان رسول کے برگزیدہ لوگوں کا ایسا کردار ہو سکتا ہے ..... ہرگز نہیں یہ محض ان پر افتراء باندھا گیا ہے.....

مسئلہ امامت میں خود آئمہ کا جھگڑا:۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب زمانہ امام زین العابدین کی امامت کا آیا..... تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام زین العابدین کے چچا حضرت محمد بن حنفیہ نے خود اپنی امامت کا دعویٰ

کیا..... اور اپنے بھتیجے کی امامت تسلیم نہ کی..... اور بھتیجے سے فرمایا کہ بہ نسبت تمہارے میں زیادہ مستحق ہوں..... تم ابھی کم سن ہو میں تمہارا چچا ہوں..... مگر امام زین العابدین نے ایک نہ مانی اور اپنے چچا سے کہا کہ دیکھو میری امامت میں نزاع مت کرو..... ورنہ تمہاری عمر کم ہو جائے گی..... غرض کہ چچے اور بھتیجے میں خوب چلی..... بالآخر امام زین العابدین نے بزور اعجاز..... حجر اسود سے اپنی امامت کی گواہی دلوا کر چچا صاحب کو شکست دی.....

یہ قصہ بھی شیعوں کی معتبر و مستند کتابوں میں موجود ہے..... اصول کافی اور احتجاج طبرسی کے ص ۱۶۲ میں یہ روایت ہے..... جس کو ہم احتجاج سے نقل کرتے ہیں.....

روی عن ابی جعفر الباقر علیه السلام قال لما قتل الحسین ابن علی ارسل محمد بن الحنفیه الی علی ابن الحسین فخلا به ثم قال یا ابن اخی قد علمت ان رسول الله کان جعل الوصیه والامامه من بعده لعلی بن ابی طالب ثم الی الحسن ثم الی الحسین وقد قتل ابوک رضی الله عنه وصلی علیه ولم یوص وانا عمک و صنو ابیک و ولادتی من علی فی سنی وقدامتی انا احق بها منک فی حداثتک فلا تنازعنی الوصیه والامامه ولا تخالفنی فقال له علی ابن الحسین علیهما السلام اتق الله ولا تدع مالیس لک بحق انی اعظک ان تکون من الجاهلین○ یاعم ان ابی صلوات الله علیه اوصی الی قبل ان یتوجه الی العراق و عهد الی فی ذلک قبل ان یستشهد بساعه و هذا سلاح رسول الله عندی فلا تعرض لهذا فانی اخاف علیک بنقص

العمر و تشتت الحال وان الله تبارک وتعالی ابی ان لا یجعل الوصیه والامامه الا فی عقب الحسین ○

فان اردت ان تعلم فانطلق بنا الی الحجر الاسود حتی نتحاکم الیه ونسئاله عن ذالک قال الباقر علیه السلام وکان الکلام بینهما و هما یومئذ بمکه فانطلقا حتی اتیاالحجر الاسود فقال علی بن الحسین لمحمد ابتدئی فابتهل الی الله واسئاله ان ینطق لک ثم سله فابتهل محمد فی الدعاء وسئل الله ثم دعا الحجر فلم یجبه فقال علی ابن الحسین اما انک یا عم لو کنت وصیا واماما لاجابک فقال له محمد فادع انت یاابن اخی فدعاالله علی بن الحسین بما اراد ثم قال اسئالک بالذی جعل فیک میثاق الانبیاء و میثاق الاوصیاء و میثاق الناس اجمعین لما اخبرتنا بلسان عربی مبین من الوصی الامام بعد الحسین بن علی فتحرک الحجر حتی کاد ان یزول عن موضعه ثم انطلقه الله بلسان عربی مبین فقال اللهم ان الوصیه والامامه بعدالحسین بن علی بن ابی طالب الی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب وابن فاطمه بنت رسول الله فانصرف محمد و هو یتولی علی بن الحسین ○

ترجمہ :۔ ابو جعفر یعنی امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا..... جب حسین بن علی شہید ہو گئے..... تو محمد بن حنفیہ نے امام زین العابدین کو بلوا بھیجا..... اور ان سے تنہائی میں ملاقات کی..... پھر ان سے کہا کہ اے میرے بھائی کے لڑکے ..... تم جانتے ہو کہ رسول خدا نے وصیت وامامت اپنے بعد علی بن ابی طالب کے لئے مقرر کی

تھی..... پھر علی کے بعد حسن کے لئے..... پھر حسین کے لئے.....
اور تمہارے والد (حسینؓ) شہید ہو گئے اللہ ان سے راضی ہو اور ان پر اپنی رحمت نازل کرے..... اور انہوں نے کسی کو اپنا وصی نہیں بنایا.....
اور میں تمہارا چچا ہوں اور تمہارے باپ کے برابر ہوں..... اور میری پیدائش علی سے ہے اور میرا سن بھی تم سے زائد ہے..... میں امامت کا بہ نسبت تمہارے زیادہ حق دار ہوں..... تم ابھی نو عمر بھی ہو لہٰذا وصیت و امامت کے متعلق مجھ سے نزاع نہ کرو..... اور میری مخالفت نہ کرو تو ان سے علی بن حسینؓ (زین العابدین) علیہ السلام نے کہا کہ اللہ سے ڈرو.....
اور اس چیز کا دعویٰ مت کرو..... جس کا تم کو حق نہیں ہے..... میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے مت بنو..... اے میرے چچا بہ تحقیق میرے باپ نے اللہ کی رحمتیں ان پر ہوں مجھے وصی بنا دیا تھا.....
قبل اس کے کہ عراق کی طرف جائیں اور شہید ہونے سے کچھ پہلے مجھے احکام بھی دے دیئے تھے..... اور یہ ہتھیار ہیں رسول اللہ ﷺ کے میرے پاس لہٰذا (اے چچا) تم اس معاملہ کو نہ چھیڑو ورنہ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تمہاری عمر کم ہو جائے گی..... اور تم پریشان حال ہو جاؤ گے..... بہ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے قسم کھالی ہے کہ وصیت اور امامت سوا اولاد حسین کے اور کسی کو نہ دے گا.....

پھر اگر تم اس بات کو جاننا چاہتے ہو تو میرے ساتھ حجر اسود کے پاس چلو..... ہم دونوں اس کو حکم بنائیں اور اس سے اس معاملہ کو پوچھیں..... امام باقر علیہ السلام فرماتے تھے..... کہ یہ گفتگو ان دونوں کے درمیان میں جب ہوئی..... تو وہ دونوں مکہ میں تھے پس وہ دونوں حجر اسود کے پاس گئے..... تو زین العابدین نے محمد سے کہا کہ تم ابتداء کرو اللہ

کے سامنے گڑگڑاؤ..... اور یہ درخواست کرو کہ تمہارے لئے حجر اسود گویائی عطا فرمائے..... پھر حجر اسود سے (اس معاملے کو) پوچھو.....

چنانچہ محمد بن حنفیہ نے دعا میں بہت گریہ و زاری کی..... اور اللہ سے درخواست کی پھر حجر اسود کو پکارا..... لیکن حجر اسود نے جواب نہ دیا تو امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے چچا..... اگر تم وصی اور امام ہوتے تو حجر اسود ضرور تم کو جواب دیتا..... پھر محمد بن حنفیہ نے کہا کہ اچھا اے بھتیجے تم اللہ سے دعا کرو.....

چنانچہ امام زین العابدین نے اللہ سے جو ان کی مراد تھی دعا مانگی..... پھر فرمایا کہ اے حجر اسود تجھ سے پوچھتا ہوں اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تیرے اندر نبیوں کا عہد و پیمان..... اور وصیوں کا عہد و پیمان..... اور تمام لوگوں کا عہد و پیمان رکھا ہے..... کہ تو ہم کو صاف عربی زبان میں بتادے کہ حسین بن علی کے بعد وصی اور امام کون ہے.....

پس حجر اسود نے جنبش کی یہاں تک کہ قریب تھا کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے..... پھر اس کو اللہ نے صاف عربی زبان میں گویائی عطا فرمائی..... اور اس نے کہا کہ بار خدایا تحقیق وصیت اور امامت حسین ابن علی بن ابی طالب کے بعد علی کے لئے ہے..... جو بیٹے ہیں حسین بن علی بن ابی طالب کے..... اور بیٹے ہیں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے..... پس محمد بن حنفیہ لوٹ گئے..... اس حال میں کہ وہ امام زین العابدین سے محبت کرتے تھے.....

سامعین کرام..... اس روایت میں جو چیز حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ مسئلہ امامت سے بے خبر نہ تھے..... اصول کافی کی روایت اسی خامس کے نمبر اول میں نقل کی جاچکی ہے..... جس میں یہ

اچھوتا مضمون ہے کہ "مسئلہ امامت بطور راز کے اللہ نے جبرائیل سے بیان کیا..... اور جبرائیل نے بطور راز کے رسول ﷺ سے بیان کیا..... اور رسول نے بطور راز کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے چاہا یعنی جس کو اہل دیکھا اس سے بطور راز کے بیان کیا..... اس روایت زیر بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل تھے.....

لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ سے ان کو باخبر کردیا تھا ..... مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ صرف امام حسین تک کے اماموں سے واقف تھے..... آگے ہونے والے آئمہ کی ان کو خبر نہ تھی..... نیز اس سے بھی ناواقف تھے کہ خدا قسم کھا چکا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کے سوا کسی کو امامت نہ دے گا..... ورنہ وہ نہ اپنے لئے امامت کا دعویٰ ان غلط دلائل کی بناپر کرتے کہ میں علی کا بیٹا ہوں..... کبیر السن اور تجربہ کار ہوں..... اور نہ امام زین العابدین کی امامت سے انکار کرتے..... یا یہ بات ہو کہ محمد بن حنفیہ جانتے سب کچھ تھے..... مگر جس طرح امام حسن کی اولاد حاسد تھی..... اور حسد کی وجہ سے امام حسین کی اولاد سے بغض و عناد رکھتی تھی ..... آئمہ کی امامت کا انکار کرتی تھی..... اسی طرح محمد بن حنفیہ حسد کی وجہ سے بغاوت پر کمربستہ ہوگئے تھے.....

دوسری حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام زین العابدین نے اپنے والد کی وصیت کی رو سے اپنے کو امام قرار دیا..... یہ کیوں نہ کہا کہ خدا کی طرف سے بارہ اماموں کا تقرر ہو چکا ہے..... رسول ﷺ کے سامنے ہی یہ مسئلہ طے ہو چکا تھا..... بارہ اماموں کے نام سربمہر لفافے خدا کی طرف

سے..... جبرائیل نے لاکر رسول اللہ ﷺ کو دیئے تھے..... اور رسول نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تھے..... ان لفافوں میں میرے نام کا بھی ایک لفافہ ہے.....

بہرحال اس روایت سے یہ تو ثابت ہوگیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر محمد بن حنفیہ امام چہارم کی امامت کے منکر تھے..... اور اپنی امامت کے مدعی تھے..... اور کتب شیعہ میں یہ بات مسلم طور پر مذکور ہے کہ جو شخص امامت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے..... خواہ علوی یا فاطمی ہی کیوں نہ ہو..... لہٰذا محمد بن حنفیہ کا کفر تو قابل انکار نہ رہا..... اب اس کفر کے بعد ان کا تائب ہونا صراحتاً کہیں منقول نہیں..... اس روایت کے آخری لفظ سے استنباط کرلینا قابل التفات نہیں ہو سکتا.....

اس پوری روایت کا مطالعہ کرنے والا شخص اس بات کو بہرحال سوچنے پہ مجبور ہو جاتا ہے..... کہ حضرت زین العابدین نے اپنے چچا کو نہ تو قرآن و حدیث کے ذریعہ قائل کرنے کی کوشش کی..... اور نہ ہی وہ تختی پڑھائی جس پر آئمہ کے نام تھے..... اور نہ انہیں کسی ایسی نشانی کا کوئی ٹکڑا دکھایا..... جو آئمہ کو ایک دوسرے سے وراثتاً ملتا ہے..... تاکہ وہ اسے دیکھتے اور مطمئن ہو جاتے..... اور انہیں حجر اسود سے فیصلہ ہی نہ لینا پڑتا.....

مختار ثقفی محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا:۔

شیعہ کی اسماء الرجال کی مستند ترین کتاب رجال کشی میں ہے:

المختار هو الذی دعا الناس الی محمد بن علی بن ابی طالب ابن الحنفیه و سمو الکیسانیه و هم المختاریه و کان لقبه

کیسان، وکان لا یبلغه عن رجل من اعداء الحسین (ع) انه فی دار او فی موضع الاقصده فهدم الدار باسرها و قتل کل من فیها من ذی روح، وکل دار بالکوفه خراب فهی مما هدمها۔ (رجال کشی ص ۱۲۷)

ترجمہ:۔ "اور مختار وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو محمد بن علی بن ابی طالب ابن الحنفیہ) کی امامت کی دعوت دی..... اس کی پارٹی کو "کیسانیہ" اور "مختاریہ" کہا جاتا ہے۔ کیسان خود اسی کا لقب تھا.....اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دشمنوں میں سے کسی شخص کے بارے میں..... جب اس کو یہ خبر پہنچتی کہ وہ فلاں مکان میں یا فلاں جگہ میں ہے..... یہ فوراً وہاں پہنچ جاتا..... پورے مکان کو منہدم کردیتا اور اس میں جتنی ذی روح چیزیں موجود ہوتیں..... سب کو قتل کردیتا..... کوفہ میں جتنے مکان ویران ہیں یہ سب اسی کے ڈھائے ہوئے ہیں..... مختار کذاب تھا..... حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا تھا.....

چنانچہ رجال کشی میں ہے کہ.....

۱۹۸۔ محمد بن الحسن وعثمان بن حامد، قالا حدثنا محمد بن یزداد الرازی، عن محمد بن الحسین بن ابی الخطاب، عن عبدالله المزخرف، عن حبیب الخشعمی، عن ابی عبدالله (ع) قال کان المختار یکذب علی علی بن الحسین (علیهما السلام) (رجال کشی.... صفحہ ۱۲۵)

ترجمہ: "امام صادق فرماتے ہیں کہ مختار، حضرت امام زین العابدین کے نام پر جھوٹ بکتا تھا"..... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا..... لیکن عجائبات میں سے ہے کہ امام زین العابدین "علی" بن حسین رضی اللہ عنہ اس کذاب کے حق میں..... "جزاه الله خیرا" فرماتے

تھے..... کیونکہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لیا تھا"..... (رجال کشی صفحہ ۱۲۷)

اور ان کے صاحب زادے امام محمد باقر اس بدبخت کے لئے دعائے رحمت فرماتے تھے..... (ایضا"... صفحہ ۱۲۶)

نور اللہ شوشتری مجالس المومنین میں لکھتے ہیں..... "مختار بن ابی عبید ثقفی رحمہ اللہ' علامی حلی اور از جملہ مقبولاں شمردہ"..... (مجالس المومنین مطبوعہ تہران صفحہ ۱۵ بحوالہ نصیحت الشیعہ صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ:۔ "مختار بن ابی عبید ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ..... علامہ حلی نے اس کو مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار کیا ہے۔"

سامعین محترم..... یہیں سے حضرات امامیہ کی انصاف پسندی و دانشمندی اور اہل بیت اطہار سے ان کی محبت کا اندازہ ہوجاتا ہے..... کہ امام معصوم حضرت حسن رضی اللہ عنہ جس شخصیت سے صلح کرتے ہیں..... اور امامین معصومین حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں..... یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... وہ تو ان کے نزدیک "لعنتہ اللہ علیہ" ہے.....

چنانچہ حسنینؓ کی بیعت کا واقعہ رجال کشی میں امام صادقؒ سے اس طرح نقل کیا ہے.....

حدثنا محمد بن عبدالحمید العطار الکوفی' عن یونس بن یعقوب' عن فضیل غلام محمد بن راشد' قال سمعت اباعبداللہ (ع) یقول ان معاویہ کتب الی الحسن بن علی (صلوات اللہ علیہما) ان اقدم انت والحسین و اصحاب علی! فخرج معھم قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری و قدموالشام' فاذن لھم معاویہ واعدلھم

الخطباء' فقال یاحسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین (ع) قم فبایع فقام فبایع۔ (رجال کشی ص۱۱۰)

ترجمہ:۔ "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ آپ اور آپ کے ساتھ..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ تشریف لائیں..... چنانچہ دونوں کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری شام گئے..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی..... اور ان کے لئے خطباء تیار کئے..... پھر کہا' اے حسن! اٹھ کر بیعت کیجئے..... آپ اٹھے اور بیعت کی..... پھر کہا اے حسین رضی اللہ عنہ اٹھ کر بیعت کیجئے..... چنانچہ وہ بھی اٹھے اور بیعت کی"۔.....

الغرض..... حضرات امامین ہمامین الحسن رضی اللہ عنہ والحسین رضی اللہ عنہ نے جس شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کی..... شیعہ صاحبان اس کو تو "لعنت اللہ علیہ" سے یاد کرتے ہیں..... اور جس ملعون نے نبوت کا دعویٰ کیا..... اور وہ ائمہ پر جھوٹا طوفان باندھتا تھا..... یعنی مختار کذاب' وہ ان کے نزدیک "رحمتہ اللہ علیہ" ہے..... اور اسے مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار کرتے ہیں..... انا للہ وانا الیہ راجعون.....

امام باقر کے بھائی کا امام باقر کی امامت سے انکار:۔

امام زین العابدین کے بعد جب امام باقر کا عہد امامت شروع ہوا ..... تو ان کے بھائی حضرت زید شہید نے ان کی امامت سے انکار کر کے ..... خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا..... اور صرف بھائی ہی کی امامت کا انکار نہیں بلکہ اپنے بھتیجے جعفر صادق کی امامت سے بھی ان کو انکار رہا..... شیعہ مصنفوں نے حضرت زید شہید کا قصہ خوب رنگ آمیزی کے ساتھ بیان

کیا ہے.....

چنانچہ اصول کافی مطبوعہ نو لکشور پریس لکھنؤ صفحہ ۱۰۰ میں ایک بڑے مخلص شیعہ..... اور صحابی امام یعنی جناب احول صاحب کی اور زید شہید کی گفتگو اس طرح منقول ہے.....

عن ابان قال اخبرنی الاحول ان زید بن علی بن الحسین بعث الیه و هو مستخف قال فاتیته فقال لی ابا جعفر ما تقول ان طرقک طارق منا اتخرج معه قال فقلت ان کان اباک او اخاک خرجت معه قال فقال لی فانا ارید ان اخرج و اجاهد هولاء القوم فاخرج معی قال قلت لا ما افعل قال لی اترغب بنفسک عنی فقلت له انما هی نفس واحد ة فان کان لله فی الارض حجته فالمتخلف عنک ناج والخارج معک هالک وان لایکن لله حجه فی الارض فالمتخلف عنک والخارج معک سواءO

"ابان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے احول نے بیان کیا ..... کہ زید فرزند امام زین العابدین نے مجھے بلا بھیجا..... ایسے وقت میں کہ وہ (بادشاہ وقت کے خوف سے) روپوش تھے..... چنانچہ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے احول تم کیا کہتے ہو..... اگر کوئی آدمی ہم میں سے تمہارے پاس جائے تو کیا تم اس کے ساتھ (بادشاہ وقت سے) لڑنے کے لئے نکلوگے..... تو میں نے کہا کہ اگر آپ کے والد یا آپ کے بھائی ہوتے تو میں ان کے ساتھ نکلتا..... زید نے کہا (اچھا اب میں صاف کہتا ہوں) میں خود خروج کا اور اس قوم سے جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم میرے ساتھ نکلو..... احول صاحب فرماتے ہیں میں نے کہا نہیں

میں ایسا نہ کروں گا..... زید نے مجھ سے کہا کہ کیا تم جان کو مجھ سے عزیز رکھتے ہو..... میں نے ان سے کہا کہ میری جان تو ایک جان ہے (اس کا عزیز رکھنا ہی کیا) مگر بات یہ ہے کہ اگر زمین میں اللہ کی کوئی حجت موجود ہے..... تو پھر تمہارے ساتھ نہ جانے والا ہلاک ہوگا..... اور اگر اللہ کی کوئی حجت زمین میں نہیں..... تو پھر تمہارے ساتھ جانے والا اور نہ جانے والا دونوں یکساں ہیں....."

حضرت زید شہید نے میاں احول صاحب کو یہ سمجھ کر بلایا ہوگا کہ یہ میرے والد ماجد کا مخلص فدائی ہے..... ایسے نازک وقت میں ضرور میرا ساتھ دے گا..... مگر احول صاحب کی بے وفائی اور غداری کی تقریر سن کر خدا جانے کیسی دل شکستگی ان کو ہوئی ہوگی..... خیر یہ تو جو ہونا تھا وہ ہوا مگر احول صاحب کی تقریر دلپذیر سن کر ان کے حیرت کی کوئی حد نہ رہی..... کیونکہ ان بیچارے کے کان اس سے بالکل ناآشنا تھے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی بھی اللہ کی حجت ہے..... وہ قرآن مجید میں یہ آیت پڑھ چکے ہوں گے..... لئلا یکون للناس علی اللہ حجہ بعد الرسل (سورہ النساء ایت ۱۶۵)

حضرت زید رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم ہوگئی..... اور انہیں کی ذات کامل الصفات قیامت تک کے لئے حجت ہے..... اور بس چنانچہ حضرت زید نے اپنی حیرت کا اظہار ان لفظوں میں فرمایا.....

قال فقال لی یا ابا جعفر کنت اجلس مع ابی علی الخوان فیلقمنی المضغہ السمینہ ویبرد لی اللقمہ الحارۃ حتی تبرد شفقہ علی ولم یشفق علی من حر النار اذا اخبرک بالدین ولم یخبرنی بہ○

احول کہتے ہیں پھر مجھ سے زید نے کہا اے احول میں اپنے والد کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا تھا..... تو وہ مجھے چکنی بوٹی کھلاتے تھے.....اور میرے لئے گرم لقمے کو ٹھنڈا کرتے تھے تاکہ وہ ٹھنڈا ہو جائے..... یہ شفقت ان کو مجھ پر تھی..... مگر انہوں نے دوزخ کی آگ کا خوف میرے لئے نہ کیا..... کہ دین سے تجھ کو باخبر کیا اور مجھے خبر نہ دی.....

حضرت زید کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہوا..... کہ اے احول میرے والد مجھ سے اس قدر محبت کرتے تھے..... کہ گرم لقمہ مجھے ٹھنڈا کرکے کھلاتے تھے..... مگر تعجب ہے کہ دنیا کی آگ سے تو انہوں نے مجھے بچا لیا..... لیکن دوزخ کی آگ سے بچانے کی کچھ فکر نہ کی..... دین سے مجھے بے خبر رکھا..... یعنی مسئلہ امامت کی تجھے تعلیم دی اور مجھ سے چھپایا..... یہ ایک لاجواب بات تھی اگر بجائے احول صاحب کے کوئی دوسرا ہوتا..... تو شرمندگی سے اس کا رنگ فق ہو جاتا اور سر جھکا لیتا..... مگر مذہب شیعہ کے مصنفین ایسے کچے نہ تھے..... سچ ہے کہ عیب کردن راہنر باید.....

دیکھئے احول صاحب فوراً کیسا چلتا ہوا فقرہ جواب میں فرماتے ہیں.....

فقلت له جعلت فداک من شفقته علیک من حرالنار لم یخبرک خاف علیک الا تقبله تدخل النار واخبرنی فان قبلت نجوت وان لم اقبل لم یبال ان ادخل النارO

میں نے زید سے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں..... آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے انہوں نے آپ کو اس مسئلہ کی خبر نہ دی ..... ان کو اندیشہ ہوا کہ اگر آپ قبول نہ کریں گے تو دوزخ میں جائیں

گے..... اور مجھے اس مسئلہ کی خبر دی کہ اگر قبول کر لوں تو نجات پاؤں..... اور نہ قبول کروں تو میرے دوزخ میں جانے کی ان کو کچھ پرواہ نہ تھی.....

جناب احول صاحب کے اس جواب سے ایک نفیس بات یہ معلوم ہوئی کہ آئمہ معصومین علیہم السلام .....جس سے محبت رکھتے تھے اس کو مسئلہ امامت کی تعلیم نہ دیتے تھے کہ کہیں وہ انکار کر کے دوزخی نہ ہو جائے.....

حضرت زید شہید کا امام باقر سے مباحثہ:۔

اصول کافی میں ایک لمبی روایت ہے..... جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زید شہید اہل کوفہ کے خطوط لے کر..... اپنے بھائی امام باقر کے پاس گئے..... ان خطوط میں لڑائی کی ترغیب دی گئی تھی..... اور رفاقت کا وعدہ تھا..... امام باقر نے پوچھا کہ یہ خطوط ان لوگوں نے تمہارے کسی خطوط کے جواب میں بھیجے ہیں..... یا ابتداء لکھے ہیں..... زید شہید نے کہا کہ ابتداء" لکھے ہیں..... کیونکہ وہ قرابت رسول کے حقوق سے باخبر ہیں..... اور ہم لوگوں کی اطاعت و محبت کو ضروری سمجھتے ہیں..... اس پر امام باقر نے فرمایا کہ اللہ کا حکم یہ ہے کہ محبت تو ہم سب کی ضروری ہے..... مگر اطاعت ہم میں سے صرف ایک کی لازم ہے..... مطلب یہ تھا کہ اطاعت صرف میری واجب ہے..... امام باقر نے یہ بھی فرمایا کہ ہم حسین کے بعد سے تا آخر الزمان ہر امام کو حکم ہے کہ صبر کرے اور تقیہ سے کام لے..... اس کا جو جواب حضرت زید شہید نے دیا وہ اس قدر مدلل تھا کہ پھر اس کا جواب نہ ہو سکا..... روایت مذکورہ کا آخری حصہ صفحہ مذکور

میں یہ ہے.....

فغضب زید عند ذالک ثم قال لیس الامام منا من جلس فی بیته وارخی ستره وثبط عن الجهاد ولکن الامام من منع حوزته و جاهد حق جهاده ودفع عن رعیته وذب عن حریمه○ (اصول کافی ص ۲۲۴)

پھر زید شہید اس وقت غصے میں آگئے..... اور انہوں نے کہا کہ ہم سے امام وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے..... اور پردہ ڈال لے اور جہاد سے کنارہ کشی کرے..... بلکہ امام وہ ہے جو اپنے حلقے کی حفاظت کرے اور جہاد کرے جیسا کہ حق ہے جہاد کرنے کا..... اور اپنی رعیت سے دشمن کے شر کو دفع کرے..... اور اپنے حریم سے (بیگانوں کو) ہانکے.....

سامعین محترم..... اس کے بعد حضرت زید شہید نے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ..... والی عراق کے خلاف خروج کیا..... شیعہ میں سے تیس ہزار افراد نے عین موقع پر ان سے بے وفائی کی..... اور حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی سنت پھر تازہ ہوئی..... حضرت زیدؒ نے جام شہادت نوش کیا..... ان کی امامت کے قائلین زیدیہ کہلاتے ہیں..... اور بعض ان میں سے حضرت زید شہید کی مہدویت کے قائل ہیں.....

مسئلہ امامت امام جعفر صادق:۔

اما جعفر صادق کے مقابلہ میں ان کے چچا اور بھائیوں نے بھی..... محمد نفس زکیہ کی امامت کو قبول کیا..... اور ان کا ساتھ امام ابو حنیفہ و امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دیا.....

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نواسے..... حضرت عبداللہ محض جن کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھیں..... اور بڑے متقی اور زاہد اور بڑے عالم دین تھے..... اس مسئلہ امامت کی بدولت ان کی امام جعفر صادق سے خوب چلی..... یہ اپنے بیٹے محمد کو جو بوجہ اپنے تقدس کے نفس زکیہ کے لقب سے ملقب تھے..... امام بنانا چاہتے تھے..... اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ خود اپنی امامت قائم کرنا چاہتے تھے.....

حضرت عبداللہ محض نے بار بار امام جعفر صادق سے جا کر کہا کہ تم میرے بیٹے کی بیعت کر لو..... مگر امام جعفر صادق نے نہ مانا..... آخر حضرت عبداللہ کو غصہ آیا اور انہوں نے فرمایا کہ امام حسن نے امامت اپنی اولاد کو نہ دی..... بلکہ اپنے بھائی حسین کو دی تو حسین کو کیا حق تھا کہ وہ امامت کو اپنی اولاد کی طرف منتقل کریں..... یہ پورا قصہ اصول کافی مطبوعہ نو لکشور پریس لکھنؤ میں منقول ہے..... حضرت عبداللہ محض کے ساتھ امام حسن رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد متفق تھی..... اور دوسری طرف امام جعفر صادق اکیلے تھے..... حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد بھی سب ان کے ساتھ نہ تھی..... حتی کہ ان کے بھائی اور چچا بھی ان کے خلاف تھے.....

سامعین محترم..... ایک قابل عبرت بات اس موقع پر یہ بھی [illegible] دینے کی ہے..... کہ شیعہ محب اہل بیت ہونے کا دعویٰ تو بہت کرتے ہیں..... لیکن موقع پر جیسی وفاداری ان سے ظہور میں آتی رہی سب جانتے ہیں..... ابھی احول صاحب کی اور زید شہید کی گفتگو پہلے ہو چکی ہے..... لیکن اہل سنت والجماعت نے ہمیشہ ایسے مواقع میں.....

وفاداری اور جاں نثاری کا جو منظر پیش کیا ہے..... وہ صفحات تاریخ میں قیامت تک چمکتا رہے گا.....

چنانچہ امام ابو حنیفہ و امام مالک رحمھم اللہ تعالیٰ یہ دونوں جلیل القدر امام حضرت محمد ملقب بہ نفس زکیہ کے ساتھ تھے..... اور اس ساتھ دینے پر دونوں جلیل القدر اماموں نے بہت ایذائیں اٹھائیں ..... علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی کی اسی روایت کی شرح لکھتے ہیں.....

پس ظاہر شد محمد بن عبداللہ و مجمع شدند مردم برائے او اختلاف نہ کردہ برو ہیچ یک از قریش کہ مدنی بود نہ ہیچ یک از اہل مدینہ و مثل ابو حنیفہ کہ بہ سبب ایں در زندان منصور دوانیقی مردو مثل مالک بن انس کہ بسبب ایں عیسی بن موسی اورا زد۔

ترجمہ:۔ پھر عبداللہ محض کے بیٹے محمد ظاہر ہوئے..... اور لوگ ان کے لئے جمع ہوئے..... اور ان کی امامت میں کسی قریشی نے جو مدینے کا رہنے والا تھا..... نیز مدینہ کے کسی رہنے والے نے اختلاف نہیں کیا..... اور ابو حنیفہؒ جیسے شخص انہیں کے سبب منصور دوانیقی (خلیفہ وقت) کے قید خانہ میں انتقال کر گئے..... اور مالک بن انسؒ جیسے شخص کو انہیں کے سبب عیسیٰ بن موسیٰ نے مارا پیٹا.....

اس موقع پر کیا ہی کسی نے عجیب بات کہی ہے کہ.....

مقتل سے اپنی یاری ہے ہر وار پرانا لگتا ہے
صدیوں سے کٹنا عادت ہے اب دار پرانا لگتا ہے
تم سنگ اٹھاؤ یا پتھر ہمیں بات جو ہے وہ کہنی ہے
یہ ظلم و تشدد سرکاری سرکار پرانا لگتا ہے

سامعین محترم..... ذیل میں شیعان علی کے درمیان ہونے

والے اختلافات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے.....

پہلا اختلاف:۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شیعان علی پانچ گروہوں میں بٹ گئے.....

پہلا گروہ..... حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے سبب سے عقیدہ امامت بھی چھوڑ گیا..... دوسرا گروہ..... حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہو گیا..... مختار ثقفی اس گروہ میں شامل تھا.....

تیسرا گروہ..... امام زین العابدین کی امامت کا قائل ہوا

.....

چوتھا گروہ..... امام حسین رضی اللہ عنہ پر امامت ختم ہونے کا قائل ہوا اور کہا امام صرف تین ہی تھے.....

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

پانچواں گروہ..... اس بات کا قائل ہوا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے..... جو بھی امامت کے لئے کھڑا ہو کر دعوت دے..... وہ امام ہے..... اور جو گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے..... وہ اور اس کے پیروکار مشرک ہیں.....

(تلخیص از فرقہ الشیعہ تالیف علامہ نوبختی)

دوسرا اختلاف:۔

امام زین العابدین کے انتقال کے بعد شیعہ دو حصوں میں بٹ گئے.....

پہلا گروہ..... زید بن زین العابدین (المعروف زید شہید) اور ان کے پیروکار.....ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی.....

دوسرا گروہ..... حضرت امام باقر جن کے پیروکار گنتی کے چند آدمی رہ گئے تھے.....اور ان میں بقول امام جعفر.....

زرارہ

محمد بن مسلم

ابو بصیر لیث مرادی

بریدہ بن معاویہ عجلی

خاص الخاص تھے..... انہی سے شیعہ تعلیمات نے فروغ حاصل کیا.....

تیسرا اختلاف:۔

امام باقر کے بعد شیعہ تین حصوں میں تقسیم ہو گئے.....

پہلا گروہ..... امام باقر ہی کو حی لایموت (یعنی وہ زندہ ہیں مرے نہیں) سمجھتا ہے..... اور انہیں کو امام مہدی مانتا ہے کہ اب کوئی اور مہدی نہیں.....

دوسرا گروہ..... امام باقر کے صاحبزادہ زکریا کو امام مہدی اور آخری امام مانتا ہے.....

تیسرا گروہ..... امام جعفر صادق کی امامت کا قائل ہوا.....

نوٹ:۔اس زمانہ میں امام حسن کے پڑپوتے محمد نفس زکیہ بھی امامت کے دعویٰ دار تھے..... اور ان کا منصور عباسی کے خلاف خروج معروف و مشہور ہے.....

چوتھا اختلاف:۔

امام جعفر صادق کے بعد شیعہ چھ گروہوں میں بٹ گئے.....

پہلا گروہ..... امام جعفر ہی کو امام مہدی اور آخری امام مانتا ہے..... اور ان کے روپوش ہونے پھر دوبارہ ظاہر ہونے کا بھی قائل ہے.....

دوسرا گروہ..... امام جعفر کے صاحبزادے موسیٰ بن جعفر کی امامت کا قائل تھا.....

تیسرا گروہ..... امام جعفر کے بیٹے اسماعیل بن جعفر کی امامت کا قائل ہے..... اور وہ انہیں امام مہدی جانتے ہیں ..... یہ اسماعیلیہ فرقہ کے نام سے مشہور ہے.....

چوتھا گروہ..... امام جعفر کے پوتے محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کی امامت کا قائل ہے..... یہ فرقہ مبارکہ ہے جو اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے.....

پانچواں گروہ..... امام جعفر کے تیسرے صاحبزادے محمد بن جعفر کی امامت کا قائل ہے..... جو سمیطیہ کہلاتا ہے.....

چھٹا گروہ..... امام جعفر کے چوتھے صاحبزادے عبداللہ

جھد الافطح کی امامت کا قائل ہے.....

پانچواں اختلاف:۔

امام موسیٰ کاظم بن جعفر کے بعد شیعہ سات گروہوں میں تقسیم ہو گئے.....

پہلا گروہ..... امام موسیٰ کاظم کے صاحبزادے علی رضا کی امامت کا قائل تھا.....

دوسرا گروہ..... اس کا کہنا ہے کہ امام موسیٰ کاظم مرے نہیں زندہ ہیں..... وہی مہدی قائم ہے.....

تیسرا گروہ..... اس کا کہنا ہے کہ امام موسیٰ کاظم مر کر زندہ ہو گئے..... پھر روپوش ہو گئے..... خاص لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں..... وہ دوبارہ ظاہر ہوں گے.....

چوتھا گروہ..... اس کا کہنا ہے کہ امام موسیٰ کاظم مر گئے ہیں..... آخری زمانہ میں دوبارہ زندہ ہوں گے..... وہ مہدی آخر الزمان ہوں گے.....

پانچواں گروہ..... اس کا کہنا ہے کہ امام موسیٰ کاظم کا انتقال ہو گیا ہے..... اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر انہیں بلوالیا ہے ..... آخری زمانہ میں دوبارہ بھیجے گا.....

چھٹا گروہ..... امام موسیٰ کاظم کی موت و حیات میں متردد ہے..... اور کہتا ہے کہ وہی امام مہدی ہیں.....

ساتواں گروہ..... امام موسیٰ کاظم کو زندہ اور روپوش مان کر ..... محمد بن بشیر کو ان کا جانشین مانتا ہے.....

چھٹا اختلاف:۔

امام علی رضا بن موسی کاظم کے بعد شیعہ پانچ گروہوں میں تقسیم ہو گئے.....

پہلا گروہ..... امام علی رضا کے سات سالہ بیٹے محمد علی (امام جواد) کو امام مانتا ہے.....

دوسرا گروہ..... امام علی رضا کے بعد ان کے بھائی احمد بن موسیٰ کو امام مانتا ہے..... کیونکہ امام علی رضا نے اس کے لئے وصیت کی تھی.....

تیسرا گروہ..... امام علی رضا کے بعد ان کی بھی امامت کا یہ کہہ کر منکر ہو گیا..... کہ وہ چھوٹا بیٹا چھوڑ کر کیوں مرے..... لہٰذا اس کا کہنا ہے کہ امامت امام موسیٰ کاظم پر ختم ہو گئی تھی.....

چوتھا گروہ..... امام علی رضاء کے بعد عقیدہ امامت ہی سے منحرف ہو گیا..... اور مرجئہ مذہب اختیار کر لیا.....

پانچواں گروہ..... امام علی رضاء کے بعد موسوی سلسلہ سے منحرف ہو..... کر زیدیہ میں چلا گیا.....

ساتواں اختلاف:۔

امام محمد بن علی رضا کے بعد معمولی سا اختلاف ہوا

امام محمد بن علی (امام جواد) کے بعد ان کے چھ سالہ بیٹے علی ہادی کو امام مانا گیا..... ایک گروہ نے امام محمد جواد کے بھائی موسیٰ بن محمد کو امام مانا..... مگر امام علی ہادی کے بالغ ہونے کے بعد..... پھر ان کو امام بنا

لیا.....

آٹھواں اختلاف:۔

امام علی ہادی کی وفات کے بعد شیعہ چار گروہوں میں تقسیم ہو گئے.....

پہلا گروہ..... امام علی ہادی کے پیروکاروں کا ایک گروہ..... محمد بن بشیر نمیری کی جھوٹی نبوت پر ایمان لے آیا.....

دوسرا گروہ..... امام علی ہادی کے بیٹے محمد بن علی کا پیروکار ہوا..... جو اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے..... یہ گروہ انہیں اپنے والد کا وصی اور امام مہدی مانتا تھا.....

تیسرا گروہ..... امام علی ہادی کے صاحبزادے امام حسن عسکری کو امام ماننے لگا۔

چوتھا گروہ..... امام علی ہادی کے دوسرے بیٹے جعفر بن علی کا پیروکار ہوا.....

نواں اختلاف:۔

امام حسن عسکری کے بعد شیعہ گروہوں میں ہولناک اختلاف ہوئے..... اور بقول امام نوبختی کے چودہ فرقوں میں شیعہ تقسیم ہو گئے.....

پہلا گروہ..... امام حسن عسکری کے بھائی جعفر بن علی ہادی کی امامت کا قائل ہوا.....

دوسرا گروہ..... امام حسن عسکری اور امام جعفر سے منحرف

ہو کر.....ان کے باپ پر امامت ختم ہونے کا قائل ہوا.....

تیسرا گروہ..... امام حسن عسکری کی روپوشی اور دوبارہ آنے.....اور انہی کے امام مہدی ہونے کا قائل ہوا.....

چوتھا گروہ..... امام حسن عسکری کے بعد از وفات دوبارہ زندہ ہونے.....اور انہی کے امام مہدی ہونے کا قائل ہے.....

فائدہ:۔

سب سے دلچسپ اور تعجب خیز موجودہ شیعہ اثنا عشری گروہ ہے..... جس نے امام حسن عسکری کے ایک عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والے..... اس پانچ سال کے بچے کو امام مانا.....جو ان حضرات کے بقول قدیم کتب آسمانی.....

اصلی قرآن

جفر احمر

جفر ابیض

عصائے موسیٰؑ

قمیص آدمؑ

انگوٹھی سلیمانؑ

مصف فاطمہؓ

اور ستر گز کا الجامعہ لے کر سامرہ شہر کی غار میں جا کر چھپ گیا ہے.....اور اس وقت اس کا انتظار کیا جا رہا ہے.....ویا للعجب!

خلاصہ بحث:۔

سامعین محترم..... امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد صرف شیعہ میں جو پچاس کے قریب گروہ وجود میں آئے ہیں..... انہیں سامنے رکھیں.....اور پھر حضرت امام جعفر کی طرف منسوب وہ روایت بھی سامنے رکھیں..... کہ ہمارے شیعہ اثنا عشری کے علاوہ باقی سب کنجریوں کی اولاد ہیں..... تو اب خود حساب لگالیں کہ خود کتنے شیعہ گروہ اس کی زد میں آ گئے ہیں..... اور کتنے اماموں کے بھائی بیٹے اس اصول کے تحت ناپاک نسب والے قرار پاتے ہیں..... اور بات صرف یہاں تک ختم نہیں ہوتی..... کیونکہ ان کی مائیں شیعہ عقیدہ کے مطابق کسی نہ کسی امام کی بیوی یا والدہ ضرور تھیں.....

اب اس اصول کے تحت غور کیجئے..... اور میں شیعہ کو بھی دعوت فکر دیتا ہوں..... کہ آخر اب اہل بیت کا کون سا فرد یا شخصیت باقی رہ گئی ہے..... جس کی والدہ تمہارے اس فتویٰ کی زد سے محفوظ ہو رہی ہو..... سچ ہے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے..... وہ خود ہی اس کا پہلا شکار ہوتا ہے..... اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ کی توفیق عطا فرمائے.....

(..... آمین ثم آمین.....)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ○

شیعیت نے امت کو قرآن کے بدلے کیا دیا؟

خطبہ:۔

الحمدلله رب العالمین..... والصلو ۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین.....وعلی اله الطیبین الطاهرین.....و علی اصحابه اجمعین..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم..... بسم الله الرحمن الرحیم..... ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا الله شیئا.....(پارہ ۴ سورہ ال عمران ایت ۱۷۷)

وقال تعالی فی مقام اخر..... قال اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر.....(پارہ ۱ سورہ البقرہ ایت ۶۱)

قال النبی صلی الله علیه وسلم من کذب علی متعمدا فقد کفر..... و قال علیه السلام ..... من کذب علی متعمدا فلیتوا مقعده من النار..... صدق الله العظیم..... وصدق رسوله النبی الکریم..... و نحن علی ذلک لمن الشاهدین و الشاکرین..... والحمد لله رب العالمین.....

تمہید:۔

محترم المقام

علماء کرام!

مشائخ عظام!

بزرگو!

نوجوان ساتھیو!

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

میں نے اپنے خطبہ میں جو آیات مبارکہ تلاوت کی ہیں..... پہلے ان کا مفہوم بیان کرتا ہوں..... اور احادیث مبارکہ کا ترجمہ آپ کو سناتا ہوں..... تاکہ جس عنوان پر آج کی گفتگو ہوگی..... اس سے آپ آگاہ ہو سکیں.....

ارشاد باری تعالیٰ ہے..... "جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر اختیار کرلیا ہے..... وہ اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرسکتے ہیں"..... دوسری آیت میں ارشاد ربانی ہے..... "کیا تم اعلیٰ چیز کا ادنیٰ چیز کے ساتھ تبادلہ کرنے کو محبوب رکھتے ہو"..... اور حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے..... "جس شخص نے میری طرف قصداً جھوٹ منسوب کیا..... اس نے کفر کیا"..... "جس نے مجھ پر جھوٹ بولا..... تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے....."

اصلی قرآن کے مقابل فرضی قرآن کی کہانی:۔

سامعین محترم..... اب میں آپ کو بتاتا ہوں..... کہ میرا آج کا موضوع یہ ہے کہ..... شیعہ مذہب کے بانیوں اور ابن سبا کے لائق شاگردوں نے..... جب قرآن کریم کو محرف و مبدل قرار دیکر..... اپنی قوم کو دولت قرآن سے محروم کردینے کی..... ناپاک کوشش اپنے خیال میں کامیاب بنالی..... اور اس حد تک تو وہ واقعی کامیاب ہوگئے..... کہ شیعہ کا دامن قرآن کریم کی دولت سے بالکل ہی خالی ہوگیا..... تو اب انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ ہم اپنے پرستاروں کو..... قرآن کے بدلے کیا کیا علمی خزانے اور نایاب گوھر دیں.....

تاکہ وہ اس پر فخر کر سکیں..... لیکن ان کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ تھی..... کہ وہ قرآن جیسے چمکتے ہوئے آفتاب کے مقابل لائیں تو کیا لائیں..... اور پھر کہاں سے لائیں..... کیونکہ قرآن کریم کا تو خود چیلنج ہے..... کہ تم میرے مقابلہ میں صرف ایک سورت بھی نہیں بنا سکتے..... چاہے اس کام کے لئے اپنے ساتھ کائنات کے تمام سابقین و آخرین جنوں اور انسانوں کو بھی ساتھ ملالو..... تو اب جو لوگ ایک آیت قران کے مقابل نہیں لاسکتے..... وہ پورا قرآن یا اس سے بھی اچھی چیز کہاں سے لاسکتے تھے.....

اب شیعہ مذہب کے بانیوں نے ایک اور راستہ اختیار کیا..... کہ قرآن کے بدلہ میں کوئی چیز عملاً" پیش کرنے کی بجائے..... فرضی اور تصوراتی دنیا میں ایک نقشہ تیار کرلیا جائے..... اور اس میں مبالغہ آرائی کا جس قدر بھی رنگ بھرا جاسکتا ہو بھرا جائے..... اور اس فرضی چیز کو حسن و خوبصورتی جس قدر دی جاسکتی ہو دے دی جائے..... پھر اس کا خوب پرچار کیا جائے..... لیکن جب دنیا اس کے دیدار کی طلبگار ہو..... اور شوق و حسرت کے ساتھ اس کی راہیں دیکھنے لگے..... اسے پانے کی امنگیں اور خواہشیں انگڑائیاں لینے لگیں..... اس کے استقبال کے لئے ایک جہاں گھروں سے باہر نکل آئے..... تو ایک قدم اور آگے بڑھ کر لوگوں کو بتایا جائے..... کہ حضرات..... ابھی آپ کچھ دیر اور انتظار کریں..... یہ تمام دستاویزات اور علم و عرفان سے لبریز خزانے آپ کے سامنے آنے ہی والے ہیں..... کیونکہ ہم خود ان خزانوں کو اپنے آئمہ کے پاس دیکھ کر آئے ہیں..... اور ہماری خوش قسمت نگاہیں انکے دیدار سے شرف یاب ہو چکی ہیں..... بس آپ اس وقت کا انتظار کریں..... جب امام مہدی

تعلیم دیا تھا..... مگر تم نے اس راز کو افشاء کردیا..... اور اس بھیدہ بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ہے..... اس لئے امام مہدی کی آمد مقررہ وقت پر بھی نہیں ہوئی..... اور آئندہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے کسی معین وقت کی تعیین نہیں فرمائی.....

محترم سامعین..... اگرچہ آپ کو میرے لہجہ اور انداز بیان سے..... یہ احساس ہوگا کہ شاید میں نے اپنے پاس سے محض زیب داستان کے لئے..... اس طرح بات کی ہے..... لیکن میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے..... اس میں ایک ایک لفظ ان حقائق کی ترجمانی کرنے والا ہے..... جو سینکڑوں شیعہ کی روایات کی صورت میں..... ان کی کتب میں بکھرے ہوئے ہیں.....

میں اپنی بات کو طوالت دینے کی بجائے..... آپ کے سامنے ابتداء "کتاب علی" والی روایت پیش کرتا ہوں..... جس سے آپ کو خود معلوم ہوگا کہ اس کی اہمیت شیعہ کے نزدیک کیا ہے.....

اونٹ کی ران یا کتاب علیؓ :۔

سامعین محترم ..... اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس تعلیمات پر مبنی کتاب..... اور اونٹ کی ران کے برابر موٹی کتاب علی کا تعارف..... خود شیعہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں.....

چنانچہ اصول کافی جلد سوم کتاب المواریث ص ۵۲ میں طویل عبارت ہے.....

عن زرارۃ قال سالت ابا جعفر علیہ السلام عن الجد فقال ما اجد احدا قال فیہ الا برایہ الا امیرالمومنین علیہ السلام قلت

اصلحک الله فما قال فيه امير المومنين فقال اذا كان غدا فالقنى حتى اقرئكه فى كتاب قلت اصلحک الله حدثنى فان حديثک احب الى من ان تقرئينه فى كتاب فقال لى الثانيه اسمع ماقول لک اذا كان غدا فالقنى حتى اقرئک فى كتاب فاتيته من الغد بعد الظهر و كانت ساعتى التى كنت اخلوبه فيها بين الظهر والعصر وكنت اكره ان اسئاله الا خاليا خشيه ان يفتينى من اجل من يحضره بالتقيه۔ فلما دخلت عليه اقبل على ابنه جعفر فقال اقرء زرارة صحيفه الفرائض ثم قام لينام فبقيت انا وجعفر فى البيت فقام فاخرج الى صحيفه مثل فخذ البعير فقال لست اقرئكها حتى تجعل لى الله عليک ان لا تحدث بما تقرء فيها احدا حتى اذن لک ولم يقل حتى ياذن لک ابى۔ فقلت اصلحک الله لم تضيق على ولم يامرک ابوک بذاک فقال ماكنت بناظر فيها الا على ما قلت لک فقلت فذالک لک و كنت رجلا عالما بالفرائض والوصايا بصيرا بها فلما القى الى طرف الصحيفه اذا كتاب غليظ يعرف انه من كتب الاولين فنظرت فيها فاذا فيها خلاف ماياید الناس من الصله والامر بالمعروف الذى ليس فيه اختلاف واذا عامته كذالک فقرئته حتى اتيت على اخره بخبث نفس وقله تحفظ واسقام راى و قلت وانا اقره باطل حتى اتيت على اخره ثم اذرجتها ورفعتها اليه ثم لقيت ابا جعفر عليه السلام فقال لى اقرات صحيفه الفرائض فقلت نعم فقال كيف رايت ما قرات قال فقلت باطل ليس بشى ء هو خلاف ماالناس عليه قال فان الذى رايت والله يا زرارة هوالحق الذى رايت املاء

رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خط علی علیه السلام بیده فاتانی الشیطن فوسوس فی صدری فقال وما یدری انه املاء رسول الله و خط علی بیده۔ فقال لی قبل ان انطق لا تشک ود الشیطان والله انک شککت وکیف لا ادری انه املاء رسول الله و خط علی بیده و قد حدثنی ابی عن جدی امیر المومنین علیه السلام حدثه بذالک۔

زرارہ سے روایت ہے..... وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے دادا کی میراث کی بابت پوچھا..... تو امام نے فرمایا میں سوا امیرالمومنین علیہ السلام کے اور کسی کو نہیں پاتا..... کہ اس مسئلہ میں اس نے اپنی رائے سے نہ بیان کیا ہو..... میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے..... بتایئے کہ امیرالمومنین نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے..... امام نے کہا کہ کل مجھ سے ملنا تو تمہیں یہ مسئلہ ایک کتاب میں پڑھا دوں گا..... میں نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے مجھ سے آپ زبانی بیان کیجئے ..... آپ کی بات مجھے زیادہ پسند ہے..... بہ نسبت اس کے مجھے آپ کسی کتاب میں یہ مسئلہ پڑھائیں..... امام نے مجھ سے دوبارہ کہا کہ جو میں تم سے کہتا ہوں اس کو سنو..... کل تم مجھ سے ملنا تاکہ میں تم کو ایک کتاب پڑھا دوں.....

چنانچہ میں ان کے پاس دوسرے دن بعد ظہر گیا..... اور ظہر عصر کے درمیان کا وقت وہ تھا کہ میں ان سے تنہائی کی ملاقات کیا کرتا تھا..... میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ بغیر تنہائی کے ان سے کچھ پوچھوں..... اس خوف سے کہ کہیں مجھے وہ تقیہ کے ساتھ فتویٰ نہ دے دیں..... بہ سبب ان لوگوں کے جو اس وقت موجود ہوں.....

چنانچہ جب میں امام باقر کے پاس پہنچا تو وہ اپنے بیٹے جعفر کی طرف

متوجہ ہوئے..... اور کہا کہ زرارہ کو علم فرائض کا صحیفہ پڑھادو.....
اس کے بعد وہ خود سونے کے لئے اٹھ گئے..... اب میں اور جعفر گھر میں
باقی رہے..... جعفر اٹھے اور انہوں نے میرے سامنے ایک کتاب
نکالی..... جو اونٹ کی ران کی طرح موٹی تھی..... اور کہنے لگے یہ
کتاب میں تمہیں نہ پڑھاؤں گا..... یہاں تک کہ تم اللہ کو ضامن دو کہ جو
کچھ اس صحیفہ میں پڑھو گے..... اس کو کسی سے بیان نہ کرنا تاوقتیکہ میں تم
کو اجازت نہ دوں..... جعفر صادق نے اپنے باپ کی اجازت کی شرط نہ
لگائی تو میں نے کہا کہ اللہ تمہاری اصلاح کرے..... تم کیوں مجھ پر تنگی
کرتے ہو..... تمہارے باپ نے تو تم کو اس کا حکم نہ دیا تھا..... تو جعفر
نے کہا کہ تم اس کتاب کو نہیں دیکھ سکتے..... مگر اسی شرط کے ساتھ جو میں
نے بیان کی..... تو میں نے کہا اچھا یہ شرط بھی تمہاری خاطر سے منظور
ہے..... اور میں ایک شخص تھا علم فرائض اور وصایا کا جاننے والا.....
اور ان علوم میں بصیرت رکھنے والا..... جب جعفر صادق نے اس صحیفہ کا
ایک کنارہ میری طرف ڈالا..... تو دیکھا میں نے کہ ایک موٹی کتاب ہے
..... اور معلوم ہوا کہ اگلوں کی کتابوں میں سے ہے..... میں نے اس
کو دیکھا تو اس میں وہ مسائل ملے جو تمام لوگوں کے خلاف تھے..... صلہ
اور امر معروف جس میں کوئی اختلاف نہیں..... (اس کتاب میں ان
مسائل کے بھی خلاف تھا) وہ پوری کتاب ایسی ہی تھی..... میں نے شروع
سے آخر تک خباثت نفس کے ساتھ پڑھا..... اور یاد کرنے کا ارادہ کم
کیا..... اور اس کے متعلق بری رائے قائم کی..... میں اس کو پڑھتا
جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب بالکل باطل ہے..... یہاں تک میں نے اس کو
ختم کرکے لپیٹ کر جعفر صادق کے حوالہ کردیا..... پھر میں امام باقر علیہ

السلام سے ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا فرائض کے صحیفہ کو تم نے پڑھ لیا..... میں نے کہا ہاں..... امام نے پوچھا کہ جو کچھ تم نے پڑھا اس کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے؟.....

میں نے کہا وہ بالکل باطل ہے کچھ نہیں ہے..... تمام لوگوں کے جن امور میں اتفاق ہے ان کے خلاف ہے..... امام نے فرمایا (یہ تو سچ ہے) مگر جو کتاب تم نے دیکھی ہے اے زرارہ..... اللہ کی قسم وہ حق ہے ..... جو کتاب تم نے دیکھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بولی ہوئی اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے..... پھر شیطان میرے پاس آیا اور اس نے مجھے وسوسہ دلایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے.....

تو امام باقر میری طرف متوجہ ہوئے..... اور قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں فرمایا کہ شیطان کا دوست بن کر شک نہ کر..... واللہ تو نے شک کیا بھلا مجھے کیسے نہ معلوم ہوگا کہ یہ کتاب رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے..... بہ تحقیق مجھ سے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کرکے..... بیان کیا کہ امیرالمومنین نے ان سے یہ بات بیان کی تھی.....

سامعین محترم..... زرارہ کی یہ روایت آپ سن چکے ہیں..... اب آپ خود سوچیں کہ اس روایت کا مطلب تو یہ ہوا کہ امام باقر نے.....

اول تو یہ بتایا کہ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سب لوگ دادا کی میراث کے مسئلہ میں..... اپنی رائے کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں دین کے مطابق نہیں.....

دوسرے انہوں زرارہ کو خاص وقت پر بلایا تاکہ اس کتاب کا

مطالعہ کرائیں..... جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی لفظ بلفظ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر کی تھی.....

تیسرے زرارہ بھی کہتا ہے کہ میں ایسے وقت میں ان کے پاس جاتا تھا جب عام لوگ نہ ہوتے تھے..... تاکہ مجھے وہ حقیقی شریعت سے آگاہ کریں..... عام لوگوں کی طرح مجھے بھی تقیہ کی مار نہ ماریں.....

اب جب زرارہ نے امام جعفر کے مطالبہ کسی سے اس کتاب کا تذکرہ نہ کرنے کے وعدہ پر کتاب دیکھی..... تو زرارہ جیسا جہاں دیدہ شخص بھی حیران رہ گیا کہ اس کتاب کا تو ایک مسئلہ بھی شریعت و اسلام کے مطابق نہ تھا.....

خلاصہ کلام:۔

یہ ہے کہ بقول زرارہ یہ پوری کتاب ہی ایسی تھی کہ جسے خود زرارہ کو خباثت نفس کے ساتھ پڑھنا پڑا..... تو ثابت یہ ہوا کہ (معاذاللہ) اہل بیت رسول یعنی شیعہ کے بارہ اماموں کے پاس جو دین کا ذخیرہ تھا..... جو اسلام کی تعلیمات تھیں..... وہ سید الانبیاء والمرسلین کے فرامین پر مبنی موجودہ احادیث کے ذخیرہ..... اور دین اسلام کے برعکس تھیں.....

اب دو باتوں میں سے ایک بات تو ماننا پڑے گی..... کہ اگر وہ تعلیمات دین ہیں جو زرارہ جیسے لوگوں نے اماموں کے پاس دیکھی ہیں..... اور خفیہ ملاقاتوں میں سنی ہیں اور حاصل کی ہیں..... تو پھر موجودہ قرآن و سنت پر مبنی تعلیمات کفر ہیں..... اور اگر یہ اصل دین ہے..... تو پھر شیعہ کے آئمہ خالص کفر پر مبنی کس مذہب کے پیروکار ثابت ہوتے ہیں..... (استغفر اللہ معاذ اللہ)

کچھ جناب زرارہ کا تعارف:۔

زرارہ صاحب مذہب شیعہ کے بڑے بزرگوں میں سے ہیں..... شیعوں کے شہید ثالث قاضی نوراللہ شوستری..... مجالس المومنین مطبوعہ ایران کے ص ۱۴۷ میں زرارہ صاحب کے عظیم الشان فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں..... کہ "ان کو تین اماموں کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا.....

امام باقر..... امام جعفر..... امام موسیٰ کاظم..... اور لکھتے ہیں

کہ اصدق اہل زمان خودو افضل ایشان بود و حضرت امام جعفر صادق درباره او فرمود..... لولا زرارة لقلت ان احادیث ابی سیذهب..... اگر زرارہ نہ ہوتے تو میں کہتا کہ میرے باپ (امام باقر) کی حدیثیں جاتی رہیں گی.....

نیز قاضی صاحب لکھتے ہیں..... کہ امام جعفر صادق نے ان کو آیت السابقون السابقون اولئک المقربون کا مصداق قرار دیا..... یہ زرارہ صاحب سبائیہ کمیٹی کے نامور ممبر بلکہ پریذیڈنٹ تھے..... اگر شیعہ ان کی روایات کو خارج کردیں..... تو ان کا مذہب آدھے سے زیادہ فنا ہو جائے..... زرارہ صاحب کو جو اخلاص آئمہ کے ساتھ تھا..... اس کا پتہ بھی کتب شیعہ سے ملتا ہے..... اسی روایت سے جس کو ہم نے فروع کافی سے نقل کیا..... بہت کچھ سراغ مل رہا ہے..... مگر اس سے بڑھ بڑھ کر باتیں دوسری کتب و روایات میں ہیں..... بطور نمونہ دو تین نقول حسب ذیل ہیں..... اصول کافی ص ۵۵۶ میں ہے کہ ایک مرتبہ زرارہ نے

امام باقر علیہ السلام سے بحث کی..... اور بحث کے بعد جو اعتقاد زرارہ کو ان کی طرف سے تھا..... اس کے الفاظ صفحہ مذکور میں یہ ہیں..... عن زرارۃ قال قلت شیخ لا علم له بالخصومه..... زرارہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ یہ بوڑھا ہے..... اس کو مناظرہ کا علم نہیں..... کافی کی اس روایت کا ترجمہ علامہ قزوینی صافی شرح کافی میں بالفاظ ذیل کرتے ہیں.....

"ایں پیرے بید ماغ شدہ نمیداند روش گفتگو با خصم"..... یعنی یہ بے عقل بوڑھا مخالف سے گفتگو کا ڈھنگ نہیں جانتا ہے ..... رجال کشی میں روایت ہے کہ زرارہ صاحب نے امام جعفر صادق پر لعنت کی..... الفاظ روایت یہ ہیں.....

عن محمد بن عیسی عن یونس بن عبدالرحمن عن ابن مسکان قال سمعت زرارۃ یقول رحم الله اباجعفر واما جعفر ففی قلبی علیه لعنت قلت له وما حمل زرارۃ علی هذا قال حمله علی هذا ان ابا عبدالله اخرج مخازیه۔

"محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے وہ یونس بن عبدالرحمن سے..... وہ ابن مسکان سے روایت کرتے ہیں..... وہ کہتے ہیں میں نے زرارہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ ابو جعفر یعنی امام باقر پر رحم کرے رہا جعفر مگر جعفر پر تو میرے دل میں لعنت بھری ہوئی ہے..... میں نے پوچھا کہ کیا سبب..... جو زرارہ نے ایسا لفظ کہا تو راوی نے جواب دیا..... اس کا سبب یہ ہے کہ امام جعفر صادق نے اس کے لئے معاملات ظاہر کر دیئے....."

اسی رجال کشی میں امام جعفر صادق کا زرارہ پر لعنت کرنا بھی

منقول ہے..... امام موصوف کے الفاظ روایت میں یہ ہیں.....

کذب علی کذب والله علی لعن الله زرارة۔

"زرارہ میرے اوپر افترا کرتا ہے..... اللہ کی قسم اس نے میرے اوپر افترا کیا ہے اللہ لعنت کرے زرارہ پر....." ایسے ہی بزرگ منش اماموں کے لاعن و ملعون لوگوں کی روایات پر مذہب شیعہ کی بنا ہے۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ

ایک آسمانی کتاب کے مقابلہ میں چار خیالی کتب:۔

اب ذرا قرآن کے مقابلہ میں علم و عرفان کے نایاب گوھروں پر مشتمل شیعہ کا تصوراتی خزانہ..... صحیفہ، جفر، ستر گز کے جامعہ اور مصحف فاطمہ کا تعارف ملاحظہ فرمائیے.....۔

چنانچہ اصول کافی ص ۱۴۶ مطبوعہ لکھنؤ کی راویت ہے کہ:

عن ابی بصیر قال دخلت علی ابی عبدالله علیه السلام فقلت جعلت فداک انی اسئالک عن مسئاله اهنا احد یسمع کلامی قال فرفع ابو عبدالله سترا بینه و بین بیت اخر فاطلع فیه ثم قال یا ابا محمد سل عما بدالک قال قلت جعلت فداک ان شیعتک یتحدثون ان رسول الله صلی الله علیه وسلم علم علیا بابا یفتح له منه الف باب قال فقال یا ابا محمد علم رسول الله صلی الله علیه واله وسلم علیا علیه السلام الف باب یفتح من کل باب الف باب قال قلت هذا والله العلم قال فنکت ساعه فی الارض ثم قال انه لعلم و ما هو بذاک قال ثم قال و ان عندنا الجامعه وما یدریهم ما الجامعه قال

قلت جعلت فداک وما الجامعه قال صحیفه طولها سبعون ذرعا بذراع رسول الله صلی الله علیه وسلم واملائه من فلق فیه و خط علی یمینه فیها کل حلال و حرام و کل شی ء یحتاج الیه الناس حتی الارش فی الخدش و ضرب بیده فقال لی تاذن یاابا محمد قال قلت جعلت فداک انما انا لک فاصنع ماشئت قال فغمزنی بیده وقال حتی ارش هذا کانه مغضب قال قلت هذا والله لعلم قال انه لعلم و لیس بذاک۔

ثم سکت ساعه ثم قال و عندنا الجفر وما یدریهم ما الجفر قال قلت وما الجفر قال وعاء من ادم فیه علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا من بنی اسرائیل قال قلت ان هذا هو العلم قال انه لعلم و لیس بذاک ثم سکت ساعه ثم قال و ان عندنا لمصحف فاطمه علیها السلام وما یدریهم ما مصحف فاطمه قال مصحف فیه مثل قرانکم هذا ثلث مرات والله مافیه من قرانکم حرف واحد قال قلت هذا والله العلم قال انه لعلم وما هوبذاک ثم سکت ساعته ثم قال ان عندنا علم ماکان و علم ما هو کائن الی ان تقوم الساعه قال قلت جعلت فداک هذا و الله هو العلم قال انه لعلم وما هو بذاک قال قلت جعلت فداک فای شی ء العلم قال مایحدث باللیل والنهار الامر بعد الامر والشی ء بعد الشی ء الی یوم القیامه۔

(ترجمہ).....ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں..... میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا تو میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں..... ایک مسئلہ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں..... یہاں کوئی ایسا شخص تو

نہیں..... ہے جو میری بات سن رہا ہو..... تو امام جعفر صادق نے
جو ان کے اور دوسرے مکان کے درمیان میں تھا..... اٹھایا اور اس میں
جھانک کر دیکھا..... پھر کہا کہ اے ابو محمد (کوئی نہیں ہے) جو جی چاہے
پوچھو..... ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں.....
آپ کے شیعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علی کو ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا..... جس سے ہزار دروازے کھل
جاتے ہیں..... امام جعفر صادق نے کہا کہ اے ابو محمد کیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے علی کو فقط ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا..... جس سے
ہزار دروازے ان کے لئے کھل جاتے ہیں.....؟ پھر فرمایا کہ اے ابو محمد
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو ہزار دروازے علم کے
بتلائے تھے ..... جن کے ہر دروازہ سے ہزار ہزار دروازے کھلتے
ہیں.....۔

ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا یہ خدا کی قسم بڑا علم ہے..... تو امام
نے کچھ دیر زمین کو کریدا (غور و فکر کی حالت میں انسان ایسا کرتا ہے) پھر فرمایا
ہاں ..... یہ علم تو ہے مگر بڑا علم تو نہیں ہے ..... پھر امام نے کہا کہ بہ
تحقیق ہمارے پاس جامعہ ہے ..... امام حسن کی اولاد کو کیا معلوم کہ جامعہ
کیا چیز ہے..... میں نے کہا کہ آپ پر فدا ہو جاؤں جامعہ کیا چیز ہے
..... امام نے فرمایا ایک کتاب ہے..... جس کی لمبائی رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے گز سے ستر گز ہے..... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اپنے منہ کی بولی ہوئی اور علی کے داہنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے.....
اس کتاب میں تمام حلال و حرام کی باتیں ہیں ..... اور تمام وہ چیزیں ہیں
جن کی لوگوں کو حاجت رہتی ہے..... یہاں تک کہ کسی کا بدن کسی سے

چھل جائے..... اس کی دیت بھی اس میں ہے ..... اور امام نے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا اے ابو محمد..... تم مجھے اجازت دیتے ہو (کہ میں تمہارے بدن میں کچھ کروں) میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں..... میں تو آپ ہی کا ہوں آپ جو جی چاہے کیجئے ..... امام نے غصہ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے میرے جسم کو دبایا..... اور فرمایا کہ اس کی دیت بھی اس کتاب میں ہے ..... میں نے کہا واللہ یہ علم ہے ..... امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے..... پھر امام جعفر صادق تھوڑی دیر چپ رہے'..... پھر فرمایا اور ہمارے پاس جفر ہے'..... مگر اولاد حسن کو کیا خبر کہ جفر کیا چیز ہے..... میں نے پوچھا کہ جفر کیا چیز ہے..... امام نے فرمایا چمڑے کا ایک ظرف ہے..... جس میں نبیوں اور وصیوں اور نبی اسرائیل کے تمام علمائے سابقین کا علم بھرا ہوا ہے..... ابو بصیر کہتا ہے میں نے کہا البتہ یہ علم ہے ..... امام نے فرمایا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے.....

پھر تھوڑی دیر امام چپ رہے..... اس کے بعد کہا کہ ہمارے پاس فاطمہ علیہا السلام کا مصحف ہے ..... اور اولاد حسن کو کیا خبر کہ مصحف فاطمہ کیا چیز ہے..... پھر امام نے کہا کہ وہ ایک مصحف ہے..... تمہارے اس قرآن سے تین گنا ہے..... اللہ کی قسم تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں..... ابو بصیر کہتے ہیں میں نے کہا واللہ یہ علم ہے ..... امام نے کہا ہاں علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے.....' پھر تھوڑی دیر چپ رہے ..... اس کے بعد فرمایا بہ تحقیق ہمارے پاس ان چیزوں کا علم ہے..... جو قیامت تک ہوں گی..... میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں..... یہ البتہ علم ہے..... امام نے فرمایا علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہیں ہے..... میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں..... پھر بڑا علم کیا چیز

ہے..... امام نے فرمایا وہ علم جو رات اور دن میں نیا پیدا ہوتا ہے..... حکم کے بعد حکم اور شے کے بعد شئے قیامت تک.....

ابو بصیر کے کمالات و حالات:۔

کیوں جناب.....؟ ابو بصیر نے کیا کمال کر دکھایا ہے.....؟ زرارہ نے تو صرف ایک کتاب علی کا کھوج لگایا تھا..... ابو بصیر صاحب نے تو بیک وقت چار کتابوں کو پردہ غیب میں سے عالم شہود میں لانے کے لئے کس قدر محنت کی ہے..... شیعہ قوم کو تو ایسے لوگوں کا احسان مند ہونا چاہئے..... جو آئمہ کے پاس جاکر پہلے انہیں دست بستہ عرض کرتے ہیں ..... کہ دیکھنا سرکار..... ہم سے سیدھی سیدھی باتیں کرنا..... اور پھر ماشاء اللہ آئمہ بھی ان پر ایسے مہربان تھے..... کہ علم و عرفان کے وہ خزانے جو پڑے پڑے زنگ آلود ہو رہے ہوتے تھے..... ان پر کھول دیتے تھے..... ویسے آئمہ تو آئمہ ان پر جانور بھی اپنے مخصوص خزانہ کا منہ کھول دیتے تھے.....

چنانچہ اب اس ابو بصیر کا مختصر تعارف..... اور ان پر کتے کی طرف سے خزانہ لٹانے کا واقعہ بھی سن لیں.....

مولانا عبدالشکور لکھنوی اپنی کتاب گیارہ ستارے میں تحریر فرماتے ہیں..... سبایہ کمیٹی جو کوفہ میں قائم تھی..... چند چلتے پرزے اس کمیٹی کے روح رواں تھے..... ان ہی کی روایات پر مذہب شیعہ کا دارومدار ہے ..... ان میں ابوبصیر صاحب ایک بڑے بھاری بزرگ ہیں..... یہ صاحب بزرگان اہل بیت پر افترا پردازی میں بڑے مشاق تھے..... فروع کافی جلد دوم ص۱۸۱ میں ہے کہ یہ صاحب شراب میں پانی

ملا کر نوش فرماتے تھے..... اور کہتے تھے آل محمد نے ہمیں اجازت دی ہے..... تنقیح رجال کشی مطبوعہ ایران ص ۱۶۷ میں ہے..... کہ ایک مرتبہ یہ صاحب جناب امام جعفر صادق سے ملنے گئے..... انہوں نے جب اندر آنے کی اجازت نہ دی..... تو ابوبصیر نے فرمایا کہ میرے ساتھ کھجوروں کا بھرا طبق ہوتا تو یقیناً" اجازت مل جاتی..... اس پر ایک کتا آیا اور ابوبصیر کے منہ میں پیشاب کر گیا..... پھر امام جعفر صادق کے بعد امام موسیٰ کاظم کے ایک فتویٰ کو غلط بتایا..... اور کہا کہ ابھی ان کا علم کامل نہیں ہوا.....

ہر سال نئے احکام کے ساتھ اترنے والی کتاب کا تعارف:۔

اصول کافی ص ۱۴۷ میں ایک مستقل باب شب قدر کے بیان میں ہے ..... اس باب میں نہایت لطیف اور نفیس روایات ہیں..... جن سے شیعوں کی حسن عقیدت خاندان نبوت کے ساتھ کماحقہ ظاہر ہوتی ہے..... اسی باب میں ص ۱۵۱ پر امام باقر علیہ السلام سے..... ایک روایت منقول ہے..... اس میں یہ الفاظ ہیں..... انه لینزل فی لیله القدر الی ولی الامر نفسه بکذا وکذا وفی امر الناس بکذا وکذا۔

"بہ تحقیق شب قدر میں امام زمان پر تمام امور کی تفصیل سن وار نازل ہوتی ہے..... اماموں کو اس شب میں حکم دیا جاتا ہے کہ تم خود فلاں فلاں کام کرو..... لوگوں کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان سے فلاں فلاں کام کو کہو.....

اور علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی کتاب الوحید مطبوعہ نول کشور ص ۲۲۷ میں لکھتے ہیں.....

برای ہر سال کتا بے علیحدہ است۔ مراد کتابے ست کہ دراں تفسیر احکام حوادث کہ محتاج الیہ امام ست تا سال دیگر نازل شوند باں کتاب ملائکہ وروح درشب قدر برامام زمان اللہ تعالیٰ باطل میکند باں کتاب آنچہ راکہ می خواہداز اعتقادات امام خلائق واثبات میکند درآنچہ میخواہد از اعتقادات۔

"ہر سال کے لئے کتاب علیحدہ ہے..... مراد اس سے وہ کتاب ہے جس میں ان احکام حوادث کی تفصیل ہوتی ہے..... جن کی حاجت امام کو سال آئندہ تک ہوتی ہے..... اس کتاب کو لیکر فرشتے اور روح شب قدر میں امام وقت پر نازل ہوتے ہیں..... اللہ تعالیٰ اس کتاب میں امام کے جن عقائد کو چاہتا ہے..... باطل کردیتا ہے..... اور جن عقائد کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے....."

لیجئے جناب..... اب تو شیعہ کی ساری مصیبتیں ہی حل ہو گئی ہیں..... کیونکہ انہیں ہر سال نئے احکام امام کی معرفت نصیب ہو جاتے ہیں..... اور سابقہ احکام پر عمل کرنے سے نجات مل جاتی ہے..... اور خاص طور پر اب کسی مخالف کو یہ الزام دینے کا بھی موقع نہیں رہے گا..... کہ جناب گزشتہ ماہ یا پچھلے سال آپ نے یوں کیا تھا..... اور یا مسئلہ یوں بتایا تھا..... اب آپ اس کی خلاف ورزی کیوں کررہے ہیں..... کیونکہ شیعہ کی طرف سے فوراً جواب مل جائے گا کہ جناب..... نئے سال کی آمد اور نئے مہینے کے آغاز ہی سے سابقہ احکام تبدیل ہو گئے ہیں..... گویا کہ "رات گئی بات گئی....."

پچھلی باتیں چھوڑیں اب ترقی کا دور ہے..... زمانہ کے ساتھ

ساتھ چلنا ہے..... ویسے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جناب..... اگر حقیقت حال ایسے ہی ہے تو پھر تکمیل دین کا دعویٰ کیسا..... اور قرآن کے آخری کتاب اللہ ہونے کا عقیدہ کیا ہوا..... تو یقیناً" ایسے سوال پر شیعہ صاحبان ایک بلند قہقہ لگا کر کہیں گے جناب..... "آپ بھی کیا سادہ ہیں دین کی تکمیل اور قرآن کے آخری ضابطہ حیات ہونے کی دلیل ان کے سامنے پیش کرتے ہیں..... جو اس قرآن کو اصلی قرآن مانتے ہی نہیں ہیں..... اور جن کا عقیدہ ہی یہ ہے..... قانون اسلام میں رد و بدل کا مکمل اختیار اماموں کے پاس ہے.....

محترم سامعین..... ان حوالہ جات کو پیش کرنے کا مقصد بھی صرف آپ حضرات کو حقائق سے آگاہ کرنا ہے..... اور شیعہ کے دجل و فریب سے روشناس کرانا ہے..... تاکہ آپ خود بھی اس بات کو جان لیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بتا دیں..... کہ شیعہ کا دھرم اور مذہب اپنی جگہ پر سب کچھ ہے مگر اسلام نہیں ہے.....

خانوادہ نبوت یا جوتشی گھرانہ:۔

محترم سامعین..... میرے اس عنوان سے یقیناً ذرا سی بھی ایمانی رمق رکھنے والا شخص لرز کر رہ جائے گا..... لیکن میں نے یہ عنوان قائم ہی اس لئے کیا ہے..... کہ آپ کو معلوم ہو کہ کس طرح شیعہ مذہب کے بانیوں نے خاندان نبوت کی عزت و حرمت کو پائمال کرنے کی کوشش کی ہے..... بھلا جس گھرانہ کے پاس علوم نبوت..... دولت قرآن و سنت موجود ہو..... اسے ان خرافات زمانہ کی ضرورت ہی کیا ہو سکتی تھی ..... وہ پاکیزہ ہستیاں ان نجوم و جوتش کے ناپاک علوم کی کیونکر خوگر

ہو سکتی تھیں..... مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ شیعہ نے کس طرح اہل بیت کے پردے میں..... اہل بیت عظام کے مقدس افراد کے دامن تقدس کو داغدار کردیا ہے ..... ان کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کردی ہیں..... کہ جن سے ان کی شان میں اضافہ تو کیا ہوتا الٹا ایسا نقص لازم آتا ہے..... کہ جس کی ہزار تاویلات سے بھی تلافی نہیں ہو سکتی ہے..... لیجئے اب ذرا اصول کافی جلد سوم کتاب الروضہ سے یہ روایت ملاحظہ فرمایئے.....

عن معلی بن خنیس قال سالت ابا عبدالله علیه السلام عن النجوم احق هی قال نعم ان الله عز وجل بعث المشتری الی الارض فی صورة رجل فاخذ رجلا من العجم فعلمه النجوم حتی ظن انه قد بلغ ثم قال له انظر این المشتری فقال ما اراه فی الفلک وما ادری این هو قال فتحاه واخذ ید رجل من الهند فعلمه حتی ظن انه قد بلغ فقال انظر الی المشتری این هو فقال ان حسابی لیدل علی انک انت المشتری قال فشهق شهقه فمات وورث علمه اهله فالعلم هناک۔

"معلی بن خنیس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں..... میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم نجوم کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ حق ہے..... امام نے فرمایا ہاں..... بہ تحقیق اللہ عزوجل نے مشتری ستارے کو زمین پر بھیجا..... ایک آدمی کی شکل میں مشکل کرکے تو اس نے ایک عجمی شخص کو پکڑ کر اس کو علم نجوم سکھلایا..... جب اس کو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہو گیا تو مشتری نے اس سے پوچھا اپنے علم کی رو سے تو یہ بتلا کہ مشتری کہاں

ہے..... اس عجمی نے کہا' آسمان میں تو نہیں ہے مگر یہ میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے..... امام فرماتے ہیں یہ سن کر مشتری نے اس شخص کو علیحدہ کردیا ایک ہندی شخص کا ہاتھ پکڑ کر اس کو علم نجوم سکھلایا..... یہاں تک کہ اس کو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہوگیا ہے..... تو اس سے کہا کہ دیکھ تو مشتری اس وقت کہاں ہے..... اس ہندی نے کہا کہ میرا حساب یہ بتلاتا ہے کہ مشتری تو ہے تو مشتری چیخ مار کر مرگیا..... پھر علم نجوم اس ہندی کے قرابت والوں میں آیا..... یہ علم اب ہند میں ہے....."

اس کے بعد ایک روایت اسی باب کی حسب ذیل ہے.....

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سئل عن النجوم وقال لا یعلمھا الا اھل بیت من العرب واھل بیت من الھند۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے علم نجوم کے متعلق پوچھا گیا..... تو انہوں نے فرمایا اس علم کو کوئی نہیں جانتا..... مگر ایک خاندان عرب کا جانتا ہے..... اور ایک خاندان ہندوستان کا....."

محترم سامعین..... ان ہردو روایات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاندان عرب جسے علم نجوم وجوتش حاصل ہے..... خود خاندان اہل بیت ہی ہے..... تاہم ایک بات پہلی روایت سے ثابت ہوتی ہے کہ ھند کے رہنے والے شخص کا علم عربی شخص سے زیادہ ہے..... تو کیا پھر صاحب اصول کافی اور شیعہ مذہب کے بانیان یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں..... کہ ہندوستان کا جوتشی پنڈتوں کا خاندان آئمہ سے بھی اپنے اس علم میں بڑھ گیا ہے..... عجیب بات ہے جو قوم آئمہ کی عقیدت میں اس حد تک غلو کرچکی ہے..... کہ انہیں الوھیت کی صفات سے متصف کرنے سے بھی گریزاں

نہ ہوئی..... اب اس میدان میں آکر اس نے خاندان نبوت کو ہندوستان کے پنڈتوں سے ایک قدم پیچھے ہی کھڑا کر دیا.....

سوچنے کی بات ہے کہ آخر شیعہ مذہب کے بانیوں کو اس مقام پر پہنچ کر کیوں یہ احساس نہیں ہوا..... کہ ہم اماموں کو ثانوی درجہ دے رہے ہیں..... میرا تو خیال یہ ہے کہ ابن سبا یہودی النسل کے دل و دماغ میں جہاں اپنی یہودیت کی محبت سمائی ہوئی تھی..... وہیں اسے ہندوستان کے جوتشی پنڈت خاندان کا بھی بہت احترام ملحوظ تھا..... کیونکہ یہودی اگر "بچھڑے" کے پرستار ہیں..... تو ہندو "گائے" کو پوجنے والے ہیں..... اور اس باہمی قدر مشترک کا کچھ احساس تو رکھنا ہی چاہئے تھا.....

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کی دولت کو سینے سے لگائے رکھنے اور دین اسلام پر تادم آخر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے..... آمین ثم آمین.....

وما علینا الا البلاغ المبین ○



عصمت قرآن و عقیدہ تحریف قرآن

خطبہ :

الحمد لله الذی نور قلوبنا بنور الایمان..... وزین صدورنا با الایقان والقرآن ..... والصلوة والسلام علی سید الانبیاء و حبیب الرحمن..... وعلی آله و اصحابه اجمعین..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم..... بسم الله الرحمن الرحیم..... انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ..... وقال تبارک وتعالی ..... لا تحرک به لسانک لتعجل به ..... ان علینا جمعه و قرآنه..... فاذ قرانه فاتبع قرانه ..... ثم ان علینا بیانه..... (پارہ ۲۹ سورہ القمیہ آیت ۱۶ تا ۱۹)

قال النبی صلی الله علیه وسلم..... خیرکم من تعلم القرآن و علمه..... صدق الله العظیم..... وصدق رسوله النبی الکریم..... و نحن علی ذلک لمن الشاهدین والشاکرین ..... والحمد لله رب العالمین.....

تمہید :

قابل صد تکریم

حضرات علماء کرام

مشائخ عظام

معزز حاضرین

بزرگان اسلام

نوجوان ساتھیو

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

آج کی نشست میں آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید..... برہان رشید کی فضیلت و شرافت کو بیان کرتے ہوئے..... اس حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنا ہے..... کہ جس طرح تمام مسلمانوں کو اس بات پر اتفاق ہے..... کہ یہ کتاب مقدس..... الحمد کی الف سے لے کر والناس کی سین تک..... اللہ کا کلام ہے..... اور اس کا ایک ایک حرف..... ایک ایک آیت..... منزل من اللہ ہے۔ ..... اسی طرح تمام مسلمانوں کا اس بات پر بھی اتفاق ہے..... کہ یہ کتاب مقدس جس طرح قلب رسول ﷺ پر نازل ہوئی..... اور زبان نبوت سے اس کی تلاوت ہوتی رہی..... اسی طرح اصحاب رسول ﷺ نے اسے رسول رب العالمین سے سیکھ کر حفظ کیا..... اور زندگی بھر تلاوت کرتے رہے ..... خود آقا نامدار ﷺ ہر رمضان المبارک میں جبرئیل امین سے اس کا دور کرتے رہے..... اور آخری رمضان المبارک میں آپ نے جبرائیل امین کے ساتھ دو مرتبہ دور کیا..... تو موجود قرآن کریم اول تا آخر وہی کا وہی ہے..... جسے جبرائیل علیہ السلام سے آپ نے سنا..... اور اپنے صحابہ کو سکھایا اور اس کی املا کرائی

..... اس میں صرف اتنی بات کی جدت پیدا ہوئی کہ سرکار دو عالم ﷺ
کے تحریف لے جانے کے بعد ..... حضرت ابوبکر صدیق کے عہد
میں ..... اس قرآن کریم کو جو ٹکڑوں حفاظ صحابہ کرامؓ کے سینوں میں
محفوظ ..... اور مختلف اشیاء یعنی پتھر کی سلوں ..... چمڑے کے
ٹکڑوں ..... لکڑی کی تختیوں ..... یا کاغذ وغیرہ کی چیزوں
پر تحریر تھا ..... اسے یکجا کر کے کتاب کی شکل میں مرتب کر لیا گیا ہے
..... ورنہ اس کتاب کی شکل یعنی دو گتوں کے مابین جو قرآن کریم آج
ہمارے پاس ہے ..... اس میں اور سینہ نبوت و اصحاب رسول کے قلب
کی تختیوں پر جو قرآن کریم نقش تھا ..... کہ جو لوح محفوظ پر نقش ہے
..... ان کی مابین ایک لفظ یا ایک حرف تک کا اختلاف نہیں ہے .....

تحریف کتب سابقہ اور عصمت قرآن کا سبب :-

قرآن کریم سے قبل جتنی آسمانی کتب نازل ہوئیں ..... وہ
مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لئے تھیں ..... اور جن انبیاء علیہم
السلام پر نازل ہوئیں ..... وہ انبیاء علیہم السلام بھی محدود علاقہ اور
وقت کے لئے مبعوث ہوئے تھے ..... تو یوں وقت کے گزرنے کے
ساتھ ساتھ ..... وہ آسمانی تعلیمات بھی لوگوں کے ہاتھ سے اٹھتی
..... ذہنوں سے مٹتی ..... اور عمل سے نکلتی چلی گئیں .....

دوسری وجہ یہ بھی ہوئی کہ ان کتب کی حفاظت کی ذمہ داری
..... ان امتوں ہی پر ڈال دی گئی تھی ..... تو وقت کے ساتھ
ساتھ تبدیلی کی خواہش ..... مفادات کے جنون ..... لالچ و طمع

کی بیماری..... حکام وقت کی خوشنودی کے لئے..... دین خدا
کو قربان کرنے کے ناپاک شوق نے..... علماء و رھبانین
کو..... اس بات پر آمادہ کر دیا کہ وہ احکام خداوندی..... اور آیات
ربانی میں تبدیلی کر دیں.....

چنانچہ خود قرآن کریم بھی اس کو بیان کرتا ہے..... کہ ان
لوگوں نے اللہ کی آیات کو ثمن قلیل کے عوض بیچ ڈالا..... اور یوں وہ
کتب سماوی اور صحائف..... نہ صرف اپنی اصل حالت کھو بیٹھے
..... بلکہ وہ جس زبان میں نازل ہوئے..... آج اس زبان میں
بھی موجود نہیں ہے..... بلکہ وہ زبان تک متروک ہو چکی ہے.....

علماء کرام نے ایک اور اہم نقطہ بھی اس موقعہ پر بیان کیا ہے.....
کہ باقی تمام آسمانی کتب "کتاب اللہ" تھیں..... اس لیے وہ تحریف کا
شکار ہو گئیں..... قرآن کریم صرف کتاب اللہ ہی نہیں ہے.....
بلکہ کلام اللہ بھی ہے..... لہذا نہ اسے زوال ہو گا نہ ہی اس میں انسانی
کلام کی آمیزش ہو گی..... اس نقطہ نظر کے تحت ہم اگر امام احمد بن حنبل
رح کے موقف کا مطالعہ کریں..... تو ان کے موقف کی صداقت پر یقین بڑھ
جاتا ہے.....

اس کے برعکس قرآن کریم کے انسانی ہاتوں کی دست وبرد.....
اور سابقہ کتب کی طرح تغیر و تبدل سے سلامت رہنے..... اور ہر قسم
کی تبدیلی سے محفوظ رہنے کی بڑی وجہ ..... بلکہ اصل وجہ ہی یہ ہے
کہ اس کی حفاظت کا ذمہ ..... خود رب العالمین نے لے لیا ہے
..... اور وہ ذات حق تعالی جب اس کی حفاظت کے اسباب پیدا کرے

..... تو پھر کسی کو کیا مجال ہے کہ وہ اس میں تبدیلی پیدا کر سکے۔

حفاظت قرآن کے غیبی اسباب :-

جب ذات حق تعالی نے اس قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اٹھالیا تھا ..... تو وہ اگر چاہتا اس قرآن کریم کو آسمان کی چھت پر تحریر کر دیتا ..... وہ چاہتا تو اس سمندر کے سینے پر لکھ دیتا ..... وہ چاہتا تو اسے بلند پہاڑوں پر نقش کر دیتا ..... وہ چاہتا تو اسے مخصوص درختوں پر قلم قدرت سے تحریر کر دیتا ..... لیکن ..... اگر ایسا ہوتا انسان کو کبھی منہ اٹھا کر آسمانوں کی طرف ..... گھنٹوں کھڑے ہو کر دیکھنا پڑتا ..... یا اسے سمندر اور درختوں کے پاس جانا پڑتا ..... اور اسے اس بات کا خطرہ رہتا کہ کہیں بادل آسمان کو ڈھانپ نہ لیں ..... زلزلہ پہاڑوں کو ہلا نہ دے ..... ہوا درختوں کو اکھاڑ نہ دے ..... موجیں سمندر کو درہم برہم کر نہ دیں ..... پھر سب سے بڑھ کر اشرف المخلوقات حضرت انسان کو اپنے سے ادنی مخلوق کی طرف چل کر جانا پڑتا ..... لیکن اللہ تعالی کے فضل و کرم پہ قربان جائیں ..... کہ اس نے انسان کو ادھر ادھر بھٹکنے ..... اور حیرانی و پریشانی کی وادیوں میں سرگرداں ہونے سے سلامت رکھنے کے لئے ..... قرآن کی حفاظت کا یہ بندوبست کیا کہ اس خود انسان کے سینے ہی میں ..... محفوظ ہو جانے اور اس کی زبان پر پانی کی طرح رواں ہو جانے والا بنا دیا ..... اب اس قرآن کریم کو سات سال کا عجمی بچہ سینہ میں محفوظ کر کے ..... جب اہل عرب کے سامنے تلاوت کرتا ہے ..... تو وہ عش عش کر اٹھتے ہیں ..... وہ بچہ جسے

اپنی مادری زبان میں گفتگو کرنی نہیں آتی.....جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے.....تو قراء وقت.....اور خطیب العصر بھی دنگ رہ جاتے ہیں.....اسی کو قرآن کریم نے یوں ارشاد فرمایا:.....

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر.....

قرآن بدلنے کی ناکام کوشش :-

قرآن کریم کے معجزانہ انداز.....انسانی قلوب واذھان میں.....انقلاب برپا کرنے والی تعلیمات اور پسماندہ وذلیل اقوام کو.....اوج ثریا تک پہنچانے والی روح سے مرعوب ہو کر.....دشمنان قرآن نے کبھی تو.....قرآن کریم کو تبدیل کرنے کے لئے.....اپنی نشریات اداروں کو سرگرم کیا.....تو کبھی قرآن کریم کے نسخے خرید کر انہیں نذر آتش کر کے.....یا دریا برد کر کے مسلمانوں کا ناتہ اس سے توڑنے کے منصوبوں پر عمل کیا.....لیکن انہیں اپنی ہر ناپاک کوشش پر شرمندگی.....ندامت اور ناکامی کے سوا کوئی نتیجہ ہاتھ نہ آیا

.....انہوں نے اگر لاکھوں قرآن کریم کے نسخے.....غلط الفاظ آیات کی اشاعت کی شکل میں عام کیے.....تو چند دنوں کے بعد ہی لوگ تبدیل شدہ نسخے ہاتھ میں لے کر ان کے پاس پہنچ گئے.....انہوں نے اگر قرآن کریم کے نسخے خرید کر انہیں ختم کرنے کا منصوبہ اپنایا.....تو دس دس سال آٹھ آٹھ سال کے بچے ان کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن سناتے ہوئے.....یہ کہنے لگے قرآن کریم کے نسخوں کو دریا برد کرنے والو.....جو قرآن ہماری سینوں میں سلامت ہے اسے کیسے ختم

کروگے.....

شیعہ اور عقیدہ تحریف قرآن :-

سامعین محترم.....یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ جس قرآن کو..... غیر مسلم اور اسلام دشمن قوتیں نقصان نہ پہنچا سکیں..... اور جسے مشرکین یورپ بھی تبدیل شدہ کتاب ثابت نہ کر سکے.....جس کتاب مقدس کو انگریز جیسا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن غائب نہ کر سکا.....اس قرآن کریم کے بارہ میں شیعہ اسلام کا نعرہ لگا کر .....چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا ہے کہ.....

لوگو ..... اللہ کا قرآن بدل گیا ہے

مسلمانو ..... قرآن میں تحریف ہو گئی ہے

مومنو ..... اصل قرآن لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا

سنیو ..... تمہارا قرآن ناقص ہے

انکار قرآن کی پہلی وجہ :-

سامعین محترم.....شیعہ کی طرف سے موجودہ قرآن کریم کو .....اصلی اور غیر محرف شدہ قرآن تسلیم نہ کرنے کی اصل وجہ یہ ہوئی ہے.....کہ یہ بات شیعہ اور مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں تک کو تسلیم ہے.....کہ اس قرآن کریم کو اصحاب رسول نے لسان نبوت سے سن کر..... املاء کیا ہے.....اور اپنے سینے میں محفوظ کیا ہے.....پھر حضرات خلفاء راشدین کے دور میں اسے موجودہ کتابی شکل میں لایا گیا ہے.....تو چونکہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد.....سوائے تین یا

چار صحابہؓ کے سب مرتد ہو گئے تھے..... اور انہوں نے دین کی اقدار کو پامال کر دیا تھا..... دوسری طرف چند لوگ جو صاحب ایمان بچ گئے تھے..... وہ اس قدر مجبور تھے کہ وہ تقیتا ہر ناجائز کو جائز کفر کو اسلام..... اور باطل کو حق کہنے میں مصروف تھے..... تو ایسی حالت میں جن لوگوں نے قرآن جمع کیا تھا..... ان سے کیسے توقع کی جاسکتی تھی..... کہ وہ جب اسلام کا باقی چہرہ..... بقول شیعہ مسخ کر رہے تھے..... تو قرآن کریم کو اصل حالت پر باقی رکھتے.....

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خلفائے راشدین کو مومن..... مسلمان اور پاکباز و راست باز تسلیم کئے بغیر..... شیعہ اس قرآن کو تحریف سے پاک تسلیم نہیں کر سکتا ہے.....

انکار قرآن کی دوسری وجہ :-

بقول شیعہ اصلی قرآن حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا..... جبکہ خود حضرت علی ثلاثہ کے دور میں اسے سامنے لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے ..... اور اپنے دور خلاف میں بھی انہوں نے اس قرآن کو اس خدشہ کے پیش نظر ظاہر نہیں کیا..... کہ کہیں میرے لشکر میں بغاوت نہ پھیل جائے..... نتیجتاً جو قرآن شیعہ کے نزدیک معصوم امام نے قلم بند کیا تھا ..... وہ بھی لوگوں کی نظروں سے غائب ہی رہا..... اور بالآخر امام غائب اسے اپنے ساتھ ہی لے گیا.....

لہذا شیعہ اصل قرآن تو اسی غار والے کو مانتا ہے..... بس مجبوراً اس قرآن سے تعلق قائم رکھے ہوئے ہے.....

انکار قرآن کی تیسری وجہ :-

شیعہ اس قرآن کریم کو محرف و مبدل تسلیم کرنے پر اس لئے بھی مجبور ہے..... کہ وہ جن آئمہ کرام کو معصوم عن الخطاء والنسیان ..... اور انبیاء سے افضل واعلیٰ اور منصوص من اللہ تسلیم کرتا ہے ..... ان آئمہ کی دو ہزار روایات شیعہ کی کتب میں موجود ہیں ..... جن میں چلا چلا کر کہا گیا ہے..... اور آیات کی نشاندہی کر کے ثابت کیا گیا ہے..... کہ یہ قرآن بدل دیا گیا ہے ..... جبکہ اس کے برعکس ایک بھی روایت ان آئمہ سے ایسی شیعہ کو ڈھونڈنے سے نہیں مل رہی..... جس میں یہ کہا گیا ہو یہ قرآن کریم ہر قسم کی تحریف و تغییر سے محفوظ و سلامت ہے..... لہذا اب شیعہ کا اس قرآن کریم کو بدلی ہوئی کتاب تسلیم نہ کرنا بالکل ناممکن ہے..... کیونکہ ایسا کرنا اپنے معصوم آئمہ کی تعلیمات کو جھٹلانے کے مترادف ہے.....

سامعین گرامی قدر..... اگر آپ میرے بیان کردہ ان تین اصولوں کو ذہن میں رکھیں گے..... تو آپ ان پر جتنا بھی غور کریں گے آپ کو شرح صدر ہوتا چلا جائے گا ..... کہ شیعہ اگرچہ دھوکہ اور تقیہ کا راستہ اختیار کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے ..... کہ وہ قرآن کو بدلی ہوئی کتاب نہیں مانتا..... مگر اسے بالآخر تھوڑی سی بحث کے بعد تسلیم کرنا پڑتا ہے..... کہ ہاں واقعی یہ قرآن بدل گیا ہے..... اور پھر اسے منانے کے لئے خود شیعہ کی کتب کے حوالہ

جات ہی کافی ہوتے ہیں..... لیکن اب بھی اگر وہ منکر ہو کر اس قرآن کو غیر محرف مانتا ہو..... تو پھر اسے یہ کہا جائے کہ وہ نام لے لے کر اپنے تمام متقدمین و متاخرین اور مجتہدین مثلاً.....

علی بن ابراہیم قمی

محمد بن یعقوب

ابن المطہر الحلی

ملا خلیل قزوینی

ملاں باقر مجلسی

مولوی فرمان علی

ملاں فتح اللہ کاشانی

مولوی مقبول دھلوی

حتی کہ ایران کے رہنما خمینی تک کو کافر قرار دے..... میں نے تو یہ چند نام لکھے ہیں..... ورنہ مولوی نجم الحسن نے اپنی کتاب "روح القرآن" میں ۱۴۲ شیعہ مفسرین کی فہرست شائع کی ہے..... جنہوں نے تحریف قرآن کا پرچار کرنے کے لئے کئی کئی جلدوں پر مشتمل قرآن کی تفاسیر لکھی ہیں.....

جب کوئی شیعہ خود کو تحریف قرآن کے عقیدہ سے مبرا قرار دے کر ان سب مفسرین و محدثین شیعہ کو کافر کہے..... تو اب اس سے اگلا سوال یہ ہوگا..... کہ جناب اب ذرا یہ بتلائیں کہ آپ کونسے مذہب کی تعلیمات پر تمام عمل پیرا ہیں..... جب وہ حیران ہو کر کہے کیا مطلب ..... تو جواب دیں گے کہ شیعہ مذہب کی تعلیمات پر مبنی تمام کتب

کے مصنفین کو..... آپ کافر قرار دے چکے ہیں..... اب ذرا وضاحت فرمائیں کہ آپ ہیں کون..... کیونکہ اب آپ سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر شیعہ نہیں ہو سکتے.....

چوہنگ کے عقوبت خانوں میں :-

جب مجھے ۱۶ اپریل ۱۹۹۷ء کو گرفتار کر کے پاکستان کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل چونگ کے عقوبت خانہ میں لے جایا گیا..... تو وہاں ۱۰۸ دن قیام کے دوران جہاں اور بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات پیش آئے..... وہاں یہ عجیب واقعہ بھی رونما ہوا..... کہ ایک روز میری تفتیش پر مامور افسران سے شیعہ کے عقیدہ تحریف پر بات چیت شروع ہو گئی.....

جیل کا ایک عجیب واقعہ :-

میں نے جیسے ہی کہا کہ شیعہ اس قرآن کو تبدیل شدہ کتاب مانتے ہیں تو ایک پولیس انسپکٹر چمک کر بولا..... مولانا خدا کا خوف کریں میں کب سے آپ کی باتیں صبر سے سن رہا ہوں آپ ہیں کہ چپ ہونے کو نہیں آتے ہیں..... میں نے حیران ہو کر سوال کیا کہ جناب کیا بات ہوئی ہے.... تو کہنے لگا میں خود شیعہ ہوں..... آپ میرے سامنے کہہ رہے ہیں کہ شیعہ قرآن کو بدلی ہوئی کتاب مانتا ہے جبکہ یہ بالکل جھوٹ ہے..... ہمارے گھر میں یہی قرآن ہے میں روزانہ اسی کی تلاوت کرتا ہوں ہم ہرگز کسی اور قرآن کی بات نہیں کرتے اور نہ ہی اس قرآن کو بدلا ہوا مانتے ہیں.....

اس شیعہ افسر کی یہ گفتگو سن کر باقی افسران بھی اس سے متاثر ہوئے اور کہنے لگے..... لیجئے مولانا یہ بات تو اب غلط ثابت ہو گئی ہے... یہ ہمارے سب انسپکٹر صاحب آپ کے سامنے آپ کے دعویٰ کی تردید کر رہے ہیں..... میرے لئے یہ صورتحال واقعی تشویشناک تھی لیکن میں نے انہیں کہا آپ اس بات کو دلائل کے نظر سے دیکھیں اور حقائق کی بنیاد پر پرکھیں کہ شیعہ کا قران کریم کے غیر محرف ہونے پر ایمان ہو ہی نہیں سکتا..... میں نے اس کے لئے وہ تینوں اصول بیان کئے جو ابھی شروع میں بیان کر چکا ہوں ..... مگر ان کا کہنا تھا کہ آپ ان عقلی دلائل کی بجائے کوئی نقلی ثبوت پیش کریں..... جبکہ میرے پاس اس وقت کوئی کتاب تو درکنار معمولی سا کتابچہ تک بھی نہیں تھا.....

چنانچہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ اس عقوبت خانہ میں مجھ پر قاتلانہ حملہ کر کے میرے دو گن مینوں کو شہید کرنے والا قاتل شیعہ کا علامہ غلام رضا نقوی بھی ہے..... تو میں نے افسران سے کہا کہ آپ جا کر نقوی صاحب سے معلوم کریں کہ ان کے پاس ان کی کوئی مذہبی کتاب یا قرآن کی تفسیر ہے.....

چنانچہ ایک ملازم گیا تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں مولوی فرمان علی کے ترجمہ و تفسیر پر مبنی قرآن کریم تھا..... میری نظر جیسے ہی اس پر پڑی تو میرا دل باغ باغ ہو گیا اور چہرہ خوشی سے کھل اٹھا کیونکہ یہ ایک غیبی مدد تھی..... میں نے اس شیعہ افسر سے کہا کیوں جناب آپ نے اس تفسیر کا نام سنا ہے اور آپ اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں تو اس نے کہا کیوں نہیں یہ ہمارے علامہ صاحب نے دی ہے تو صحیح ہی ہو گی..... میں نے

افسران سے کہا آپ ذرا خود جا کر نقوی صاحب سے اس تفسیر کے مستند ہونے کے بارہ میں دریافت کریں.....

چنانچہ جب انہوں نے نقوی سے رابطہ کیا تو انہوں نے ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے..... اب جب تمام سنی افسران اور شیعہ افسر نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ یہ تفسیر شیعہ مذہب کی حقیقی ترجمان اور نہایت ہی قابل اعتماد ہے..... تو میں نے بائیسویں پارہ کی سورہ احزاب کی آیت تطہیر کے ضمن میں حاشیہ پر حافظ فرمان علی کی طرف سے تحریر کردہ عبارت کو بلند آواز سے اس طرح پڑھا.....

اس آیت کو درمیان سے نکال دو اور ما قبل ما بعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی ہے بلکہ ربط اور بڑھ جاتا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کی گئی ہے .....اب میں نے تمام مفسران کو مخاطب کر کے کہا جناب آپ فیصلہ کریں کہ اس آخری سطر کے کیا معنی ہیں کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں کہ بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کی گئی ہے.....

کیا شیعہ مفسر سید فرمان علی یہ ثابت نہیں کر رہا ہے کہ اس آیت کو کسی نے یہاں خواہ مخواہ داخل کر دیا ہے ورنہ وہ اس مقام کی نہیں ہے

.....اس پر سب افسران لاحول ولاقوۃ - استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھنے لگے..... شیعہ افسر کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا.....

میں نے فوراً بارہویں پارہ کی سورہ ھود کی آیت ۷۳ نکالی جس میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آنے والے فرشتوں نے حضرت ابراہیم کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر بیٹے کی خوشخبری سنائی تھی..... اس آیت کے [illegible]

فرمان علی شیعہ مفسر نے حاشیہ میں کچھ صرف و نحو کے قواعد بیان کر کے لکھا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب کچھ اور لوگ ہیں اور یہ آیت یہاں خواہ مخواہ داخل کر دی گئی ہے۔.....

اس کے بعد میں نے چودھویں پارہ سے سورہ الحجر کی آیت نمبر ۹ کے تحت حاشیہ سے جب یہ عبارت پڑھی کہ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ تک قرآن مجید میں کیا کیا تغیرات ہو گئے ہیں کم سے کم اس میں تو شک ہی نہیں کہ ترتیب بالکل بدل دی گئی ہے.....

تو افسر ان کے منہ سے یہ بات نکلی بس کریں مولانا..... ہمیں یقین آگیا ہے کہ شیعہ واقعتاً قران کی تحریف کا قائل ہے.....اب ان تین حوالوں سے بڑھ کر ہم اور کیا ثبوت مانگ سکتے ہیں جبکہ صرف ایک حوالے ہی سے آپ کا موقف ثابت ہو گیا تھا۔ شیعہ افسر کی حالت اس وقت قابل دید تھی اور حالت یہ تھی اسے اگر زمین جگہ دیتی تو وہ زمین میں دفن ہونا قبول کر لیتا ہے۔ بہر حال بات اور طرف چلی گئی.....

محترم سامعین.....اب میں آپ کے سامنے شیعہ مذہب کے مایہ ناز مصنفین و مجتہدین کی کتب سے.....شیعہ کے مزعومہ آئمہ معصومین کے اچند اقوال پیش کرتا ہوں.....جن میں انہوں نے قرآن کریم سے آیتوں اور سورتوں کے نکالے جانے کو بیان کیا ہے.....

جو قرآن علی پر آیا اسے مانو :-

(۱) اصول کافی صفحہ ۶۲۴ میں ہے..... عن ابی عبداللہ

علیہ السلام قال نزل جبریل علیہ السلام علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھذہ الایہ ھکذا یاایھا الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا فی علی نورامبینا۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہانہوں نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے محمد ﷺ پر یہ آیت اس طرح اتاری تھی.....اے اہل کتاب ایمان لاؤ.....اس پر جو علیؓ کے بارے میں ہم نے روشن نور اتارا ہے.....

یہ آیت اب قرآن شریف میں یوں ہے.....یا ایھا الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم .....

(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۷)

مطلب اس کا یہ ہے کہ اے اہل کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جو تمہاری کتب سماوی کی تصدیق کرتا ہے..... مگر شیعوں کے امام جعفر صادق فرماتے ہیں.....کہ آیت میں فی علی نورا مبینا کے الفاظ بھی تھے .....ان الفاظ کے ساتھ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اہل کتاب ..... علیؓ کی فضیلت اور امامت پر ایمان لاؤ.....

سترہ ہزار آیات پر مبنی قرآن :-

سامعین محترم.....شیعہ کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن محمد پر جبرئیل لائے تھے وہ ستر ہزار آیات پر مبنی تھا.....دیکھئے اصول کافی صفحہ ۲۷۱ میں ہے.....

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ

عشر الف اية.....

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جو قرآن جبریل محمد ﷺ کے پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں.....

اب قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سو سولہ آیتیں ہیں..... شیعوں کے امام جعفر صادق کے ارشاد عالی سے معلوم ہوا..... کہ دس ہزار تین سو چوراسی آیتیں نکال ڈالی گئیں.....

قرآن کا ایک تہائی حصہ نکال دیا گیا :-

(۳) کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۱۹ سے لے کر صفحہ ۱۳۴ تک..... ایک شیعہ مسلک کی معتبر طویل روایت حضرت علی سے منقول ہے..... ایک زندیق نے کچھ اعتراضات قرآن شریف پر کئے تھے..... ان اعتراضات کا جواب اس روایت میں ہے.....

قریب قریب ہر اعتراض کو حضرت علی نے تسلیم کر کے جواب یہ دیا ہے..... کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے..... اس روایت کے چند مقامات جو کمی سے تعلق رکھتے ہیں حسب ذیل ہیں.....

واما ظهورک علی تناکر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتامی نکاح النساء فهو مما قدمت ذکره من اسقاط المنافقین من القرآن و بین القول فی الیتامی و بین نکاح

النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن وھذا وما اشبھه مما ظھرت حوادث المنافقین فیه لاھل النظر والتامل ووجد المعطلون واھل الملل المخالفین للسلام مساغا الی القدح فی القرآن.....

اور اے زندیق تجھ کو جو یہ معلوم ہوا..... کہ الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ماطاب لکم من النساء بے ربط ہے..... یتیموں کے حق میں بے انصافی..... عورتوں سے نکاح کر لینے کے ساتھ کچھ ربط نہیں رکھتی..... تو جواب یہ ہے کہ یہ مقام بھی انہیں مقامات میں سے ہے..... جن کا ذکر میں نے پہلے کیا کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا .....فی الیتمی اور فانکحوا کے درمیان میں احکام اور قصے تھے.....ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھے.....وہ سب یہاں سے نکال دیئے گئے.....

لہذا مضمون بے ربط ہو گیا اور یہ اس قسم کے بہت سے مقامات ہیں ..... کہ صاحبان نظر کو منافقوں کا تصرف محسوس ہو جاتا ہے..... مگر مخالفین اسلام کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا.....

لطف یہ ہے کہ جناب امیر نے اس روایت میں جابجا قرآن میں تحریف بتائی..... قرآن کے گھٹانے بڑھانے کا ذکر فرمایا ..... مگر مقامات تحریف کو معین نہ کیا..... اور کہا کہ تقیہ مجھے اس سے روکتا ہے..... اصل عبارت یہ ہے.....

ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف و بدل مما یجری ھذا المجری لطال و ظھر ما تحظر التقیة اظھارہ۔

اور اگر (اے زندیق) میں تجھ سے تمام وہ مضامین جو قرآن سے نکال دیئے گئے..... اور تحریف و تبدیل کر دیئے گئے..... اور اسی قسم کے تصرفات کئے گئے بیان کروں تو طول ہو گا..... اور تقیہ جس چیز سے منع کرتا ہے وہ ظاہر ہو جائے گی.....

محترم سامعین..... اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ شیعہ مذہب کی معتبر ترین دو کتابوں سے..... جو تین حوالہ جات یہاں پیش کئے گئے ہیں ..... انہیں پڑھنے اور سننے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی..... یہ سوچا جا سکتا ہے کہ ان کتب کو پانی مذہبی کتب تسلیم کرنے والا طبقہ..... قرآن کریم میں کم ہو جانے کا معتقد نہیں ہے..... اور پھر ان دونوں روایت کو جھٹلانے کا آخر شیعہ کے پاس کونسا جواز ہے..... کہ جس کی بنیاد پر وہ ان روایات کا انکار کرے گا اس بنیاد پر پھر ان سب روایات کا انکار بھی کرنا پڑے گا..... جو دیگر مسائل سے متعلقہ ان کتب میں ہزاروں کی تعداد میں درج ہیں..... کیونکہ زیادہ سے زیادہ شیعہ ان روایات جو آگے میں بیان کرنے والا ہوں..... انہیں دیکھ کر اور پڑھ سن کر یہ کہہ سکتا ہے ..... کہ یہ ضعیف ہیں..... مگر ان کے ضعف کی وجہ ثابت کرنا ..... اس کے لئے ممکن نہ ہو گی..... اور اگر وہ ایسی کوئی تدبیر اختیار کر کے ان سے انکار کرے گا..... تو باقی روایات سے بھی انکار کرنے پر اسے مجبور ہونا پڑے گا..... اور ایسا کرنا اپنے مذہب کی عمارت کی بنیادوں کو کھودنے کے مترادف ہو گا.....

قرآن سے ولایت علی و آئمہ کے الفاظ حزف :۔

اصول کافی (کتاب الامامہ) کے ایک باب کا عنوان ہے' باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ علیہم السلام"

اس باب کی احادیث میں ثابت کیا گیا ہے..... کہ پورا قرآن آئمہ کے سوا کسی نے جمع نہیں کیا..... ظاہر ہے کہ جو قرآن ہمارے پاس ہے..... وہ آئمہ کا جمع کیا ہوا نہیں..... لہذا اس کا ناقص ہونا ثابت ہے.....

عن الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن علی بن اسباط ' عن علی بن ابی منزہ' عن ابی بصیر' عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال فی قول اللہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ (فی ولایۃ علی وولایتہ الائمتہ من بعدہ)فقد فازا فوزا عظیما ھکذا نزلت.....

ترجمہ :- ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے.....

کہ اللہ تعالی کا قول ہے..... من یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی وولا یتہ الائمۃ من بعدہ فقد فازفوزا عظیما..... اس طرح نازل ہوا ہے.....

اب قرآن مجید میں..... "فی ولا یۃ علی وولایہ الائمۃ من بعدہ" کے الفاظ نہیں ہیں..... ان الفاظ کے بغیر آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا..... وہ کامیاب ہوگا..... مگر ان الفاظ کے اضافہ کے ساتھ آیت کا مطلب یہ ہوگا..... کہ کامیابی کا وعدہ صرف ان احکامات سے متعلق ہے.....

جو حضرت علیؓ اور دیگر آئمہ کی امامت سے تعلق رکھتے ہیں.....

سیدنا آدمؑ کو حسد کرنے کی سزا ملی :-

آدم علیہ السلام کو درخت کا پھل کھانے سے منع نہیں کیا گیا تھا..... بلکہ آئمہ پر حسد نہ کرنے کا پابند کیا گیا تھا..... اسی کے متعلق امام جعفر صادق کا قول ہے کہ.....

عن ابی عبد الله علیه السلام فی قوله ولقد عهدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی فاطمة والحسن والحسین والائمه من ذریتهم فنسی هکذا والله انزلت علی محمد صلی الله علیه وسلم۔ (اصول کافی صفحہ ۴۱۶ جلد ۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالی کا قول ہے..... ولقد عهدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی و فاطمة والحسن والحسین والائمة من ذریتهم فنسی ..... اللہ کی قسم اسی طرح محمد ﷺ پر نازل کیا گیا.....

اب قرآن شریف میں "کلمات فی محمد وعلی و فاطمه و الحسن والحسین والائمة من ذریتهم کے الفاظ نہیں ہیں..... آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو پہلے سے حکم دیا تھا..... مگر وہ بھول گئے..... اور وہ حکم دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے..... کہ ایک درخت کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی.....

مگر ان الفاظ کے ساتھ یہ مطلب ہوا کہ آدم علیہ اسلام کو محمد و علی و فاطمہ وحسنین و دیگر آئمہ کے متعلق کوئی حکم دیا گیا تھا..... اور وہ حکم اصول کافی کی دوسری روایات میں..... نیز اور بہت سی دوسری کتب

شیعہ میں موجود ہے..... کہ حضرت آدم کو آئمہ پر حسد کرنے کی ممانعت کی گئی تھی..... مگر انہوں نے حسد کیا اور اس کی سزا میں جنت سے نکال دیئے گئے.....

فائدہ :- اس عنوان پر اسی کتاب میں ..... "شیعہ اور توہین انبیا" کے تحت..... تفصیلات درج ہیں.....

قرآن سے علی کا نام نکال دیا گیا :-

عن ابی جعفر علیه السلام قال نزل جبریل بهذه الایة علی محمد صلی الله علیه وسلم بئسما اشتروابه انفسهم ان ان یکفروا بما انزلنا فی علی بغیا (اصول کافی صفحہ ۴۱۶ ج ۱)

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے..... کہ جبریل اس آیت کو محمد ﷺ پر اس طرح لے کر آئے تھے ..... به انفسهم ان یکفروا بما انزل الله (فی علی) بغیا اب قرآن مجید میں "فی علی" کے الفاظ نہیں ہیں..... بغیر اس لفظ کے اس آیت میں خدا کی ہر نازل کی ہوئی چیز کے انکار کی مذمت تھی..... مگر اس لفظ کے ساتھ صرف امامت علی کے انکار کی مذمت ہوئی.....

اسی کتاب کے باب مذکور میں..... امام باقر علیہ اسلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:.....

"نزل جبریل علیه السلام بهذه الایة علی محمد هکذا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (فی علی) فاتوبسورة

من مثله (صفحہ ۴۱۷ جلد ۱)

جبرائیل اس آیت کو محمد ﷺ پر اس طرح لے کر آئے تھے.....

ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (فی علی) فاتوا بسورة من مثله

اب اس آیت میں (فی علی) کا لفظ نہیں ہے..... اس آیت میں قرآن شریف کا معجزہ ہونا بیان فرمایا ہے..... کہ اس کے مثل کوئی ایک سورت بھی نہیں بنا سکتا..... (فی علی) کے لفظ سے معلوم ہوا کہ پورا قرآن مجید معجزہ نہیں تھا..... بلکہ اعجاز صرف ان آیتوں میں تھا ..... جو حضرت علی کے متعلق تھیں..... مگر افسوس کہ اب وہ آیتیں قرآن مجید میں نہیں ہیں.....

اسی کتاب کے باب مذکور میں امام علیہ السلام سے روایت ہے.....

قول الله عزوجل کبر علی المشرکین (بولایة علی) ماتدعوهم الیه (یا محمد من ولایة علی هکذا فی الکتاب مخطوطه..... (ص ۴۱۸ ج ۱)

اللہ عزوجل کا قول ہے کبر علی المشرکین (بولایة علی) ما تدعوهم الیه (یا محمد من ولایة علی) (اس طرح قرآن میں لکھا ہوا ہے۔)

آئمہ کے قرآن میں اس طرح ہوگا مگر ہمارے قرآن پاک میں تو اب (ولایته علی) اور یا محمد من ولایته علی ہیں نہیں..... آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ مشرکوں کو آنحضرت ﷺ کی دعوت دین ناگوار ہے..... مگر ان انوکھے الفاظ کے ملانے سے مطلب یہ ہوا کہ حضرت

علیؑ کی امامت میں جو لوگ شرک کرتے ہیں..... صرف ان کو آپ کی
دعوت دین..... اور وہ بھی فقط امامت علی کے متعلق ناگوار ہے.....
بقیہ آپ کی دعوت کسی کو ناگوار نہیں..... نہ توحید ناگوار ہے.....
نہ رسالت اور نہ کچھ اور..... لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اسی کتاب کے باب مذکور میں امام جعفر علیہ السلام سے روایت ہے:

قول اللہ تعالی سئل سائل بعذاب واقع للکافرین
(بولایۃ علی) ..... لیس لہ دافع ثم قال ھکذا واللہ نزل
بہا جبریل علیہ السلام علی محمد ..... (صفحہ ۳۲۲ جلد ۱)

اللہ تعالیٰ کا قول ہے..... "سئل سائل بعذاب واقع
للکافرین (بولایۃ علی) لیس لہ دافع"..... اسی طرح اللہ
کی قسم جبریل محمد ﷺ پر لے کر نازل ہوئے تھے.....

"بولایۃ علی" کا لفظ اس وقت قرآن کریم کی آیت میں نہیں ہے
..... آیت میں مطلق کافروں کے عذاب کا ذکر ہے..... کہ
اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا..... مگر اس لفظ کے ملانے سے آیت میں
..... صرف علی کے کفر کرنے والوں کا عذاب بیان ہوا ہے
..... کہ اس کو کوئی نہیں ٹال سکتا.....

آل محمد حقھم کے الفاظ حزف :-

اسی کتاب کے باب مذکورہ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔

احمد بن مھران عن عبدالعظیم بن عبداللہ عن محمد
بن الفضیل عن ابی حمزہ عن ابی جعفر قال: نزل جبریل علیہ

السلام بهذه الاية على محمد هكذا فبدل الذين ظلموا (آل محمد حقهم) قولا غير الذى قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا (آل محمد حقهم) رجزا من السماء بماكانو يفسقون

(صفحہ نمبر ۴۴۳ جلد ۱)

حضرت جبریل محمد ﷺ پر یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے..... فبدل الذين ظلموا (آل محمد حقهم) قولا غير الذين قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا (آل محمد حقهم رجزا من السماء بماكانو يفسقون.....

اب قرآن مجید کی اس آیت میں آل محمد حقهم کا لفظ دونوں جگہوں سے نکلا ہوا ہے..... بغیر اس لفظ کے اس آیت میں اسرائیل کے واقعہ کا بیان ہے..... کہ ان سے خدا نے فرمایا تھا کہ اس بستی میں جاؤ..... اور بستی میں داخل ہوتے وقت "حطة" کہنا.....

مگر انہوں نے ازراہ شرارت اس لفظ کو بدل دیا..... جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا..... مگر اس لفظ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ آیت میں ذکر بنی اسرائیل کا نہیں..... بلکہ (نعوذ باللہ) صحابہ کرامؓ کا حال بیان ہوا ہے..... کہ انہوں نے آل محمد پر ظلم کیا اور اس کی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب آیا.....

مگر افسوس کے واقعات سے اس مطلب کی تائید نہیں ہوتی.....

براہ عنایت کوئی مجتہد صاحب بتادیں..... کہ صحابہ کرامؓ نے رسول خدا کے سامنے کونسا ظلم آل محمد ﷺ پر کیا تھا..... اور کونسا عذاب ان پر آسمان سے آیا تھا.....

قرآن میں مومنون کی بجائے مامونون تھا :-

عن احمد بن عبدالعظیم عن الحسین بن صباح عمن اخبرہ قال قراء رجل عندا ابی عبدالله علیه السلام وقل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله والمومنون فقال لیس هکذا هی انما هی والما مونون فنحن المامونون.....

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی..... (قل اعملوا) یعنی اے نبی کہہ دو تم لوگ عمل کرو تمہارا عمل اللہ دیکھے گا اور اس کا رسول اور ایمان والے..... امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ یوں ہے۔..... (والمامونون) یعنی مامونون لوگ دیکھیں گے.....اور مامونون ہم آئمہ اثنا عشرۃ ہیں..... (اصول کافی)

قرآن میں انسانی کلام بڑھانے کی روایات :-

شیعہ کی معتبر کتاب احتجاجی طبرسی میں ہے..... کہ ایک زندیق سے جناب امیر نے فرمایا :.....

والذین بدافی الکتاب منه الازراء علی النبی صلی الله علیه وسلم من قریة الملحدین (احتجاج طبرسی ص ۱۲۹)

قرآن میں جو برائی نبی ﷺ کی ہے وہ ملحدوں کی افتراء کی ہوئی ہے.....

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے فرمایا.....

انهم اثبتوا فی الکتب مالم یقله الله لیلبسوا علی الخلیقة..... جامعین قرآن نے مخلوق کو دھوکا دینے کے لئے وہ باتیں قرآن میں بڑھادیں..... جو اللہ نے نہ فرمائی تھیں.....

نیز اسی روایت میں ہے ..... ولیس یسوغ مع عموم التقیة التصریح باسماء المبدلین ولا الزیاده فی ایاته غیر ما اثبتوه من تلقائهم فی الکتاب لما فی ذلک من تقویة حج اهل التعطیل والکفرو الملل لامنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذی قد استکان به الموافق والمخالف.....

تقیہ کی ضرورت اس قدر ہے کہ نہ میں ان لوگوں کے نام بتا سکتا ہوں..... جنہوں نے قرآن میں تحریف کی..... نہ اس زیادتی کو بتا سکتا ہوں..... جو انہوں نے قرآن میں اپنی طرف سے بڑھائی..... جس سے اهل تعطیل و اهل کفر ..... اور مذاہب مخالفین اسلام کی تائید ہوتی ہے..... اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے..... جس کے موافق مخالف سب قائل ہیں.....

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے ..... جمع قرآن کا قصہ اس زندیق سے یوں بیان فرمایا:.....

ثم دفعهم الا ضطراد بورود المسائل عمالا یعلمون تاویله الی جمعه و تاویله وتضمینه من تلقائهم ما یقیمون به دعائم کفرهم فصر منا دیهم من کان عنده شئی من القرآن فلیاتنا به ووکلوا تالیفه ونظمه الی بعض من وافقهم الی معاداة اولیاء الله فالفه علی اختیارهم.....

پھر جب ان منافقوں سے وہ مسائل پوچھے گئے..... جن کو وہ نہ جانتے تھے تو وہ مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کریں..... اس کی تفسیر کریں..... اور اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں بڑھائیں..... جن سے ان کے کفر کے ستون قائم ہوں..... لہذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جس کے پاس کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے..... اور ان منافقوں نے قرآن کے جمع وترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا..... جو دوستان خدا کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا..... اس نے ان کی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا.....

پھر اس مضمون کے سلسلہ میں جناب امیر نے فرمایا.....

وذادوا فیه ما ظهر تناکره وتنافره .....اور بڑھادیں انہوں نے قرآن میں وہ باتیں..... جن کا خلاف فضاحت ہونا..... اور قابل نفرت ہونا ظاہر تھا.....

چور کون ؟

سامعین محترم..... آپ کے سامنے احتجاج طبرسی کی اس روایت سے..... جہاں قرآن میں زیادتی ہو جانے کے دعویٰ کی تائید حضرت علی کی زبان سے ہوئی ہے..... وہاں ایک اور بات بھی ثابت ہو رہی ہے..... کہ حضرت علیؑ نے یہ تو بتادیا کہ قرآن کریم میں کفر کے ستون قائم ہو گئے ہیں..... مگر نہ تو ان اضافوں کی نشاندہی کی..... اور نہ ہی قرآن میں اضافہ کرنے والوں کے نام بتائے..... اس کی مثال تو بالکل ایسے ہے..... جیسے کوئی شخص یہ شور مچائے کہ میرے گھر میں

چوری ہو گئی ہے..... مگر نہ تو میں چوری شدہ مال کی تفصیل بتا سکتا ہوں ..... اور نہ ہی میں چوری کرنے والوں کو جاننے پہنچاننے کے باوجود کسی کو بتا سکتا ہوں..... تو ایسے شخص کو تو ہر آدمی یہی کہے گا کہ جناب..... پھر آپ کو دو باتوں میں سے ایک تسلیم کر لینی چاہئے..... اول یہ کہ آپ بزدل ہیں..... اور چوروں سے خوف زدہ ہیں..... یا پھر چور آپ کے گھر کے ہی ایسے افراد ہیں..... کہ جن کی پردہ داری آپ کو مقصود نہیں ہے.....

میرا شیعہ سے سوال یہ ہے کہ وہ بتائیں..... کیا واقعی حضرت علیؓ معاذ اللہ ایسے بزدل ہیں..... کہ وہ قرآن میں کمی یا زیادتی کرنے والوں کا نام تک بتانے کو تیار نہ تھے.....

یا پھر کہیں ان کو یہ شبہ تو نہیں تھا کہ قرآن مجید کے ساتھ..... ایسا گھناؤنا کھیل کھیلنے والے خود اپنے ہی لوگ تھے..... اس لئے ان کا نام بتانا خطرہ سے خالی نہ تھا.....

ویسے ایک بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب حضرت علیؓ تقیہ کی مصلحت کے باعث قرآن میں کفر کے قائم ہونے والے ستونوں کی نشاندہی کرنے ..... اور ان کفر کے ستونوں کو قائم کرنے والوں کا نام بتانا مصلحت کے خلاف سمجھتے تھے..... تو انہیں اس پوری داستان کو بیان کرنے کی ہی کیا ضرورت تھی.....

وہ سائل کو فرما دیتے ہیں کہ تیرے سوالات کا جواب میں مصلحت کے باعث نہیں دے سکتا..... مگر حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی ذات ان باتوں ہی سے بلند و بالا ہے..... ان روایات کا اندازہ ہی بتلاتا ہے.....

کہ یہ ابن سبا اور اس کی خاص ذریت کی فیکٹری ہی سے تیار کی گئی ہیں.....

الفاظ قرآن کی تبدیلی روایات کی نظر میں :-

علی بن ابر ہیم قمی جو امام حسن عسکری کے شاگرد ہیں..... وہ اس تفسیر میں لکھتے ہیں.....

واما ماکان خلاف ما انزل الله فهو قوله تعالی کنتم خیر امة اخرجت للناس (الایة) قال ابو عبدالله علیه السلام لقاری هذه الایة خیرامة یقتلون امیر المومنین والحسین بن علی فقیل له وکیف نزلت فقال انما نزلت ائمة اخرجت للناس۔

اور وہ چیزیں جو موجودہ قرآن میں خلاف ما انزل الله ہیں

..... ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کنتم خیرا مة اخرجت للناس..... امام جعفر صادق علیہ اسلام نے اس آیت کے پڑھنے والے سے فرمایا کہ واہ کیا اچھی امت ہے..... کہ امیر المومنین کو اور حسین بن علی کو قتل کر دیا..... پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی ..... امام نے فرمایا کہ خیر ائمة اخرجت للناس نازل ہوئی تھی.....

یعنی آیت میں اصل لفظ ائمہ تھا بجائے اس کے امتہ کر دیا گیا

..... آیات قرآنی کا مطلب یہ کے حق تعالی نے فرمایا کہ تم لوگ سب امتوں سے بہتر ہو..... امام جعفر صادق نے اس مطلب کو غلط قرار دیا..... کہ جن لوگوں نے علی اور حسین کو قتل کیا وہ کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں..... حالانکہ آیت میں خطاب صحابہ کرامؓ سے ہے نہ کہ قاتلان علی و حسین سے.....

(۳) احتجاج طبرسی کی مذکورہ بالا روایت میں ہے..... کہ جناب نے فرمایا:.....

ان الکنایۃ عن اسماء ذوی الجرائم العظیمۃ من المنافقین لیست من فعلہ تعالی وانھا من فعل المغیرین والمبدلین الذین جعلوا القرآن عضین واعتاضوا الدنیا من الدین.....

بڑے بڑے جرم والے منافقوں کے ناموں کا کنایات میں ذکر کر ..... اللہ تعالیٰ کا فعل نہیں ہے بلکہ یہ ان تحریف کرنے والوں کی کارواٗ ہے..... جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا.....

سامعین محترم..... چونکہ قرآن شریف میں کافروں و منافقو کا ذکر نام کے ساتھ نہیں ہے.....

مثلاً ومن الناس من یقول..... اور بعض لوگ ایسا کہتے ہیں.....یالیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا.....

اے کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا..... تو حضرت علیؑ سے جب اس زندیق نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا گیا..... تو بقول شیعہ کے جناب امیر فرماتے ہیں کہ خدا نے تو ان مقامات میں نام ذکر کئے تھے..... مگر جامعین قرآن نے بجائے نام کے اشارات و کنایات کے الفاظ رکھ دیئے ..... (استغفر اللہ)

اور کافی کتاب الروضہ صفحہ ۷۴ امیں ہے) عن الرضا علیہ السلام فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی علی وایدہ

بجنودلم تروها قلت هکذا قال هکذا نقراها وهکذا تنزیلها۔

امارضا علیہ السلام سے اس آیت غاراس طرح منقول ہے.....

کہ اللہ نے اپنا سکینہ اپنے رسول پراور علی پراتارا..... اور راوی کہتا ہے میں نے کہایہ آیت اس طرح ہے..... امام نے کہاہم اس طرح پڑھتے ہیں..... اوراسی طرح نازل ہوئی تھی..... اور تفسیر صافی کے ص ۱۴ میں ہے :.....

فی الجمع فی قرائة اهل البیت جاهدالکفار بالمنافقین و فیه عن الصادق انه قراء جاهد الکفار بالمنافقین قال ان رسول الله صلی علیه وسلم لم یقاتل منافقاقط انماکان یتالفهم و القمی ایضا انما نزلت یا ایها النبی جاهد الکفار بالمنافقین

مجمع البیان میں ہے کہ اہل بیت کی قرات میں..... جاهدالکفار بالمنافقین ہے..... نیز مجمع البیان میں امام صادق سے منقول ہے..... کہ انہوں نے جاهد الکفار بالمنافقین پڑھا ..... اور کہاکہ رسول خداﷺ نے کبھی کسی مناق سے قتال نہیں کیا..... بلکہ آپﷺ منافقوں کی تالیف کرتے تھے..... اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی..... کہ یا ایها النبی جاهد الکفار بالمنافقین ..... جبکہ اس وقت قرآن کریم میں جاهد الکفار والمنافقین ہے..... (تفسیر صافی صفحہ ۱۲ میں ہے۔)

قرئی علی ابی عبدالله علیه السلام واجعلنا للمتقین اماما فقال ابو عبدالله سالوا الله عظیما ان یجعلهم للمتقین امام فقیل له یا بن رسول الله کیف نزلت قال واجعل لنا من

المتقین اماما .....

امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی.....

واجعلنا للمتقین اماما..... تو امام نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ سے بڑی سخت درخواست کی کہ ان کو متقیوں کا امام بنادے..... کہا گیا اے فرزند رسول یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی..... فرمایا واجعل لنامن المتقین اماما ..... یعنی متقیوں سے کوئی امام ہمارے لئے بنا دے.....

سامعین محترم..... شیعوں نے شریعت الہیہ کو درہم برہم کرنے اور ختم نبوت کے انکار کے لئے..... مسئلہ امامت ایجاد کیا ..... اور کہا کہ امام ہر بات میں مثل نبی کے ہوتا ہے..... پھر امامت بھی بارہ اماموں میں منحصر کردی تھی..... قرآن مجید کی آیت مذکورہ میں انکو یہ اشکال نظر آیا کہ امام بننے کی دعا اس آیت میں تعلیم دی گئی ہے ..... جس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص امام بن سکتا ہے.....

لہذا انہوں نے یہ روایت تصنیف کردی..... کہ اصل آیت یوں تھی..... وجعل لنامن المتقین اماما ..... کیوں کہ اگر وہ اس آیت کو نظر انداز کردیتے ..... تو پوری شیعہ مذہب کی عمارت ہی دھڑم سے گر جاتی..... مگر شیعہ کی یہ چال کامیاب نہ ہو سکی..... کیونکہ نہ تو اس آیت سے اماموں کی تعداد کا صرف بارہ میں منحصر ہونا ثابت ہوتا ہے..... اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام کے سوا کوئی متقی نہیں ہوتا ہے..... کیونکہ دوسرے پارے میں سورۃ بقرہ میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے..... کہ اے ایمان والو تم پر روزے اس لئے

فرض کیے گئے ہیں..... تاکہ تم متقی بن جاؤ..... تو اب جب متقی ہر روزہ دار بن سکتا ہے..... تو شیعہ نے اس آیت کے بارے میں جو تاویل کی ہے..... وہ کسی کام کی نہ رہی..... کیونکہ قیامت تک متقیوں کا سلسلہ بھی جاری رہے گا..... اور وہ امام بھی بنتے رہیں گے.....

موجودہ قرآن تبدیل ہو گیا :-

سامعین محترم..... علماء شیعہ کا اقرار ہے کہ موجودہ قرآن کریم..... میں کمی اور زیادتی یعنی تبدیلی ہو گئی ہے.....

چنانچہ علامہ مرزا حسین بن محمد تقی نوری طبرسی..... اپنی کتاب فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب مطبوعہ ایران کے صفحہ ۲۱۱ میں لکھتے ہیں.....

الاخبار الکثیرة المعتبرة الصریحة فی وقوع السقط ودخول النقصان فی الموجود من القرآن زیادة علی مامر فی ضمن الادلة السابقة وانه اقل من تمام مانزل اعجازا علی قلب سیدالانس والجان من غیر اختصاصها باية او سورة وهی متفرقة فی الکتب المعتبرة التی علیها المعول عندالا صحاب جمعت ما عثرت علیها فی هذا الباب.....

بہت سی معتبر حدیثیں جو صاف بتا رہی ہیں کہ موجودہ قرآن میں کمی ہو گئی ہے اور اس میں سے بہت سا حصہ نکال دیا گیا ہے..... علاوہ اس کے جو سابقہ دلائل کے ضمن میں گزر چکا ہے..... اور یہ قرآن

مقدار نزول سے جو بطور اعجاز آنحضرت ﷺ کے قلب پر نزول ہوا تھا.....
بہت کم ہے..... کسی آیت یا سورت کی تخصیص نہیں ہے.....
اور یہ حدیثیں ان معتبر کتابوں میں ہیں..... جن پر ہمارے اصحاب کا اعتبار
ہے..... جس قدر حدیثیں مجھے ملیں..... میں نے اس باب میں
جمع کر دی ہیں..... اس کے بعد بکثرت کتابوں کے نام بتائے ہیں.....
اور روایات تحریف کے انبار لگا دیئے ہیں.....

قرآن کی تحریف پر شیعہ کا اتفاق :-

علامہ نعت اللہ محدث جزائری کا دعویٰ مرزا امین بن محمد تقی نوری طبرسی نے اپنی تصنیف فصل الخطاب کے صفحہ ۳۰ میں نقل کیا ہے کہ

قال السید المحدث الجزائری فی الانوار مامعناہ ان الاصحاب قد اطبقوا علی صحة الاخبار المستفیضة بل المتواترہ الدالة یصریها علی وقوع التحریف فی القرآن کلاما وما دة واعرابا والتصدیق بها (فصل الخطاب ص ۳۰)

سید محدث (نعمت اللہ) جزائری نے کتاب انوار میں لکھا ہے
..... جس کا مطلب یہ ہے کہ امامیہ کا اتفاق اس بات پر ہے.....
کہ وہ مستفیضی بلکہ متواتر حدیثیں..... جو قرآن کی تحریف پر
صریح دلالت کرتی ہیں..... صحیح ہیں..... اور یہ تحریف کلام
میں بھی ہے..... مادہ میں بھی ہے..... اعراب میں بھی ہے
..... ان احادیث کی تصدیق پر سب متفق ہیں.....

تحریف قرآن کا ثبوت :-

تحریف قرآن ثابت کرنے والی روایات دوہزار سے زائد ہیں

..... چنانچہ صاحب فصل الخطاب علامہ نوری طبرسی..... اپنی سی کتاب کے صفحہ ۲۷۷ پر محدث جزائری کا قول نقل کرتے ہیں.....

وھی کثیرة جدا حتی قال السید نعمة الله الجزائری فی بعض مولفاته کما حکی عنه ان الاخبار الدالة علی ذلک تزید علی الفی حدیث وادعی استفاضتها جماعه کالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسی و غیرهم بل الشیخ ایضا صرح فی التبیان بکثرتها بل ادعی تواترها جماعة یاتی ذکرهم .....

ترجمہ : تحریف قرآن کی حدیثیں بہت ہیں..... یہاں تک کہ سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تصنیفات میں..... جیسا کہ ان سے منقول ہے..... لکھا ہے کہ تحریف کی روایات دوہزار سے زیادہ ہیں ..... اور ایک جماعت نے ان روایات کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے..... مثل مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم کے ..... بلکہ شیخ نے تبیان میں ان روایات کے کثیر ہونے کی تصریح کی ہے..... بلکہ ایک جماعت نے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے..... ان لوگوں کا ذکر آگے چل کر کروں گا.....

پھر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں.....

واعلم ان ذلک الاخبار منقولة من الکتب المعتبرة التی علیها معمول اصحابنا فی اثبات الاحکام الشرعیة والاثار النبویة.....

جاننا چاہئے کہ یہ حدیثیں ان معتبر کتابوں سے منقول ہیں.....
جن پر ہمارے اصحاب کا احکام شریعہ اور احکام نبویہ کے ثابت کرنے میں دار
مدار ہے.....

علامہ مجلسی کا دعوی :-

تحریف قرآن ثابت کرنے والی روایات متواتر ہیں.....اور
مسئلہ امامت کی روایت سے کم نہیں ہیں.....چنانچہ لکھتے ہیں۔

و عندی ا ن الا خبار في هذ الباب متواترة معنے و طرح جميها بوجب رفع الاعتماد عن الاخبار راسابل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا يقصر من اخبار الامامة فكيف - يثبتونها بالخير.....

میرے نزدیک تحریف قرآن کی حدیثیں متواتر ہیں.....اور
ان سب کو غیر معتبر قرار دینے سے فن حدیث سے اعتبار جاتا رہے گا
.....بلکہ میرا خیال ہے کہ تحریف قرآن کی روایات.....مسئلہ
امامت کی روایات سے کم نہیں ہیں.....اگر اگر یہ روایات قابل اعتبار نہ
ہوں.....تو مسئلہ امامت کو کس طرح روایت سے ثابت کیا جاسکتا
ہے.....

علامہ نوری طبرسی کا دعویٰ :-

حضرت علیؓ کا ایک قرآن مخصوص تھا اسی کے تحت علامہ نوری طبرسی کہتے ہیں

كان لا مير المومنين عليه الاسلام قرانا مخصوصا جمعه بنفسه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم وعرضه على القوم فاعرضوا عنه فحجبه عن اعينهم وكان ولده عليهم السلام يتوارثونه امام عن امام كسائر خصائص الامامه وخزائن النبوة و هو عند الحجه (عجل الله فرجه) يظهره للناس بعد ظهوره و يامرهم بقراته وهو مخالف لهذا القرآن الموجوده من حيث التاليف وترتيب السور والايات بل الكلمات ايضا ومن جهة الزيادة والنقيصة وحيث ان الحق مع على عليه السلام وعلى مع الحق فى القرآن الموجوده تغيير من جهتين وهو المطلوب (فصل الخطاب ص ۹۷)

ترجمہ :- امیر المومنین کا ایک قرآن مخصوص تھا.....جو خود انہوں نے بعد وفات رسول خدا ﷺ کے جمع کر کے صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا.....مگر انہوں نے اس سے منہ پھیرا.....لہذا جناب امیر نے اس کو ان کی نظر سے پوشیدہ کر دیا..... اور وہ ان کی اولاد کے پاس رہا..... ایک امام سے دوسرے امام کو مثل اور خصائص امامت و خزائن نبوت کے میراث میں ملتا رہا.....اور اب وہ امام مہدی کے پاس ہے .....جب وہ ظاہر ہوں گے تو اس کو نکال لیں گے.....اور لوگوں کو اس کے پڑھنے کا حکم دیں گے.....اور وہ قرآن اس موجودہ قرآن سے ترتیب سورت و آیات..... بلکہ ترتیب الفاظ میں بھی مخالف ہے ..... اور کمی بیشی کے لحاظ سے بھی..... اور چونکہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں.....اس لئے ثابت ہو گیا

.....کہ موجودہ قرآن میں دونوں قسم کی تحریف ہے

یہی مقصود ہے.....

قائلین تحریف قرآن :-

محمد بن یعقوب کلینی

علی بن ابراہیم قمی

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی

بھی تحریف قرآن کے قائل تھے.....

چنانچہ تفسیر صافی کے دیباچہ میں علامہ محسن کاشی لکھتے ہیں۔

واما اعتقاد مشایخنار حمهم الله فی ذلک فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراه انه کان یعتقد التحریف و النقصان فی القرآن لانه روی روایات فی هذه المغی فی کتابه الکافی ولم یتعرض لقدح فیها مع انه ذکر اول الکتاب انه کان یثق بما رواه فیه وکذالک استاذ علی بن ابراهیم القمی فان تفسیره علومنه وله غلوفیه وکذالک الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی

اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ اس بارے میں یہ ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی ..... قرآن کی تحریف و نقصان کے قائل تھے.....

کیونکہ انہوں نے تحریف کی روایتیں اپنی کتاب کافی میں لکھی ہیں.....

اور ان پر جرح نہیں کی حالانکہ انہوں شروع کتاب میں تصریح کی ہے.....

کہ جس قدر روایات اس کتاب میں ہیں..... سب ان کے نزدیک

معتبر ہیں.....اور اسی طرح ان کے استاذ علی بن ابراہیم قمی.....
کہ ان کی تفسیر روایات کی تحریف سے لبریز ہے.....اور ان کو اس میں غلو
ہے..... اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی.....

مولوی دلدار علی کا دعویٰ :-

دور آخر کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی صاحب..... عماد
الاسلام میں لکھتے ہیں.....میں ان کی عبارت استقصاء الافحام
سے نقل کرتا ہوں.....

قال اية الله فی العالمين احله الله دارلسلام فی عماد
لاسلام بعد ذكر نبذ من احاديث التحريف الماثورة عن سادات
الانام عليهم الاف و التحية والسلام مقتضى تلك الاخبار ان
التحرف فی الجملة فی هذا القرآن الذی بين ايدينا بحسب
زيادة بعض الحروف ونقصانه بل بحسب بعض الالفاظ
وبحسب الترتيب فی بعض المواضع قد وقع بحيث لايشک
فيه مع تسليم تلك الاخبار.....

آية الله فی العالمين..... یعنی مولوی دلدار علی نے
عماد الاسلام میں..... چند احادیث تحریف کی جو سرداران خلق یعنی
آئمہ اثنا عشرہ علیہم السلام سے مروی ہیں..... نقل کر کے
فرمایا ہے کہ ان احادیث کا مقتضی یہ ہے..... کہ کچھ نہ کچھ تحریف
اس قرآن میں جو ہمارے سامنے ہے ضروری ہو گئی ہے.....بلحاظ ترتیب
کے بھی بعض مقامات میں ان احادیث کے تسلیم کر لینے کے بعد اس میں کچھ

شک نہیں کیا جاسکتا .....

حضورؐ نے اصلی قرآن چھپادیا :-

شیعہ مجتہد اعظم مولوی دلدار علی اپنی کتاب عمادالاسلام میں لکھتا ہے.....اور یہ حوالہ ازالۃ الغین سے پیش کیا جاتا ہے.....

ومنها انه معلوم من حال النبی کمالا یخفی علی المتفحص الزکی ذی الحدیث الصائب انه مع کمال رغبته علی تخلیفه علیا کان فی غایة التقیة من قومه ولهذا عندی دلائل وامارات لایسع المقام ذکر ها فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضة الاسلام الظاهری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمة واسماء الـ نافقین مثلا عند محارم اسراره کعلی بامر الله لئلا یرتد القوم باسرهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذلک و اظهرهم بقدرما علم المصلحة فی اظهاره ولما کانوا هم الباعثین للنبی علی ذلک کان الاسناد الیهم فی محله.....

ترجمہ : منجملہ تحریف کی صورتوں کے ایک یہ ہے.....کہ نبی کا حال معلوم ہے.....اور سمجھ دار ذہین آدمی جو تلاش کرے .....اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آپ باجود یہ کہ نہایت رغبت اس بات کے رکھتے تھے کہ علی کو اپنا خلیفہ بنائیں.....

مگر اپنی قوم کی طرف سے بہت تقیہ کرتے تھے.....اس بات کے لئے میرے پاس دلائل وعلامات ہیں.....پس یہ احتمال قرین عقل

کے ہے..... کہ نبی نے اسلام ظاہر کی حفاظت کے لئے..... حکم خدا اصلی قرآن جس میں ائمہ کے نام..... اور منافقوں کے نام کی آیتیں تھیں..... اپنے محرم راز یعنی علی کے پاس ودیعت رکھوادیا..... تاکہ تمام لوگ مرتد نہ ہو جائیں..... کیونکہ آپ کو ان کا حال معلوم تھا کہ وہ ان آیات کو برداشت نہ کر سکیں گے..... اور آپ نے صرف اسی قدر قرآن ان پر ظاہر کیا..... جس کا ظاہر کرنا آپ کے نزدیک قرین مصلحت تھا..... اور چونکہ اصلی قرآن کے چھپاڈالنے کا سبب صحابہ تھے..... اس لئے یہ کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تحریف کردی بالکل صحیح ہے.....

ترجمہ مولوی مقبول کی ایک جھلک :-

ہندوستان کے بارہ مجتہدین کی تصدیقات سے منظر عام پر آنے والے ترجمہ مولوی مقبول کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں..... کیونکہ شیعوں کا یہ ترجمہ ۱۳۲۷ھ میں لکھا گیا ہے..... اور جب سے اب تک برابر پاک وہند میں شائع ہو رہا ہے..... اور اس پر بارہ اماموں کی تعداد کے برابر مجتہدین..... اور اکابر شیعہ کی تقریظات اور دستخط موجود ہیں..... کہ یہ ترجمہ تفسیر اہل بیت کے بالکل مطابق ہے..... اور مومنین کا کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہئے..... وہ علمائے و مجتہدین شیعہ درج ذیل ہیں.....

۱۔ آیت اللہ اعلم العصر سید احمد علی نقوی لکھنوی متوفی ۱۳۸۸ھ

۲۔ شمس الواعظین سید محمد مجتہد دہلوی متوفی ۱۳۹۲ھ

۳۔ مجتہد العصر عمدۃ العلماء سید قلب حسین لکھنوی متوفی ۱۳۸۳ھ

۴۔ سرکار شریعت مدار مجتہد العصر سید نجم الحسن لکھنوی حوفی ۱۳۵۷ھ

۵۔ استاذ الکل مجتہد العصر سید ظہور حسین لکھنوی متوفی ۱۳۵۷ھ

۶۔ بحر العلوم مجتہد العصر سید یوسف حسین امروہوی متوفی ۱۳۵۲ھ

۷۔ قمر الاقمار مجتہد سید سبط نبی نوگانوی متوفی ۱۳۴۶ھ

۸۔ فقیہ اہل بیت مجتہد سید محمد باقر لکھنوی متوفی ۱۳۹۲ھ

۹۔ آقائے سید مجتہد محمد ہادی لکھنوی متوفی ۱۳۵۷ھ

۱۰۔ مجتہد اعظم سید باقر ناصر حسین لکھنوی متوفی ۱۳۶۱ھ

۱۱۔ قدوۃ العلماء مجتہد سید آقائے حسن لکھنوی متوفی ۱۳۴۸ھ

۱۲۔ ناصر الشیعہ مجتہد پنجاب سید علی الحائری لاہوری متوفی ۱۳۴۰ھ

اس ترجمہ کے حواشی میں مذکورہ مجتہدین شیعہ کی تصدیق و توثیق کے ساتھ..... جگہ جگہ تصریحات کی گئی ہیں..... کہ قرآن کریم کی تحریف کردی گئی ہے..... یہاں بطور نمونہ پانچ تصریحات ذکر کرتا ہوں.....

(۱) سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۳۳ ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراھیم وآل عمران علی العلمین کے ذیل میں لکھتے ہیں.....

ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و آل ابراھیم وآل عمران وآل محمد علی العلمین..... تو لوگوں نے اصل کتاب سے لفظ آل محمد کو گرادیا ..... تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ..... کہ لفظ آل محمد اس آیت میں موجود تھا..... مگر اس کو لوگوں نے منادیا ایک اور روایت میں ہے..... کہ اصل یہ آیت یوں

تھی آل ابراھیم و آل محمد بجائے لفظ محمد کے عمران بنادیا گیا۔ (تفسیر قمی صفحہ ۱۰۵)

شر الی خلفاء کی خاطر قرآن تبدیل :-

(۲) سورۃ یوسف کی آیت ثم یاتی من بعد ذالک عام فیه یغاث الناس وفیه یعصرون کا ترجمہ کیا ہے..... کہ "پھر اس کے بعد ایک ایسا برس آئے گا..... جس سے لوگ سیراب ہو جائیں گے..... اور جس میں وہ نچوڑیں گے..... (سورہ یوسف ۴۹)

پھر اس پر حاشیہ لکھا ہے..... کہ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے..... کہ جناب امیر المومنین علیہ اسلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی..... ثم یاتی من بعد ذالک عما فیه یغاث لناس و فیه یعصرون..... یعنی یعصرون کو معروف پڑھا..... جیسا کہ آپ موجودہ قرآن شریف میں دیکھتے ہیں..... حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر وہ کیا نچوڑیں گے ..... آیا خمر نچوڑیں گے..... اس شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین پھر میں اسے کیونکر پڑھوں..... فرمایا خدا نے تو یوں نازل فرمایا ہے.....ثم یاتی من بعد ذالک عام فیه یغاث الناس وفیه یعصرون یعنی یعصرون کو مجہول بتلایا..... جس کے معنی میں یہ فرمایا کہ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائے گا..... اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول لائے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا ..... (اور ہم نے لوگوں کیلئے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا) ..... آگے مترجم اور محشی مقبول احمد دہلوی "قول مترجم" کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے

..... معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں اعراب لگائے گئے ہیں
..... تو شراب خور خلفاء کی خاطر یعصرون کو یعصرون سے بدل
کر..... معنی زیر و زبر کیا گیا ہے..... یا مجہول کو معروف سے
بدل کر لوگوں کے لئے ان کے کرتوت کی معرفت آسان کر دی ہے
..... ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں..... جو تفسیر یہ لوگ
کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو..... اور تفسیر کرنے والے کا
عذاب کم نہ کرو..... ہاں جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے
مطلع کر دو..... قرآن مجید کو اس کی اصل حالت پر لانا جناب صاحب
العصر علیہ السلام کا حق ہے..... اور ان ہی کے وقت میں وہ حسب
تنزیل خدائے تعالیٰ پڑھا جائے گا..... (صفحہ ۴۷۹)

سورۃ احزاب سورۃ بقرہ سے طویل تھی :-

سورہ احزاب کی آخری آیت کے آخری کلمات وکان اللہ غفورا
رحیما کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ..... "ثواب الاعمال" میں جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے..... کہ سورہ احزاب سورہ
بقرہ سے بھی زیادہ طویل تھی..... مگر چونکہ اس میں عرب کے مردوں اور
عورتوں کی عموماً اور قریش کی خصوصاً بداعمالیاں ظاہر کی گئی تھیں.....
اس لئے اسے کم کر دیا گیا اور اس میں تحریف کر دی گئی۔ (صفحہ ۸۵۳)

(۴) سورہ الرحمٰن کی آیت ۳۹ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انیس
ولا جان کے ذیل میں لکھتے ہیں..... بشارت الشیعہ میں ہے
..... میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام رضا علیہ اسلام کو یہ فرماتے سنا

.....کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ دکھائی دیں گے..... نہیں واللہ.....بلکہ ایک بھی نہیں.....میں نے عرض کی کہ یہ بات کتاب خدا میں بھی کہیں ہے..... پس حضرت علیہ السلام نے ایک سال تک جواب نہ دیا..... میسرہ کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد ایک دن میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ طواف میں تھا.....کہ یکایک فرمایا اے میسرہ مجھے تیرے فلاں سوال کا جواب دینے کی اجازت آج ملی ہے..... میں نے عرض کیا اچھا حضورؑ..... وہ مقام قرآن میں کہاں ہے..... فرمایا سورۃ رحمان میں ہے.....اور وہ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے

.....فیومئذ لایسئل عن ذنبہ منکم انس ولا جان .....

میں نے عرض کی کہ اس جگہ منکم تو نہیں ہے.....

فرمایا پہلی آیات جس میں ابن اروی (یعنی عثمان غنی بن عفان) نے تحریف کی یہی ہے.....(صفحہ ۱۰۶۳)

(۵) سورہ محمد کی آیت ۹ ذالک بانھم کرھوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالھم کے ذیل میں لکھتے ہیں.....کہ ذالک بانھم کرھوا انزل اللہ (الخ)..... تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے.....کہ جبریل علیہ السلام نے جناب رسول خداﷺ کو یہ آیات یوں سنائی تھی.....ذالک بانھم کرھوا ما انزل اللہ فی علی..... مگر مرتدین نے "نام" اڑا دیا.....پس اس کا نتیجہ بھگتیں گے جو آگے بیان فرمایا ہے.....اعمالھم (صفحہ ۱۰۱۱)

ترجمہ سید فرمان علی کی ایک جھلک :-

پانچ شیعہ مجتہدین کی تصریحات سے..... شائع ہونے والے

ترجمہ سید فرمان علی کی ایک جھلک .....ملاحظہ فرمایئے :-

جناب سید فرمان علی صاحب کا یہ ترجمہ پاک وہند میں بار بار شائع ہو

ا ہے.....اور اس پر ان اکابرین شیعہ کی تصدیقات ہیں.....

ا۔	جناب السید نجم الحسن مجتہد	متوفی ۱۳۵۷ھ
۲۔	جناب السید محمد باقر مجتہد	متوفی ۱۳۴۶ھ
۳۔	جناب السید ظہور حسین مجتہد	متوفی ۱۳۵۷ھ
۴۔	جناب السید کلب حسین مجتہد	متوفی ۱۳۸۳ھ
۵۔	جناب سید ناصر حسین مجتہد	متوفی ۱۳۴۱ ھ

مزید تسلی کے لئے دیکھئے پیر محمد ابراھیم ٹرسٹ۔ ۱۳۹ فاران ہاؤسنگ سوسائٹی علی روڈ کراچی نمبر ۵ کے مطبوعہ نسخہ ہے.....جس میں مذکورہ بالا مجتہدین کی تصدیقات کے ساتھ اقرار تحریف کے نمونے بھی درج ہیں.....

(ا) آیات تطہیر میں تحریف :-

سورہ احزاب کا چوتھا رکوع (آیت نمبر ۲۸ تا ۳۴) پورے کا پورا آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات سے متعلق ہے.....اسی ذیل میں آیت نمبر ۳۳ کا یہ جملہ بھی ہے جو "آیات تطہیر" کے نام سے موسوم ہے۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم

تطہیرا (الاحزاب ۳۳)

ترجمہ : اے پیغمبر ﷺ کے اہل بیت..... خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو وہ (ہر طرح) کی برائی سے دور رکھے.....اور جیسا پاک وپاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک اور پاکیزہ رہے.....(ترجمہ فرمان علی)

اس آیت کریمہ میں ازواج مطہراتؓ کو "اہل بیت" سے خطاب کر کے..... ان کی تطہیر کامل کا اعلان فرمایا گیا ہے..... قرآن کریم کی اس نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے.....کہ ازواج مطہراتؓ اہل بیت بھی ہیں..... اور فیصلہ خداوندی کے مطابق پاک ومطہر بھی ہیں.....

مترجم اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کو اہل بیت سے عداوت..... اور اللہ تعالی کے اس قطعی فیصلہ سے انحراف ہے.....وہ اس آیت کی کوئی ایسی تاویل بھی نہیں کر سکتے.....جس کے ذریعہ آیت تطہیر کا روئے سخن ازواج مطہراتؓ سے ہٹا کر کسی اور کی طرف پھیرا جا سکے.....اس لئے کہ ما قبل و مابعد میں خطاب ازواج مطہراتؓ سے ہی چلا آرہا ہے.....اور یہ ممکن ہے کہ درمیان کا ٹکڑا کسی اور سے متعلق قرار ادے دیا جائے

.....جناب مترجم نے اس مشکل کا حل یہ نکالا ہے.....کہ یہاں قرآن میں تحریف کر دی گئی ہے.....آیت کا یہ ٹکڑا کسی اور جگہ کا تھا

.....جسے (نعوذباللہ) خود غرضی کی وجہ سے یہاں جڑ دیا گیا

.....مترجم کے الفاظ یہ ہیں.....

"اس آیت کو درمیان سے نکال لو.....اور ما قبل ومابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی..... بلکہ ربط اور بڑھ جاتا ہے

.....جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں.....
بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کر دی گئی ہے.....مترجم کی
اس عبارت سے دو باتیں واضح ہوئیں.....ایک یہ کہ اگر قرآن کریم
صحیح اور برحق ہے.....اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے.....تو یہ
آیت تطہیر لامحالہ ازواج مطہراتؓ کے حق میں ہے.....اور وہ ہی قرآنی
خطاب "اہل بیت" کا مصداق ہیں.....دوم یہ کہ مترجم اور ان کے ہم
عقیدہ لوگوں کے نزدیک قرآن کریم تحریف شدہ ہے.....اس میں
کسی " خاص غرض " کی وجہ سے تغیر و تبدل کر دیا گیا ہے.....
العیاذ باللہ..... استغفر اللہ .....

(۲) آیت رحمت و برکات میں تحریف :-

(مترجم کی بد قسمتی سے قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی "اہل
بیت" کا خطاب "نبی کی بیوی" کے لئے استعمال ہوا ہے.....
سورہ ہود آیت ۷۳ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ مقدسہ کے ساتھ
فرشتوں کا مقالمہ مذکورہ ہے.....جس میں فرشتوں نے ان کو "اہل
بیت کے لفظ سے خطاب کیا.....

قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت
انہ حمید مجید.....

ترجمہ :- وہ فرشتے بولے (ہائیں) تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی
ہو..... اے اہل بیت (نبوت) تم پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں
نازل ہوں.....اس میں شک نہیں کہ وہ قابل حمد و (ثنا) بزرگ ہے

..... (ترجمہ فرمان علی)

چونکہ اس آیت کریمہ میں نبی کی بیوی کو فرشتوں نے اہل بیت کے لفظ سے خطاب کیا ہے..... جس سے ہر قاری قرآن کا ذہن فورا اس طرف منتقل ہوگا کہ نبی کی بیوی بھی اس کے اہل بیت میں شامل ہے

.....اور یہ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ ان کے اہل بیت میں شامل ہے.....(جس کی گواہی اللہ تعالی کے مقدس فرشتے دے رہے ہیں) ..... تو حضرت محمد ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کی اہل بیت میں کیوں شامل نہ ہوں گی.....

آیت شریفہ کا یہ مفہوم اور یہ نتیجہ ایسا کھلا ہوا اور بدیہی ہے..... کہ کسی معمولی عقل وفہم کے آدمی کو بھی اس کے سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آسکتی ..... اور نہ اس میں کسی ادنی تاویل کی گنجائش باقی رہتی ہے .....سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے گا.....کہ نعوذباللہ قرآن کریم کی یہ آیت ہی غلط ہے.....

چنانچہ مترجم نے اہل بیت نبوی کی عداوت سے مجبور ہو کر یہی راستہ اختیار کیا..... مترجم لکھتے ہیں کہ اس مقام پر یہ شبہ نہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو .....خدا نے اہل بیت میں داخل کیا ہے کیونکہ اس کے قبل کی آیت میں..... قبل کی آیت میں نہیں بلکہ اس آیات کے پہلے جملہ میں (مرتب).....جتنا خطاب حضرت سارہ علیہا السلام کی طرف ہے.....یعنی واحد مونث کے صیغہ سے ہے..... اور اس آیت میں ضمیر کم جمع مذکر "حاضر" کی ہے..... اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب کچھ اور لوگ ہیں ..... اور یہ

آیت یہاں خواہ مخواہ داخل کی گئی ہے ..... (صفحہ ۲۱۱)

گویا مصنف کو صاف صاف اقرار ہے کہ اگر قرآن کریم صحیح ہے ..... اور ہر قسم کی غلطی اور تحریف سے پاک ہے ..... تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم کے نص قطعی کی رو سے ..... ازواج نبی بغیر کسی شک وشبہ کے اہل بیت میں شامل ہیں ..... اگر اس عقیدہ کو تسلیم نہ کیا جائے تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ..... کہ قرآن کریم کو غلط تسلیم کیا جائے ..... (نعوذ باللہ من الکفر و الشقاق)

آیت وانا لہ لحافظون میں تحریف :-

خود قرآن کریم میں ہی اللہ تعالی نے اپنی اس لاریب کتاب کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے ..... انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ..... (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹)

بے شک ہم نے ہی تو قرآن نازل کیا ہے ..... اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں ..... (ترجمہ فرمان علی)

یہ آیت کریمہ مترجم سید فرمان علی کے عقیدہ تحریف قرآن کی جڑ کاٹ دیتی ہے ..... مگر چونکہ ان کا قرآن کریم کے بجائے قرآن کی طرف منسوب روایت تحریف پر ایمان ہے ..... اس لئے مترجم نے اس آیت کی ایسی تاویل کر ڈالی ..... جس سے ان کے امام کے عقیدہ تحریف پر کوئی آنچ نہ آئے .....

چنانچہ اس آیت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ذکر سے ایک تو قرآن مراد

ہے ..... جس کو میں نے ترجمہ میں اختیار کیا ہے ..... تب ہی
کی تحریف کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو ضائع ہونے نہ ہونے دیں گے
..... پس اگر دنیا میں ایک نسخہ بھی قرآن مجید کا اپنی اصلی حالت پر
ہو ..... تب بھی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ محفوظ ہے ..... اس کے
مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں
کر سکتا ..... کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانے تک قرآن مجید میں کیا کیا
تغیرات ہو گئے ہیں ..... کم از کم اس میں تو شک ہی نہیں کہ ترتیب میں
تبدیلی آگئی ہے ..... اور یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر ہر نسخہ محفوظ رکھیں
گے .....

کیونکہ اس زمانے میں چھاپہ خانوں کی طرف سے .....
روزانہ سیکڑوں اور ہزاروں اوراق قرآن پاک کے برباد کئے جاتے ہیں
..... دوسرے ذکر سے مراد جناب رسالت مآب ﷺ ہیں .....
تب مطلب یہ ہوگا کہ کفار کے شر سے خدا آپ کو محفوظ رکھے گا .....
(حاشیہ صفحہ ۴۶۹)

فائدہ : ترجمہ مولوی مقبول اور ترجمہ سید فرمان علی کے بارے میں
تمام تر بیان کردہ تفصیلات ..... بقیۃ السلف مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مدظلہ العالی کی کتاب ..... شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم سے نقل
کی ہیں .....

سامعین گرامی قدر ..... اب جبکہ آپ کے سامنے میں نے شیعہ
کی مستند ترین کتاب سے درجنوں حوالہ جات ..... اور اس سے بڑھ کر
نامور شیعہ مجتہدین و محققین کے اقوال پیش کر کے ..... یہ ثابت کر چکا

ہوں کہ تحریف قرآن کا عقیدہ شیعہ کا متفقہ عقیدہ ہے..... اور اس سے کسی صورت بھی شیعہ کو راہ فرار نصیب نہیں ہو سکتی..... اور نہ ہی اس کا کوئی عذر قابل سماعت ہو سکتا ہے..... تو اب اس کی صرف ایک ہی صورت باقی رہ سکتی ہے..... جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ ایسا تحریف قرآن کا منکر شیعہ..... اپنے تمام ان مجتہدین و مصنفین کے کفر کا نعرہ بلند کرے..... جنہوں نے عقیدہ تحریف قرآن کا شد و مد سے صرف اقرار ہی نہیں کیا..... بلکہ اسے ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے..... اور ایسا کرنا کسی بھی صاحب عقل شیعہ کے لئے ممکن نہیں ہے..... کیونکہ اس سے پھر مذہب شیعہ کی بنیاد ہی کٹ کر رہ جائے گی.....

آخر میں اب میں بارگاہ ایزدی میں سجدہ شکر بجالاتا ہوں..... کہ اس پروردگار عالم نے چودہ سو سال سے اہل سنت سے ہی خدمت قرآن کا کام لیا ہے..... اور انہی کے سینوں کو قرآن کریم کا سفینہ بنا کر اپنی دولت بے پایا سے فیض یاب کیا ہے..... اور آج ہم چودہ سو سال کے بعد عالم کفر کے سامنے چیلنج کے طور پر یہ کہنے کی طاقت رکھتے ہیں..... کہ آؤ اس قرآن کریم کی صداقت کو ملاحظہ کرو..... کہ ایک سات سال کے ہمارے بچے کی زبان پر جس قرآن کی تلاوت ہے..... اس میں اور استنبول کے عجائب گھر میں موجودہ عثمان غنیؓ کی شہادت کے گواہ قرآن کے نسخہ میں..... ایک لفظ یا حرف تک کا فرق نہیں ہے.....

سامعین محترم..... عقیدہ تحریف قرآن کی سب سے بڑی ☑ الی یہ ہے کہ اس عقیدہ کے بعد انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے..... کہ رب

کریم نے جو قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا وہ جھوٹا ثابت ہوا..... اور جب لوگ معاذ اللہ قرآن کریم کو بدل رہے تھے..... خالق کائنات اس وقت اس کی حفاظت کرنے سے عاجز آ گیا..... اور تیسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے یہ اعلان کیا تھا..... کہ میں اس کی حفاظت کروں گا .....اس وقت اسے یہ علم نہ تھا کہ چند ہی سالوں بعد یہ قرآن کریم بدل دیا جائے گا.....

اس طرح تحریف قرآن کا معتقد گروہ اللہ تعالی کو معاذ اللہ..... جھوٹا عاجز اور جاہل قرار دینے کا عملا اعلان کرتا ہے..... حالانکہ ایسا سوچنا بھی ایمان کے منافی ہے..... اللہ تعالی ہمیں قرآن کریم کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے.....اور اسے ماں کی آغوش سے لر کر قبر کی آغوش تک.....اپنے سینے سے لگائے رکھنے کی توفیق سے نوازے....

آمین ثم آمین

وما علینا الی البلاغ المبین .

اسلام اور تقیہ و کتمان

خطبہ:۔

الحمد لله وكفى..... والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى ..... وعلى اله واصحابه الاتقياء..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم..... بسم الله الرحمن الرحيم..... ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينت والهدى من بعد ما بينه للناس فى الكتاب اولئک يلعنهم الله ويلعنهم اللعنون.....

(پارہ ۲ سورہ البقرہ ایت ۱۵۹)

قال النبى صلى الله عليه وسلم افضل الجهاد كلمه حق عند سلطان جائر! صدق الله العظيم..... و صدق رسوله النبى الكريم..... و نحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين..... والحمد لله رب العالمين .....

تمہید:۔

واجب التکریم

حضرات علماء کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

اور نوجوان ساتھیو

سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

آج میری تقریر کا عنوان ہے "اسلام اور تقیہ" ہے.....

اسلام پوری کائنات کے لئے مشعل راہ ہے:۔

اسلام اللہ کا وہ آخری دین ہے..... کہ جسے کائنات انسانی کی ہدایت و فلاح کے لئے اتارا گیا ہے..... بلکہ اس سے قبل بھی انبیاء علیہم السلام جو شرائع لے کر دنیا میں آئے..... ان کا مقصد بھی مخلوق کا رشتہ اللہ سے جوڑنا..... اور انسانوں کو اس زمین پر اللہ کی مرضی کے مطابق..... زندگی کے تمام شعبوں میں عمل کرنے کا درس دینا تھا.....

اسلام کے بارہ میں تو سورہ فتح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ..... "کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق دے کر..... اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیں" ..... جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام بڑھنے پھیلنے اور غالب ہونے کو آیا ہے..... سکڑنے سمٹنے اور چھپنے کے لئے نہیں آیا.....

اسی لئے اسلام کی تعلیمات کی تبلیغ ہر مسلمان پر لازم ہے ..... بلغوا عنی ولوایته کا تقاضہ ہی یہی ہے ..... کہ "جو بات آپ کو دین کی ملی ہے اسے آگے پہنچائیں" ..... جب یہ دین پوری کائنات کے لئے اترا ہے..... تو پھر چند افراد یا مخصوص طبقہ تک محدود کرنا..... خود اس دین کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے..... اور "اگر اسلام کو چھپانا عبادت ہوتا..... تو انبیاء و رسول اور اصحاب رسول..... اور سلف صالحین آزمائش کی راہوں سے نہ گذرتے.....

راہ حق پر ڈٹ جانا ہی سنت انبیاء ہے:۔

سامعین گرامی قدر..... کائنات انسانی میں جتنے بھی نبی اور رسول مبعوث ہوئے ہیں..... سب کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے..... کہ جیسے ہی انہوں نے گمراہی و ضلالت..... کفر و شرک کی تاریکیوں میں مبتلا نافرمان قوموں کے سامنے..... دعوت حق کا آغاز کیا..... اور کلمہ حق کو بلند کیا..... تو کفار و مشرکین نے ان ہادیان حق کے خلاف ظلم و جبر..... تشدد و بربریت کا انداز اختیار کر کے..... اس بات کی حتی الامکان کوشش کی کہ وہ دعوت حق سے باز آجائیں..... لیکن جب کسی بھی نبی اور رسول نے ظلم و جبر..... اور قوم کی دھمکیوں سے ڈر کر اپنا راستہ ترک نہ کیا..... تو پھر نافرمان قوموں نے کہیں انہیں پتھروں سے مار مار کر زخمی کر دیا..... کہیں آگ میں پھینک دیا..... کہیں تیل کے کڑاھوں میں ڈالا..... تو کہیں ان معصوم شخصیات کے سروں پر آرے چلائے گئے..... خود قرآن گواہی دیتا ہے..... "ویقتلون النبیین بغیر حق"..... کہ ظالموں نے معصوم انبیاء علیہم السلام کے خون سے زمین کو رنگین کر دیا..... حالانکہ ان کا مقصود اس کے سوا اور کوئی نہ تھا..... کہ وہ لوگوں کو "لا الہ الا اللہ" کی طرف بلاتے تھے.....

سب سے زیادہ تکالیف و مصائب کا سامنا..... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار و مشرکین سے کرنا پڑا..... آپ کا مکہ و طائف کی گلیوں میں لہولہان ہونا.....

شعب ابی طالب میں گرفتار ہونا
پھر مکہ جیسا عظیم وطن چھوڑنا

احد کے میدان میں دانت شہید کروانا

اور صحابہ ؓ کا انگاروں پر لٹایا جانا

اور جانثاروں کا سولی پہ لٹکایا جانا

تو برداشت کر لیا..... مگر کلمۂ حق کی تبلیغ و اعلان کو ترک کرنا برداشت نہ کیا.....

آپ کو مشرکین مکہ نے دولت و عورت اور حکومت کا لالچ دے کر خاموش کرانا چاہا..... تو آپ نے اس موقعہ پر فرمایا..... اگر تم میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دو..... میں تب بھی اپنا مؤقف ترک نہیں کروں گا..... اور جھوٹے خداؤں کی تکذیب کرنے سے باز نہیں آؤں گا.....

کیا اسلام کتمان و تقیہ کی اجازت دیتا ہے؟:۔

برادران اسلام..... اگر اسلام میں "کتمان"..... یعنی اپنے مذہب کو چھپانے جیسی کسی چیز کی اہمیت ہوتی..... "تقیہ" یعنی اپنے عقیدہ کے خلاف عمل کرنے یا بات کہنے کا جواز ہوتا..... تو آپ غور کریں کہ پھر انبیاء علیہم السلام..... اور خود ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام تر مصائب و آلام کا سامنا نہ کرتے..... بلکہ اس وقت ان پر لازم ہوتا کہ وہ حالات سے سمجھوتا کر کے اپنا دین چھپانے اور اپنے نظریہ کے برخلاف کفار کی ہاں میں ہاں ملا کر..... کفار سے اپنے مطالبات منوا لیتے..... اور مسلمان اللہ اللہ بابر ھمن رام رام کے اصول پر عمل پیرا ہوتے..... لیکن انبیاء علیہم السلام کے طرز تبلیغ اور قربانیوں نے یہ واضح کر دیا ہے..... کہ دین اسلام میں (خواہ وہ انبیاء سابقین کا دین ہو یا اس آخری شریعت کی

صورت میں ہو) ہرگز ہرگز کتمان اور تقیہ کا وجود نہیں ہے..... یہ تقیہ
اور کتمان کی اصطلاحیں سراسر کفر و نفاق کی دنیا سے آئی ہیں..... ان
اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے.....

عقیدہ شیعہ:-

تقیہ اماموں اور ان کے آباؤ اجداد کا دین ہے..... جو تقیہ
نہیں کرتا وہ مومن ہی نہیں ہے..... یہ شیعہ کا عقیدہ ہے.....

اب ذرا شیعہ کی معتبر ترین کتاب اصول کافی کی یہ روایت سنیں
اور دنیائے حیرت میں ڈوب جائیں..... کہ شیعہ کے بقول ان کے اماموں
کا دین کیا ہے.....

عن معمر بن خلاد قال سالت ابا الحسن علیه السلام عن
القیام للولا ۃ فقال قال ابو جعفر علیه السلام التقیه من دینی و من
دین ابائی ولا ایمان لمن لا تقیه له۔ (اصول کافی ص ۴۸۴)

معمر بن خلاد سے روایت ہے..... وہ کہتے ہیں میں نے ابوالحسن
علیہ السلام سے پوچھا..... کہ حکام وقت کی اطاعت کا کیا حکم ہے .....
انہوں نے کہا امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے..... تقیہ میرا اور میرے
باپ دادا کا دین ہے..... اور جو شخص تقیہ نہ کرے اس کا ایمان ہی نہیں
ہے.....

لیجئے جناب..... امام باقر کے فتویٰ نے تو اب اس بات کی گنجائش
ہی نہیں چھوڑی..... کہ وقت کے ان حکام کے سامنے کلمۂ حق کہا جائے
جو گمراہ ہیں..... بلکہ ان کا حکم تو صرف اور صرف تقیہ کرنے کا
ہے..... بلکہ جو کلمۂ حق بلند کرنے کی صورت میں تقیہ کی راہ چھوڑے

گا.....وہ ایمان سے فارغ ہو جائے گا.....

برادران اسلام..... غور کرنے کا مقام ہے..... کہ پیغمبر علیہ السلام تو جابر اور ظالم بادشاہ کے سامنے..... کلمۂ حق بلند کرنے کو جہاد اکبر ارشاد فرماتے ہیں..... اور امام ابوالحسن اپنے دادا کے فتویٰ کے تحت تقیہ کا حکم دیتے ہیں..... ان دونوں باتوں میں حق کیا ہے.....؟ اس کا فیصلہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں.....

دین میں نوے فیصد تقیہ ہے:۔

اصول کافی کی روایت ملاحظہ کیجئے.....

عن ابی عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبداللہ علیہ السلام یا ابا عمیر ان تسعہ اعشار الدین فی التقیہ ولا دین لمن لا تقیہ لہ والتقیہ فی کل شیئی الا فی النبیذ والمسح علی الخفین ○ (اصول کافی ص ۴۲۲)

ابی عمیر سے روایت ہے کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا..... کہ اے ابو عمیر دین کے نو حصے من جملہ دس کے تقیہ میں ہیں..... اور جو شخص تقیہ نہ کرے اس کا دین نہیں ہے..... اور تقیہ ہر چیز میں ہے..... سوائے نبیذ پینے اور موزوں پر مسح کرنے کے.....

یہاں امام جعفر نے بھی واضح کر دیا کہ اگر دین کو دس حصوں پر مشتمل ایک صورت تصور کر لیا جائے..... تو اس کے نو حصے تو تقیہ ہو گیا ..... بس ایک حصہ بغیر تقیہ کے ہے..... گویا تقیہ کرنا نوے فی صد دین پر عمل کرنے کے مترادف ہے..... اور ہر چیز کے بارے میں تقیہ کرنا جائز ہے..... سوائے دو باتوں کے..... یعنی نبیذ پینے اور موزوں پر مسح

کرنے کے..... وجہ اس کی یہ ہے کہ اہل سنت کا شعار ہیں.....

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان:۔

"لوگو اگر تمہیں مجھے گالی دینے کا کہا جائے..... تو بے دھڑک ہو کر گالی دے لین.....اصول کافی ہی کی ایک اور روایت سن لیجئے.....

عن مصعده بن صدقه قال قيل لابی عبدالله عليه السلام ان الناس يرون ان عليا عليه السلام قال على منبر الكوفة ايها الناس! انكم ستدعون الى سبى فسبونى ثم تدعون الى البرا ة منى فلا تبرئو منى فقال اكثر ما يكذب الناس على على عليه السلام ثم قال انما قال ستدعون الى سبى فسبونى ثم تدعون الى البراء ة منى وانى لعلى دين محمد صلى الله عليه وسلم ولم يقل ولا تبرئوا منى۔ (اصول کافی ص ۴۸۴)

مصعدہ بن صدقہ سے روایت ہے..... کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں..... کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر فرمایا کہ اے لوگو..... تم سے کہا جائے گا کہ مجھے گالی دو..... تو تم مجھے گالی دے لینا..... پھر فرمایا تم سے کہا جائے گا کہ مجھ سے تبرا کرو..... تو تبرا نہ کرنا..... امام جعفر نے فرمایا لوگ حضرت علی علیہ السلام پر بہت جھوٹ جوڑتے ہیں..... انہوں نے تو یہ فرمایا تھا کہ لوگ تم سے کہیں گے ..... کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دے دینا..... پھر تم سے کہیں گے کہ مجھ سے تبرا کرو..... حالانکہ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ مجھ پر تبرا

نہ کرو.....

لیجئے جناب..... اس روایت نے ساری مشکلات ہی شیعہ کے لئے آسان کردی ہیں..... کہ وہ تقیہ کرکے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی بھی دے سکتے ہیں..... اور ان سے تبرا بھی کر سکتے ہیں..... غور کیجئے..... جو قوم اپنے اماموں کو انبیاء علیہم السلام سے افضل بھی مانتی ہو..... پھر ان پر تبرا کرنے اور انہیں گالی دینے کو بھی دین سمجھتی ہو..... بلکہ ضروری جانتی ہو..... تو اس کا اسلام کی تعلیمات سے کیا واسطہ ہے.....؟

تارک تقیہ مثل تارک نماز ہے:۔

شیعہ کی معتبر ترین کتاب صحاح اربعہ میں سے ایک اہم کتاب ..... "من لا یحضرہ الفقیہ" کا حوالہ بھی سن لیجئے..... اور تقیہ کے ترک کرنے کا گناہ بھی دیکھ لیجئے.....

قال الصادق علیہ السلام لو قلت ان تارک التقیہ کتارک الصلوۃ لکنت صادقا وقال علیہ السلام لا دین لمن لا تقیہ لہ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اگر میں یہ کہوں کہ تارک تقیہ مثل تارک صلوۃ کے ہے..... تو میں اس قول میں سچا ہوں گا..... نیز امام نے فرمایا جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے.....

تقیہ کرنے والا نمازی رسول کا مقتدی ہوتا ہے:۔

امام جعفر صادق نے فرمایا..... جو شخص مخالفین کے ساتھ ان کی پہلی صف میں (ہاتھ باندھ کر تقیتا") نماز پڑھے ..... تو وہ ایسا ہے کہ

گویا اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھی ہو..... (احسن الفوائد فی شرح العقائد ص ۶۳۰)

ضرورت تقیہ:۔

سامعین محترم..... شیعہ کو عقیدہ تقیہ ایجاد کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی..... کہ جب وہ کوشش بسیار کے باوجود خلفائے راشدین اور خاندان نبوت..... یعنی حضرت علی..... حضرت حسن ..... اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے مابین کوئی اختلاف..... اور جنگ و جدل کی کیفیت کو نہ دیکھ سکے..... بلکہ قدم قدم پر انہیں ان شخصیات کا کردار و عمل..... خلفائے راشدین کی حمایت و نصرت پر مبنی نظر آیا..... تو انہوں نے یہ کہہ کر اس سارے کردار کو جھٹلانے کی کوشش شروع کردی..... کہ آئمہ اہل بیت نے اگر اپنے اپنے دور میں.....

ظالموں

مرتدوں'

کافروں'

فاسقوں'

فاجروں'

مشرکوں'

اور غیر شرعی حکمرانوں

کی تائید و حمایت کی تھی..... تو وہ محض تقیتا" تھی..... یعنی اوپر اوپر سے تھی..... ورنہ وہ دل سے ان حضرات کو دین کے دشمن..... اور اسلام کے مخالف سمجھتے تھے..... جب ان سے پوچھا گیا

کہ تمہیں اس بات کی خبر کیسے ہوئی ..... تو فوراً بولے کہ ہمیں آئمہ حضرات خفیہ طور پر حقائق سے آگاہ کیا کرتے تھے..... گویا کہ آئمہ کے چوبیس گھنٹوں میں سے تیئس گھنٹے..... بلکہ کئی کئی ہفتے تو تقیہ کے طور پر غلط بیانی میں گذرتے تھے..... جھوٹ کفرار تداد کی حمایت میں فتوے دیتے ..... اور عمل کرتے گذرتے تھے..... بس وہ وقت ایک ایسا ہوتا تھا..... جب کوئی مخلص ترین شیعہ راوی ان سے تنہائی میں ملتا تھا..... تو وہ اس سے سچائی اور مبنی بر حقائق گفتگو کرتے تھے..... استغفر اللہ!

سیدنا علیؓ کا خط بنام سیدنا معاویہؓ:۔

شیعہ کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغہ..... قسم دوم ص ۷ میں ایک خط حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بنام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حسب ذیل ہے.....

انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علے مابایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد و انما الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلک رضی فان خرج من امرهم خرج بطعن او بدعه ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المومنین و ولاه الله ما تولی ولعمری یا معاویه لئن نظرت بعقلک دون هواک لتجدنی ابرء الناس من دم عثمان ولتعلمن انی کنت فی عزله منه۔

بہ تحقیق مجھ سے بیعت کی ہے ان لوگوں نے..... جنہوں نے بیعت کی تھی ابوبکر اور عمر اور عثمان سے انہیں شرائط پر..... جن شرائط پر ان سے بیعت کی تھی..... لہٰذا اب نہ حاضر کو اختیار ہے..... کہ وہ کسی

اور کو پسند کرے..... اور نہ غائب کو اختیار ہے کہ وہ (میری بیعت) کرے..... مشورہ خلافت کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے..... وہ اگر کسی شخص پر اتفاق کر لیں ..... اور اس کو امام کہہ دیں تو وہ پسندیدہ امام ہے ..... پھر اگر مہاجرین و انصار کے کئے ہوئے کام سے کوئی شخص علیحدہ ہو جائے..... کچھ اعتراض کر کے یا کوئی نئی بات نکال کر..... تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ شخص جس راہ سے ہٹ گیا ہے..... اسی کی طرف اسے واپس لائیں پھر اگر وہ نہ مانے تو اس سے قتال کریں..... اس بناء پر کہ اس نے ایمان والوں کی راہ کے خلاف کی پیروی کی..... اور اللہ اس کو اسی کی طرف پھیرے گا جس طرف وہ پھرا..... اور قسم ہے مجھے اپنے جان کے مالک کی اے معاویہ ..... اگر تم اپنی عقل سے غور کرو..... ہوائے نفسانی کو دخل نہ دو تو یقیناً" مجھے سب سے زیادہ خون عثمان سے بے تعلق پاؤ گے ..... اور ضرور تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میں اس خون سے بالکل علیحدہ ہوں.....

فائدہ:-

اس خط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ باتیں قابل توجہ اور مذہب شیعہ کے خلاف بیان فرمائیں..... اپنی خلافت بربنائے نص نہ فرمائی ..... بلکہ بربنائے بیعت مہاجرین و انصار فرمائی..... مہاجرین و انصار کی بے نظیر فضیلت میں چند باتیں بیان فرمائیں..... کہ انتخاب خلیفہ کا حق انہی کو ہے..... یعنی ان کے ہوتے ہوئے دوسرے کو انتخاب کا حق نہیں ہے..... اور یہ کہ مہاجرین و انصار کا نامزد کیا ہوا خلیفہ پسندیدہ یعنی خلیفہ راشد ہوتا ہے..... اور یہ کہ مہاجرین و انصار جس راہ پر چلیں وہ ایمان

والوں کی راہ ہے..... مہاجرین و انصار کے منتخب کئے ہوئے خلیفہ کو جو نہ مانے..... وہ ایمان والوں کی راہ کا مخالف اور واجب القتل والقتال ہے..... حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنھم کا نام لے کر ان کا خلیفہ بر حق ہونا ظاہر فرمادیا..... علمائے شیعہ نے حضرت ممدوح کے ان اقوال کو تقیہ پر محمول کیا ہے..... شیعوں کے سلطان العلماء مولوی سید محمد صاحب مجتہد اپنی کتاب..... بوارق کے ص ۱۱۰ میں لکھتے ہیں.....

اگر آنحضرت درنامہ تصریح ببطلان خلافت مشائخ ثلاثہ میکرد لامحالہ آتش عداوت در کانوں سینہ پر کینہ آنہا مشتعل مے شد بلکہ اکثر اصحاب آنحضرت ملحق بہ معاویہ شد و آنجناب را مخذول و منکوب می نمودند۔

اگر آنحضرت خط میں تینوں خلفاء کی خلافت کے باطل ہونے کی تصریح کر دیتے..... تو لامحالہ عداوت کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک اٹھتی..... بلکہ اکثر اصحاب آنحضرت کے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ..... آنجناب کو ذلیل اور سرنگوں کر دیتے..... دیکھئے یہ کیسا پر لطف تقیہ ہے..... جب دشمن کا خوف نہ دکھا سکے تو کہدیا کہ خود اپنے اصحاب کے خوف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کیا..... معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب بڑے دغاباز و منافق تھے..... حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے اس قدر ڈرتے تھے..... کہ اپنا اصلی مذہب نہ ظاہر کر سکتے تھے..... اور جب ابوالائمہ کے اصحاب کا یہ حال تھا تو باقی ائمہ کے اصحاب کا کیا حال ہوگا.....

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی نہ متعہ جیسی عظیم الشان عبادت کے حلال ہونے کا اعلان کیا..... نہ نماز تراویح جیسے گناہ کبیرہ کو روکا..... نہ اصلی قرآن کی ترویج کی نہ حقوق العباد دلوائے

..... اور سب سے بڑا غضب یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حق غصب کرنے میں بھی تینوں خلفاء کے قدم بہ قدم رہے..... علمائے شیعہ حضرت علی کے ان تمام کارناموں کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں.....

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا اصل مذہب بیان نہ کرسکے:۔

قاضی نوراللہ شوستری نے اپنی کتاب احقاق الحق میں .....
جہاں علامہ ابن روزبہا رحمتہ اللہ علیہ کے اس بے پناہ اعتراض کا جواب دیا ہے..... کہ متعہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے حرام کیا تھا..... تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے حلال ہونے کا اعلان کیوں نہ کیا..... لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو اپنے زمانہ خلافت میں بھی امن نہ تھا..... اور وہ اپنا اصلی عقیدہ اور اصلی مذہب علی لاعلان بیان نہ کرسکتے تھے..... قاضی صاحب کی طویل عبارت کا آخری فقرہ یہ ہے.....

والحاصل ان امر الخلافه ما وصل اليه الا بالاسم دون المعنى وكان معارضا منازعا مبغضا فى ايام ولايته وكيف يامن فى ولايه الخلاف على المتقدمين عليه وكل من بايعه وجمهورهم شيعه اعدائه ومن يرى انهم مضوا على اعدل الامور و افضلها وان غايه امر من بعدهم ان يتبع اثارهم ويقتفى طرائقهم○

اور حاصل یہ ہے کہ خلافت کا کام جناب امیر علیہ السلام تک صرف برائے نام پہنچا تھا..... نہ درحقیقت اور آنجناب سے آپ کی حکومت کے زمانہ میں بھی جھگڑے کئے جاتے تھے..... اور بغض رکھا جاتا تھا..... اور آنجناب اپنی حکومت میں اگلوں سے مخالفت کرکے کیوں کر بے

خوف رہ سکتے تھے..... اس حال میں کہ جن لوگوں نے ان سے بیعت کی تھی..... وہ کل ان کے دشمنوں کے شیعوں سے تھے..... اور ایسے لوگ تھے جو سمجھتے تھے کہ ان کے دشمن نہایت عمدہ حالت اور افضل صفت میں تھے..... اور ان کے بعد والوں کی انتہائی معراج ہے کہ ان کے نشان قدم پر چلیں..... اور ان کے راستہ کی پیروی کریں.....

عند الشیعہ حضرت علیؓ کا اقرار:۔

قاضی نور اللہ شوستری یا کسی اور کے کہنے کی ضرورت کیا..... خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اقرار موجود ہے..... کہ ان کا تمام زمانہ خلافت تقیہ میں گزرا..... اور اپنی خلافت میں بھی وہ دین کا کوئی کام نہ کر سکے..... روضہ کافی ص ۲۹ میں ہے "کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز اپنی خلوت خاص میں جہاں سوا ان کے اہل بیت اور چند مخصوص شیعوں کے کوئی نہ تھا..... فرمایا کہ.....

قد عملت الولا ۃ قبلی اعمالا خالفوا فیھا رسول اللہ متعمدین لخلافہ ناقضین لعھدہ مغیرین لسنتہ ولو احملت الناس علی ترکھا و حولتھا الی مواضعھا و الی ماکانت فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لتفرق عنی جندی۔

مجھ سے پہلے حکام نے کچھ ایسے کام کئے ہیں..... جن میں رسول خدا ﷺ کی مخالفت کی ہے..... اور عمداً مخالفت کی ہے اور ان کی سنت کو بدلا ہے..... اور اگر میں لوگوں کو ان کاموں کے ترک کر دینے کا حکم دوں..... اور ان کو ان کے اصلی حالت کی طرف واپس کر دوں..... اور اس حالت کی طرف جو رسول ﷺ کے عہد میں تھی

..... تو مجھ سے میرا لشکر جدا ہو جائے..... پھر اس کے بعد ان تمام شریعت کاموں کی کچھ تفصیل بھی ارشاد فرمائی..... کہ

لو رددت فدک الی ورثه فاطمه علیها السلام واقطعت قطائع اقتطعها رسول الله صلی الله علیه وسلم لاقوام لم نمض لهم و لم تنفذ ورددت قضایا من الجور قضی بها ونزعت نساء تحت رجال بغیر حق فرددتهن الی ازواجهن و حملت الناس علی حکم القرآن و محوت دواوین العطایا واعطیت کما کان رسول الله یعطی بالسویه وحرمت المسح علی الخفین اذالتفرقوا عنی والله لقد امرت الناس ان لا یجتمعوا فی شهر رمضان الا فی فریضه واعلمتهم ان اجتماعهم فی النوافل بدعه فتنادی بعض اهل عسکری ممن یقاتل معی یا اهل الاسلام غیرت سنه عمر ینهانا عن الصلوة فی شهر رمضان تطوعا○

اگر میں فدک وارثان فاطمہ علیہا السلام کے حوالہ کر دوں ..... اور جو معافیاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو دی تھیں..... اور وہ ان کو نہیں ملیں..... نہ ان کا نفاذ ہوا..... ان کو دے دوں..... اور جو فیصلے ظلم کے کئے گئے ہیں ..... ان کو رد کردوں..... اور کچھ عورتیں جو بعض مردوں کے تصرف میں ناجائز طور پر ہیں..... ان کو نکال کر ان کے شوہروں کے حوالہ کر دوں..... اور لوگوں کو احکام قرآنی پر عمل کرنے کا حکم دوں ..... اور وظیفوں کا رجسٹر منسوخ کر دوں..... اور جس طرح رسول اللہ لوگوں کو برابر برابر دیتے تھے..... اسی طرح دوں اور موزوں پر مسح کرنے کو حرام کر دوں..... تو یقیناً" لوگ مجھ سے جدا ہو جائیں..... اللہ کی قسم میں نے لوگوں کو حکم دیا

کہ ماہ رمضان میں سوا فرض کے اور کسی نماز میں جماعت نہ کریں.....
اور ان کو آگاہ کیا کہ نوافل میں جماعت کرنا (یعنی تراویح) بدعت ہے.....
تو میرے ہی لشکر کے بعض لوگ جو میرے ساتھ ہو کر لڑتے ہیں پکارنے
لگے..... کہ اے اہل اسلام! عمر کی سنت بدل دی گئی..... یہ شخص ہم کو
ماہ رمضان میں نوافل پڑھنے سے منع کرتا ہے.....

خلاصہ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بڑے بڑے ناجائز
کام ہو رہے تھے..... یہاں تک کہ مسلمان اور شوہر والی عورتوں سے جبراً
حرام کاری کی جا رہی تھی..... حقوق العباد بھی تلف ہو رہے تھے
..... فدک بھی اسی مغصوب حالت میں تھا..... ایسے گناہ کبیرہ اعلان
کے ساتھ کئے جا رہے تھے..... کہ ان کے تصور سے ایمان دار کے بدن پر
لرزہ پڑتا ہے..... مگر حضرت علی مارے تقیہ کے خاموش تھے..... اور
ان تمام مظالم و معاصی کو اسی طرح برقرار رکھے ہوئے تھے.....

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانہ خلافت میں کیا خوف تھا.....
تقیہ کی کیا ضرورت تھی..... خصوصاً جب کہ وہ علاوہ خلافت کے دوسری
بڑی طاقتوں اور بڑے بڑے معجزوں کے مالک بنے ہوئے تھے..... یہ ایک
معمہ ہے جس کے حل کرنے کے لئے ابن سبا اور زرارہ و ابو بصیر کی عقل بھی
کچھ کام نہ دے سکی..... روایات میں جو کچھ مذکورہ ہے وہ یہ ہے کہ
حضرت علی کو اپنا اصلی مذہب ظاہر کرنے..... اور ان مظالم و معاصی کو
موقوف کر دینے میں اپنے لشکر کے جدا ہو جانے..... یعنی خلافت کے چھن
جانے کا اندیشہ تھا.....

چنانچہ ابھی جو روایت ہم نے روضہ کافی سے نقل کی.....
اس میں بھی یہی عذر تقیہ کا منقول ہے..... مگر اہل عقل خوب سمجھ سکتے

ہیں..... رہا یہ کہ یہ عذر کس حد تک معقول کہا جا سکتا ہے..... اس کا فیصلہ آپ
کرو کہ خلافت ہے کس لئے..... خلافت کا مقصد یہی ہے کہ اس کے ذریعہ
میں دین الٰہی کو قائم رکھا جائے..... جب یہ مقصد ہی حاصل نہ ہو تو ایسی
خلافت مسلمان کے لئے جائز ہی نہیں ہو سکتی..... حضرت علی علیہ السلام کو
چاہئے تھا کہ خود ہی ایسی خلافت پر لات مار دیتے..... ان کو ایسا شوق
خلافت کا تھا..... کہ اس کے چھن جانے کے خوف سے..... ایسے کبیرہ
گناہوں کا وبال اپنے ذمہ لے رہے تھے..... (از یازدہ نجوم تالیف لکھنوی

امام باقر اور امام جعفر کا فتوے میں اختلاف:۔

فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم ص ۸۰ میں ہے.....

عن ابان بن تغلب قال سمعت ابا عبدالله علیه السلام
یقول کان ابی علیه السلام یفتی فی زمن بنی امیه ان ماقتل البازی
والصقر فهو حلال وکان یتقیهم وانا لا اتقیهم وهو حرام ماقتل

ابام بن تغلب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں..... میں نے امام
جعفر علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے..... کہ میرے والد (امام باقر) علیہ
السلام بنی امیہ کے زمانہ میں فتوے دیتے تھے..... کہ باز اور شکرا جس چڑیا
کو قتل کریں وہ حلال ہے..... میرے والد بنی امیہ سے تقیہ کرتے
تھے..... مگر میں ان سے تقیہ نہیں کرتا اور فتوے دیتا ہوں..... کہ وہ
چڑیا جس کو باز اور شکرا قتل کرے حرام ہے.....

دیکھئے امام باقر علیہ السلام نے تقیہ میں حرام کے حلال ہونے کا فتویٰ
دے دیا..... اور یہ تقیہ ہرگز محل خوف میں نہ تھا..... کیونکہ یہ مسئلہ

ایک اجتہادی مسئلہ تھا..... ایسے مسائل اجتہادیہ میں خود فقہائے اہل سنت باہم مختلف رہتے تھے..... اور کوئی کسی پر گرفت نہ کرتا تھا..... آخر امام جعفر صادق نے اس مسئلہ میں تقیہ نہ کیا..... تو ان پر کس نے گرفت کی..... اور بالفرض خوف کی حالت بھی ہوتی تو کیا امام مفترض الطاعۃ کی یہی شان ہے..... کہ اس طرح جھوٹے مسائل بیان کرے..... ایسے امام کے فتووں پر کیوں کر اعتبار ہو سکتا ہے.....

پل بھر میں مسئلہ تبدیل:۔

سامعین محترم..... اب امام جعفر صادق کا ایک عجیب انداز ملاحظہ فرمائیں.....

عن سلمه بن محرز قال قلت لابی عبدالله علیه السلام ان رجلا ارمانیامات واوصی الی بترکته فقال لی وما الارمانی قلت نبطی من انباط الجبال مات و اوصی الی بترکته وترک ابنه قال فقال لی اعطها النصف قال فاخبرت بذلک زراره فقال لی اتقاک انما المال لها قال فدخلت علیه بعد فقلت اصلحک الله ان اصحابنا زعموا انک اتقیتنی فقال والله ما اتقیتک ولکنی اتقیت علیک ان تضمن فهل علم بذلک احد قلت لاقال فاعطها ما بقی○ (فروع کافی کتاب المواریث ص ۴۸)

سلمہ بن محرز سے روایت ہے..... وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ایک ارمانی شخص مرگیا..... اور اس نے مجھے اپنے ترکہ کا وصی بنایا..... امام نے مجھ سے پوچھا کہ ارمانی کس کو کہتے ہیں..... میں نے کہا ایک پہاڑی قوم کو کہتے ہیں..... (اور آپ کو اس

سے کیا مطلب مسئلہ تو صرف اتنا ہے کہ وہ مر گیا' اور اس نے مجھے اپنے ... وصی بنایا..... اور ایک بیٹی اس نے چھوڑ دی..... امام نے مجھ سے فرمایا کہ لڑکی کو نصف دے دو..... سلمہ راوی کہتے ہیں میں نے یہ گفتگو زرارہ سے بیان کیا..... تو زرارہ نے مجھ سے کہا کہ امام نے تجھ سے تقیہ کیا ہے..... (نصف کیسا) کل مال اسی لڑکی کو ملے گا..... سلمہ کہتے ہیں کہ پھر میں اس کے بعد امام کے پاس گیا..... تو میں نے کہا کہ اللہ آپ کی حالت درست کرے..... ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے تقیہ کیا..... امام نے کہا اللہ کی قسم میں نے تم سے تقیہ نہیں کیا..... بلکہ تمہارے لئے تقیہ کیا کہ کہیں تم کو تاوان نہ پڑ جائے..... کسی کو اس فتویٰ کا علم تو نہیں ہوا..... میں نے کہا نہیں..... تو امام نے فرمایا کہ اچھا یہ مال بھی لڑکی کو دے دو.....

امامت تو راز تھا:۔

جو جبرئیل نے محمد ﷺ کو اور آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بیان کیا..... مگر شیعو تم اسے مشہور کرتے ہو..... اصول کافی صفحہ نمبر ۴۸۷ میں ہے.....

قال ابوجعفر علیه السلام ولایه الله اسرها الی جبریل واسرها جبریل الی محمد صلی الله علیه واله وسلم واسرها محمد الی علی علیه السلام واسرها علی الی من شاء ثم انتم تذیعون ذلک

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) کو..... اللہ نے جبریل سے بطور راز کے بیان کیا..... اور جبریل نے پوشیدہ طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد ﷺ نے علی علیہ السلام سے

پوشیدہ طور پر بیان کیا..... اور علی نے پوشیدہ طور پر جن سے چاہا بیان کیا..... مگراب تم اس کو مشہور کئے دیتے ہو.....

دیکھئے اس حدیث میں امام باقرنے شیعوں ہی کو فرمایا کہ تم مسئلہ امامت کو مشہور کرتے پھرتے ہو..... اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مسئلہ امامت کو شیعوں ہی نے ان ائمہ کی طرف منسوب کیا.....

یہ لطیفہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے..... کہ خدا نے سوا جبریل کے اور کسی فرشتے کو نہ بتایا..... نتیجہ یہ ہے کہ سوا جبریل کے اور کوئی فرشتہ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے ائمہ کا خلیفہ بلافصل یا امام ہونا درکنار سرے سے شیعوں کی مطلق امامت ہی سے واقف نہیں ہے..... اور جبریل نے بھی سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پیغمبر سے بھی یہ مسئلہ بیان نہ کیا..... خدا کے تمام پیغمبر عقیدہ امامت سے بے خبر رہے ..... پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سوا علی کے کسی کو اس راز سے باخبر نہ کیا..... حتی کہ اپنی بیٹی فاطمہ اور اپنے نواسوں کو بھی اس سے بے خبر رکھا..... غالباً" اسی بے خبری کے سبب سے حضرت فاطمہ ؓ حضرت علی ؓ کی ہربات پر سر تسلیم خم نہ کرتی تھیں، بعض اوقات سخت گفتگو کی بھی، نوبت آجاتی تھی کمافی حق الیقین.....

کیا اچھا دین ہے..... جس سے فرشتے اور پیغمبر بھی ناواقف ہیں..... مگراب شیعہ اس کو اس درجہ شہرت دے رہے ہیں..... کہ اذان میں ولایت کے اعلان اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں..... انا للہ وانا الیہ راجعون.....

امام جعفر صادق اپنی امامت کے منکر تھے:۔

چنانچہ اصول کافی ص ۱۴۲ میں ہے.....

عن سعید السمان قال کنت عند ابی عبداللہ علیہ السلام اذ دخل علیہ رجلان من الزیدیہ فقالا لہ افیکم امام مفترض الطاعہ قال فقال لا قال فقالا لہ قد اخبرنا عنک الثقات انک تفتی وتقرو تقول بہ ونسمیھم لک فلان وفلان وھم اصحاب ورع وتشمیر وھم ممن لا یکذب فغضب ابو عبداللہ وقال ما امرتھم بھذا فلما رایا الغضب فی وجھہ خرجا○

سعید سمان سے روایت ہے..... وہ کہتے ہیں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا..... کہ دو شخص فرقہ زیدیہ کے ان کے پاس آئے..... ان دونوں نے امام سے کہا کہ کیا آپ لوگوں میں کوئی امام مفترض الطاعۃ ہے..... امام نے فرمایا کہ نہیں..... ان دونوں نے کہا کہ ہم سے معتبر لوگوں نے..... آپ سے نقل کر کے بیان کیا کہ آپ اس کا فتویٰ دیتے ہیں..... اور اقرار کرتے ہیں..... اور قائل ہیں..... اور ہم ان لوگوں کا نام بھی آپ کو بتائے دیتے ہیں..... فلاں اور فلاں یہ لوگ پرہیزگار اور پاک دامن لوگ ہیں..... اور ایسے لوگ ہیں کہ جھوٹ نہیں بولتے..... امام جعفر صادق کو اس پر غصہ آگیا..... اور فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کو اس کا حکم نہیں دیا..... جب ان دونوں نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھے تو چلے گئے.....

خمینی کا فتویٰ:۔

نماز توڑنے والی چیزیں اگر تقیتا" کی جائیں تو نماز نہیں ٹوٹتی..... چنانچہ خمینی صاحب اپنی کتاب تحریر الوسیلہ کی جلد اول کتاب الصلوۃ میں..... نماز توڑنے والی چیزوں کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں..... ثانیھا التکفیر وھو وضع احد الیدین علی الاخری نحوما یصنعہ غیرنا ولا باس حال التقیہ ○ (تحریر الوسیلہ ص۱۸۶ج۱)

دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے..... وہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا ہے..... جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں..... ہاں! تقیہ کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں.....

تاسعھا تعمد قول امین بعد اتمام الفاتحہ الا مع التقیہ فلا باس (ص ۱۹۰)

نویں چیز جس سے نماز باطل ہوتی ہے..... سورہ فاتحہ کے بعد قصدا" آمین کہنا ہے..... لیکن تقیہ کے طور پر جائز ہے.....

امام جعفر کی ہدایت:۔

مخالفین سے ظاھرا" رواداری کا معاملہ کرو..... مگر اندرونی طور پر مخالف رہو..... وقال الصادق علیہ السلام! خالطوا الناس بالبرانیہ وخالفوھم بالجرانیہ مادامت الامرۃ حسبانیہ (احسن الفوائد فی شرح العقائد ص۶۲۹)

امام جعفر صادق نے فرمایا..... جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے مخالفین سے ظاہر میں رواداری کرو..... اور ان سے میل ملاپ رکھو

..... مگر اندرونی طور پر ان کے مخالف رہو.....

اگر تقیہ نہ ہوتا تو قوم کی کثرت نہ ہوتی:-

بے شک تقیہ شعار شیعہ ہے بوجہ قلیل تعداد ہونے کے..... شیعوں کو قدیم زمانے میں تقیہ کا لباس پہننا پڑا..... اگر تقیہ لباس شیعہ نہ ہوتا تو نہ ارتقاء مذہب کی منزلیں طے ہوتیں..... اور نہ قوم کثیر تعداد میں مختلف ممالک میں پھیلتی..... (تاریخ الشیعہ تصنیف مولانا محمد حسین جعفری ص ۲۳۰)

سامعین محترم ..... آپ کے سامنے تقیہ کے بارہ میں اہم اہم چند حوالہ جات پیش کر کے..... یہ بات ثابت کرنے میں مجھے کس حد تک کامیابی ہوئی ہے..... کہ واقعی شیعہ مذہب تقیہ کا لباس پہن کر ..... اپنی ناپاک سازشوں کو پروان چڑھانے میں کامیاب ہوتا رہا ہے.....

اس کا فیصلہ میں آپ کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں..... مجھے تو صرف ایک بات کہنا ہے..... کہ اگر تقیہ مومن کا شعار ہے..... اور مسلمانوں کا ہتھیار ہے..... تو پھر نفاق کس چیز کا نام ہے..... پھر میدان کارزار میں اتر کر جرات و بہادری کے جوہر دکھانے کی ضرورت ہی کیا ہے..... پھر جہاد کی راہ کو کامیابی کی راہ قرار دینا اور جنت تلواروں کے سائے میں یقین کرنا کیا معنی رکھتا ہے.....

بخدا! یہ اس تقیہ ہی کی نحوست اور غلاظت کا کرشمہ ہے..... کہ جس کے باعث امت اسلام کئی حصوں میں بٹ کر رہ گئی ہے..... خاندان نبوت کے عظیم حضرات کا کردار مشکوک بنا دیا گیا ہے..... ان کی سچی

تعلیمات کو تقیہ کا نام دے کر..... محض ڈرامے اور افسانے کی حیثیت دے دی گئی ہے.....

ورنہ کہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم شخصیت..... اور ان کا بے مثال کردار..... کہاں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما جیسے..... آسمان علم و فضل کے چمکتے ستاروں کی بلندی و عظمت..... اور ان کا بے نظیر کردار..... اور کہاں تقیہ کے نام پر ان کے مقامات عالیہ..... اور روشن کارناموں کو مسخ کرنے..... بلکہ قابل شرم بنانے کی ناپاک جسارت.....

اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے..... (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین ○



شیعہ کا عقیدہ رجعت

خطبہ :

الحمد لله نحمده ونستعينه..... ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه..... ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا ..... من يهده الله فلا مضل له..... و من يضلله فلا هادى له..... ونشهد ان لا اله الا الله وحد لاشريک له ..... ونشهد ان سيدنا و مولانا محمدًا عبده و رسوله ..... اما بعد .....فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم..... بسم الله الرحمن الرحيم ..... كل نفس ذائقة الموت وانماتوفون اجوركم يوم القيمة فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵)

قال النبى صلى الله عليه وسلم انكم تحشرون كم تموتون (وتموتون) كما تحيون اوكما قال عليه الصلوة والسلام .....صدق الله العظيم .....وصدق رسوله النبى الكريم .....ونحن على ذلک لمن الشاهدين و الشاكرين .....والحمدلله رب العلمين.....

تمہید :-

سامعین محترم

علمائے کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

نوجوان ساتھیو

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

قرآن وسنت کی تعلیمات سے ادنی سا تعلق رکھنے والا مسلمان اس بات کو خوبی جانتا ہے..... اور ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے..... کہ جب اس جہان کو موت کی صورت میں چھوڑ دیں گے..... تو پھر عالم برزخ میں ہمیں قیامت تک رہنا ہے..... قیامت کے دن ہر ایک نے اپنی قبر سے اٹھکر میدان محشر میں اللہ کے ہاں جمع ہونا ہے..... تاکہ دنیا کی زندگی میں کئے ہوئے کاموں کا حساب وکتاب دے.....

موت اور قیامت کے دوران صرف عالم برزخ ہی ہے..... اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا عالم نہیں ہے..... اور پھر خاص طور پر موت کے بعد کسی شخص کا قیامت سے قبل دوبارہ زندہ ہو کر اسی جہان میں پلٹنا ..... اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینا مخالفین کے لشکروں سے برسرپیکار ہونا..... اور پھر دوبارہ فوت ہو کر عالم برزخ کی طرف لوٹ جانا ہرگز ممکن نہیں ہے..... اور نہ ہی قرآن وحدیث میں ایسی کوئی بات ہے ..... قرآن کریم نے جگہ جگہ موت کے بعد قیامت کا تذکرہ کیا ہے ..... اگر موت کے بعد دوبارہ قیامت سے قبل بھی کوئی زندگی ہوتی ..... تو ضرور اس کا ذکر قرآن کریم میں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان

میں ہوتا.....

عقیدہ رجعت کا تعارف :-

سامعین محترم..... شیعہ کا یہ عقیدہ بھی ان کے باقی کفریہ اور خلاف اسلام عقائد کی طرح تمام مسلمانوں کے خلاف ہے..... کہ قیامت سے قبل اسی دنیا میں حضور سرور کائنات ﷺ..... حضرت علیؓ ..... حضرت فاطمہؓ..... ، حضرت حسنؓ و حسینؓ..... اور باقی آئمہ تشریف لائیں گے..... اور پھر وہ دشمنان اہل بیت خصوصا.....

حضرت ابو بکر صدیقؓ

حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عثمان غنیؓ

باقی جید صحابہ کرامؓ اور ان کے بڑے بڑے ساتھیوں اور حضرت عائشہؓ کو زندہ کریں گے.....اور پھر ان سے تمام مظالم کا بدلہ لیں گے..... اور ان حضرات کو دن رات میں معاذ اللہ ہزار ہزار بار سولی پر چڑھا کر..... انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کریں گے.....

اب آپ کے سامنے رجعت کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل شیعہ کے عقائد کی معتبر کتاب..... احسن الفوائد فی شرح العقائد سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں.....

"یعنی آیات متکاثرہ اور اخبار متواترہ ..... اور بہت سے شیعہ علما متقدمین و متاخرین کے کلام سے..... تمہیں معلوم ہو چکا

ہے کہ اصل رجعت برحق ہے.....اس میں ہرگز کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے..... اور اس کا منکر زمرہ اسلام میں سے خارج ہے

..... کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات مذہب امامیہ میں سے ہے.....

صراط و میزان وغیرہ امور اخرویہ جن پر ایمان رکھنا واجب ہے.....

کے متعلق جو روایات وارد ہیں.....وہ ان روایات سے جو عقیدہ رجعت

کے بارے میں وارد ہوئی ہیں..... نہ سند کے لحاظ سے زیادہ معتبر ہیں

..... نہ عدد کے لحاظ سے زیادہ ہیں..... اور نہ دلالت کے لحاظ

سے واضح ہیں..... رجعت کی بعض خصوصیات کا اختلاف اصل رجعت کی

حقانیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا ہے..... جس طرح کے صراط و میزان

وغیرہ امور کی خصوصیات میں اختلاف موجود ہے..... لہذا اصل

رجعت پر ایمان رکھنا ضروری ہے..... کہ اس میں بعض مخلص مومن اور

بعض خالص کافر دوبارہ زندہ ہوں گے..... اور اس کی باقی تفصیلات کو

ائمہ اطہار کے سپرد کرو..... (احسن الفوائد فی شرح العقائد شیخ ابو جعفر بن

علی بن حسین ص ۳۲۲)

اور اردو زبان کی شیعہ کی قدیم کتاب تحفۃ العوام میں ہے

"اور ایمان لانا رجعت پر بھی واجب ہے..... یعنی جب امام

مہدی ظہور و خروج فرمائیں گے..... اس وقت مومن خالص اور کافر و

منافق مخصوص زندہ ہوں گے..... اور ہر ایک اپنی داد و انصاف کو پہنچے

گا..... اور ظالم سزا و تعزیر پائے گا..... (تحفہ العوام ص ۵)

سامعین محترم..... شیعہ کی مستند کتب عقائد کے ان دو

حوالوں سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے..... کہ جو لوگ عقیدہ رجعت

کے منکر ہیں..... وہ زمرہ اسلام سے خارج ہیں..... اب تو
کرنے کی بات یہ ہے..... کہ ہم سب مسلمان تو قطعاً رجعت کے عقیدہ
سے انکاری ہیں..... اور ہمارے آباؤ اجداد نے تو شاید اس عقیدہ کا
زندگی بھر نام بھی نہ سنا ہوگا..... اب شیعہ کے فتویٰ کی زد میں وہ بھی
آگئے اور ہم بھی..... تو شیعہ نے ہم پر اور ہمارے اکابر و اسلاف پر بھی
کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے..... کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے .....
کہ شیعہ اپنے من گھڑت عقائد کو تسلیم نہ کرنے پر ہمیں..... اور ہمارے
بڑوں کو کافر قرار دیتا چلا آتا ہے..... اور اسے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے
..... اور جب ہم اس کے کفریہ عقائد کو عوام کے سامنے پیش کرتے
ہیں..... اور دفاعی طور پر اپنے اکابر اسلاف کی عزت و حرمت کا تحفظ
کرتے ہیں..... تو شیعت چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے.....
کہ ہمیں کافر کہا جا رہا ہے..... ہمارے اوپر کفر کے فتوے لگائے جا رہے
ہیں..... ادھر پاکستان کے حکمران اس قدر شیعہ کے ہمدرد بہی خواہ بنے
ہوئے ہیں..... کہ شیعہ بدزبانی اور تبرا بازی و کفریہ عقائد کے پرچار کو
روکنے کی بجائے..... الٹا ہمیں ہی جیلوں اور عقوبت خانوں کا مہمان بنا
رہے ہیں..... اس موقعہ پر مجھے شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کا وہ شعر بہت یاد
آرہا ہے..... جو انہوں نے ڈاکوؤں سے لٹنے کے بعد برف باری کے
موسم میں..... کتوں کا سامنا کرنے والوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا
ہے.....

چہ حرام زادہ این مرد ماند
سگہارا بستند و سگان راکشاند

کہ کیسے حرام زادے یہ لوگ ہیں..... کہ پتھروں کو باندر کھا ہے
..... اور کتوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے.....

زمانہ رجعت کا آغاز :-

زمانہ رجعت کا آغاز ظہور امام مہدی سے ہوگا..... چنانچہ شیعہ کی تمام معتبر کتب میں جہاں عقیدہ رجعت کا بیان ہے..... وہاں اس بات کی تشریح ہے کہ رجعت کا آغاز امام مہدی سے ہوگا..... اس مام مہدی سے وہ افسانوی شخصیت مراد ہے..... جس کا انتظار گزشتہ ساڑے گیارہ سو سال سے شیعت کو ہے..... اور وہ ۲۶۰ کو صرف چار پانچ سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے..... اور شیعہ عقیدہ کے مطابق اسی شہر سرمن رائی کی غار میں موجود ہیں..... اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کے امام مہدی کا کچھ تعارف کراؤں.....

شیعہ کے بارہویں امام کے متعلق..... امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ منظور احمد نعمانی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک مختصر..... مگر مدلل اچھوتی تحریر ملاحظہ فرمائیں.....

آمد بارہویں سرکار خاندان کا پیدائش سے انکار

بارہویں امام غائب کی پیدائش و غیبت کا عجیب قصہ..... خاندان والوں نے ان کی پیدائش سے ہی انکار کر دیا ہے..... اس لئے اثنا عشریہ کے نزدیک جو بارہ امام اللہ تعالی کی طرف سے نامزد ہیں..... اور

جن پر ایمان لانا ضروری ہے اور شرط نجات ہے.....ان میں گیارہویں امام حسن عسکری بن علی ہیں.....جو اصول کافی کے بیان کے مطابق رمضان ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے.....اور ۲۶۰ ھ میں صرف اٹھائیس سال کی عمر میں فوت ہوئے.....

ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی اور خاندان کے دوسرے لوگوں کا بیان ہے.....کہ یہ حسن عسکری لا ولد فوت ہوئے.....اور حکومت کے ذمہ داروں کو بھی تحقیق و تفتیش سے یہی ثابت ہوا.....کہ اسی بنا پر ان کا ترکہ شرعی قانون کے مطابق ان کے بھائی اور دوسرے موجود وارثوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے.....یہ بھی اصول کافی ہی کی روایات میں بیان کیا گیا ہے.....(اصول کافی ص ۲۰۶).....

اثنا عشریہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تیسرے امام حسین علیہ السلام کے بعد امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے.....اصول کافی میں ایک مستقل باب ہے .....باب اثبات لاامامة فی الاعقاب (اصول کافی ص ۱۷۵)

اس میں آئمہ معصومین کی متعدد روایات ہیں.....ان سب کا حاصل یہی ہے کہ امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے.....کوئی دوسرا عزیز تر قریبی بھی نہیں ہو سکتا انہیں روایت پر اس عقیدہ کی بنیاد ہے..... اس عقیدہ کی وجہ سے عوام اثنا عشریہ کو یہ مشکل پیش آئی.....کہ گیارہویں امام حسن عسکری کے بعد امامت کا سلسلہ کیسے چلے.....اور بارہواں اور آخری امام کس کو قرار دیا جائے.....اس مشکل کو حل کرنے لئے یہ دعویٰ کیا گیا.....اور مشہور کیا گیا کہ.....امام حسن عسکری کی وفات سے چار پانچ سال پہلے.....ایک روایت کے مطابق

۲۵۵ھ میں.....اور دوسری روایت کے مطابق ۲۵۶ھ میں ان کے ایک صاحبزادے .....ان کی ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہوئے تھے .....جن کو عام نظروں سے چھپا کر رکھا جاتا تھا.....اس لئے کہ کوئی ان کو دیکھ نہیں سکتا تھا..... وہ اپنے والد امام حسن عسکری کی وفات سے صرف دس دن پہلے غائب ہو گئے..... اور وہ تمام چیزیں اور سارے سامان جو حضرت علی سے منتقل ہو کر ہر امام کے پاس رہتے تھے .....اور آخر میں امام عسکری کے پاس تھے.....مثلاً حضرت علی کا جمع کیا ہوا اور لکھا ہوا اصلی اور کامل قرآن..... اور اس کے علاوہ قدیم آسمانی کتابیں.....

تورات

انجیل

زبور

اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے صحیفے اپنی اصل شکل میں.....اور مصحف فاطمہ اور الجفر..... اور الجامعہ ولابورا.....اور انبیاء سابقین کے معجزات..... عصائے موسیٰ..... قمیص آدم.....اور سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کے متعلق..... تفصیلی روایت اصول کافی میں ہیں.....

الغرض رافضی راویات اور رافضی عقیدے کے مطابق چار یا پانچ سال کی عمر والے یہ صاحبزادے..... یہ سارا سامان تن تنہا اپنے ساتھ لے کر غائب ہو گئے اور اپنے شہر سر من رائی ہی کی ایک غار میں روپوش ہو گئے.....

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے..... کہ شیعہ صاحبان کا عقیدہ
ہے..... کہ امام حسن عسکری کے یہی صاحبزادے امام آخر الزمان
ہیں..... ان پر امامت کا سلسلہ ختم ہو گیا..... اور چونکہ یہ ضروری
ہے کہ جب تک یہ دنیا رہے ایک امام معصوم بھی دنیا میں موجود رہے
..... ورنہ دنیا قائم نہیں رہے گی..... اس لئے یہ امام
آخر الزمان قیامت تک زندہ رہیں گے..... اور اس طرح غائب و رو
پوش رہیں گے..... اور جب وہ وقت آئے گا جو ان کے ظہور کے لئے
مناسب ہو گا..... اس وقت وہ غار سے بر آمد اور ظاہر ہوں گے
..... اور پھر ساری دنیا میں انہی کی حکومت ہو گی..... اور
باہر یوں امام کی پیدائش اور پھر غائب ہونے اور روپوش ہونے سے متعلق روایات
..... اصول کافی کے متعدد ابواب میں درج کی گئی ہیں.....

باب الاشارہ الی صاحب الدار علیہ السلام اور باب
تسمہ من (اصول کافی صفحہ ۲۰۲ تا ۳۴۲)

ہمارا خیال ہے کہ ان روایات کے مطالعہ ہی سے ہر اس شخص کا تاثر جس کو
اللہ تعالیٰ نے بصیرت و فراست کی نعمت کا کچھ بھی حصہ عطا فرمایا ہے
..... یہی ہو گا کہ مقدمہ بنایا گیا ہے لیکن اچھا نہیں بنایا جا سکا
..... اور بظاہر امام حسن عسکری کے بھائی جعفر بن علی..... اور
دوسرے اہل خاندان ہی کا بیان صحیح اور قرین عقل و قیاس ہے..... کہ
حسن عسکری لاولد فوت ہوئے..... واللہ اعلم .....

بہر حال اس وقت ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ دونوں باتوں میں سے
کون سی بات صحیح اور قرین عقل و قیاس ہے..... ہم کو تو یہاں بارہویں

امام (امام غائب) کے بارے میں شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہی بیان کرنا ہے

.....جو جائے خود عجیب و غریب اور ہر تبصرہ سے بالاتر ہے

.....پہلے ان کی والدہ محترمہ کا قصہ ملاحظہ فرمالیا جائے.....جو کتب شیعہ میں بیان کیا گیا ہے.....ان کا نام ملیکہ اور ان کو شاہ روم کی پوتی بتایا گیا ہے .....دوسرا نام ان کا نرگس بھی روایت میں ذکر کیا گیا ہے.....

ایک حیرت انگیز داستان :-

علامہ مجلسی نے "جلاء العیون" اور "حق الیقین" میں

.....بارہویں امام (امام غائب) کی والدہ محترمہ کی انتہائی حیرت انگیز داستان..... ابن بابویہ اور شیخ طوسی کی روایت کے حوالہ سے بڑی تفصیل سے بیان فرمائی ہے..... اور لکھا ہے کہ دونوں حضرات نے جو مذہب شیعہ کے اساطین میں سے ہیں..... معتبر سندوں سے بشر بن سلیمان سے یہ واقعہ روایت کیا ہے.....ان دونوں کتابوں میں واقعہ کی جو روایت نقل کی گئی ہے.....وہ بہت طولانی ہے.....یہاں اس کو اختصار اور تلخیص کے ساتھ عرض کیا جارہا ہے .....

روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ گیارہویں امام حسن عسکری شہر "سرمن رائی" میں..... ان کے پڑوس ہی میں ایک شخص بشر بن سلیمان رہتا تھا .....وہ ان کے اور ان کے والد ماجد امام علی نقی کے بھی شیعان خاص (یعنی مخلص اور معتمد مریدوں) میں سے تھا..... وہ بردہ فروشی یعنی غلاموں اور باندیوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا تھا.....

اس نے بیان کیا کہ امام علی نقی نے ایک دفعہ فرنگی انگریزی زبان اور اسی کے الخط میں ایک خط لکھ کر مجھ کو دیا..... اور اس کے ساتھ دو سو بیس اشرفی بھی دیں.....

اور فرمایا کہ یہ لیکر بغداد چلے جاؤ جو اس وقت دارالحکومت تھا وہاں دریا کے ساحل پر تم کو ایک کشتی نظر آئے گی..... جس میں فرد نفتی کنیزیں ہوں گی..... تم دیکھو گے کہ ان میں ایک کنیز اس کے ساتھ جانے پر کسی طرح راضی نہ ہوگی..... اس وقت تم کنیز کے مالک سے کہنا کہ تم میرا یہ خط اس کنیز تک پہنچا دو..... بشر کا بیان ہے کہ میں امام علی نقی کے حکم کی تعمیل میں بغداد روانہ ہوگیا اور وہ سارے واقعات پیش آئے جتنے امام نے پہلے بیان فرما دیئے تھے..... آخر امام ممدوح کا وہ خط اس کنیز تک پہنچ گیا..... جیسے ہی اس نے خط دیکھا..... بار بار اس کو چوما اور مالک سے کہا کہ مجھے تم اس خط والے کے ہاتھ فروخت کردو..... ورنہ میں خودکشی کرلوں گی..... مالک دوسو اشرفی لے کر اسے میرے حوالہ کردینے پر راضی ہوگیا..... اور میں اس کو اپنے ساتھ لے آیا.....

اس کنیز نے مجھے بتایا کہ میں بادشاہ روم کی پوتی ہوں..... اور میرا نام ملیکہ ہے..... اور میری والدہ حضرت عیسی علیہ السلام کے وصی شمعون کی اولاد میں سے ہیں.....

میرا قصہ یہ ہے کہ جب میں تیرا سال کی تھی..... میرے دادا نے اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ میری شادی طے کردی..... اور مقررہ دن پر شادی کی تقریب میں ایک عظیم الشان جشن منعقد ہوا ..... تخت پر صلیب رکھی گئی اور دولہا کو اس تخت پر بٹھایا گیا

.....پادری صاحبان ہاتھوں میں انجیل لئے کھڑے ہوئے.....

اور انہوں نے اپنے طریقہ کے مطابق میرے عقد کی کاروائی شروع کر دی

.....کہ اچانک ایسا ہوا کہ صلیب سرنگوں ہو کر گر پڑی اور تخت ٹوٹ

گیا.....اور میرا چچا زاد بھائی جس کے ساتھ میرا عقد ہو رہا

تھا..... وہ تخت کے اوپر سے نیچے آگرا اور بے ہوش

ہو گیا..... اس نامبارک حادثہ کے بعد میرے دادا نے اپنے دوسرے

بھتیجے کے ساتھ میرا عقد کرنے کا ارادہ کیا اور مقررہ دن پر اسی طرح جشن منعقد

ہوا.....لیکن عین عقد کے وقت پھر اسی طرح کا واقعہ ہوا

.....جیسا کہ پہلے ہوا تھا..... میرے داد کو بہت ہی رنج

ہوا.....اسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح اور ان کے

وصی شمعون.....اور ان کے علاوہ حوارین کی ایک جماعت

.....یہ سب حضرات میرے دادا کے اسی شاہی محل میں آئے

ہیں.....اور نور کا ایک منبر رکھا گیا ہے..... اس کے بعد

حضرت محمد ﷺ اپنے وصی علی اور دوسرے اماموں کے ساتھ تشریف لائے

.....اور نور کے اس منبر پر رونق افروز ہوئے..... اور آپ

ﷺ نے حضرت مسیح سے فرمایا کہ میں اس لئے آیا ہوں.....کہ ملیکہ کو

جو تمہارے وصی شمعون کی بیٹی ہے.....اپنے اس فرزند کے لئے تم

سے مانگوں.....اور آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے امام حسن عسکری کی

طرف اشارہ فرمایا..... جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے اور سامنے موجود

تھے.....

ملیکہ نے بشر بن سلیمان کو یہ سارا قصہ سنا کر ان سے کہا کہ یہی امام حسن

عسکری ہیں..... جن کے والد کا خط تم نے مجھے دیا ہے.....
آگے ملیکہ نے اپنے خواب کا باقی حصہ سناتے ہوئے بشر بن سلیمان سے کہا
..... کہ حضرت مسیح اور ان کے وصی شمعون نے خوشی سے اس کو قبول
کیا..... اس کے بعد حضرت محمد ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا اور حضرت
مسیح نے مجھے امام حسن عسکری کے نکاح میں دے دیا..... ملیکہ نے اپنے
خواب کا یہ قصہ سنانے کے بعد بشر بن سلیمان سے کہا..... کہ میں نے
اپنے اس خواب کا کسی سے ذکر نہیں کیا..... لیکن اس وقت سے اس
خورشید فلک امامت..... امام حسن عسکری کے عشق کی آگ میرے
سینہ اور دل میں بھڑکنے لگی..... اور چین و سکون رخصت ہو گیا
..... اور کھانا پینا بھی بند ہو گیا..... اور اس آتش عشق کی آگ
کے آثار باہر بھی ظاہر ہونے لگے..... اس کے بعد میں نے ایک دن
خواب دیکھا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا تشریف لائیں..... اور ان
کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی تھیں..... اور ہزارہا
حوران بہشت بھی تھیں..... حضرت مریم نے مجھ سے فرمایا کہ یہ
خاتون سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ..... تمہارے شوہر کی یہ ماں ہیں
..... میں نے یہ سنتے ہی ان کا دامن پکڑ لیا..... اور میں بہت
روئی..... اور میں نے عرض کیا کہ آپ کے فرزند حسن عسکری کبھی مجھے
دیکھنے اور اپنی صورت دکھانے بھی نہیں آتے..... انہوں نے فرمایا کہ وہ
کیسے آسکتے ہیں..... تم عیسائی ہو اور تمہارا عقیدہ مشرکانہ ہے
..... حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی یہ بات سن کر میں نے اسی وقت خواب
میں..... کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کر لیا ..... جب

خواب سے بیدار ہوئی تو میری زبان پر کلمہ شہادت جاری تھا.....

اس کے بعد سے کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میرے وہ شوہر امام حسن عسکری خواب میں میرے پاس نہ آئے ہوں..... اور مجھے شرف وصال سے شاد کام مسرور نہ فرمایا ہو..... اب انہی کے فرمانے کے مطابق میں نے ایسا کیا..... کہ ہمارے ملک کا ایک لشکر جو مسلمانوں سے جنگ کے لئے جارہا تھا..... میں کسی طرح اس لشکر کے ساتھ چل پڑی..... جب مسلمانوں کے لشکر نے رومی لشکر کو شکست دے دی ..... تو دوسری بہت سی خواتین کے ساتھ میں بھی گرفتار کرلی گئی..... اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئی.....

(ملخص از "جلاء العیون" و "حق الیقین "از علامہ باقر مجلسی)

علامہ مجلسی نے ان دونوں کتابوں میں جس طرح یہ قصہ ذکر کیا ہے ..... وہی یہاں اختصار اور تلخیص کے ساتھ جناب کے سامنے پیش کردیا ہے..... اس سے ہم کو بحث نہیں کہ کیا اس میں کچھ بھی واقعیت ہے ..... یا یہ از اول تا آخر صرف تراشیدہ افسانہ ہے.....

بحر حال علامہ مجلسی کی اس روایت کے مطابق شاہ روم کی پوتی..... ملیکہ (نرگس) اس طرح ایک خرید کردہ کنیز کی حیثیت سے شیعہ حضرات کے گیارہویں امام معصوم (امام حسن عسکری کے حرم میں داخل ہوئیں..... شیعہ روایت کے مطابق ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں انہی کے بطن سے یہ بارہویں امام پیدا ہوئے..... ان کی ولادت بھی مخفی اور ان نومولود فرزند کو نظروں سے چھپا کر رکھا گیا..... اور پھر جیسا کہ ذکر کیا گیا امام حسن عسکری کی وفات سے دس دن پہلے چار یا پانچ سال کی عمر میں یہ صاحبزادے

معجزانہ طور پر عائب ہو گئے..... شیعہ حضرات کی خاص مذہبی زبان میں
ان کو الحجۃ ' القائم ' المنتظر ' اور صاحب الزمان کہا جاتا ہے.....
اگر جیسا کہ عرض کیا گیا ان کے بارہ میں عقیدہ یہ ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں گے
..... تو دنیا بھر میں انہی کی حکومت ہو گی..... اور وہ ہو گا جو
دنیا میں کبھی نہیں ہوا.....

راسخ العقیدہ شیعہ حضرات جو ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں.....
ان کے ظہور کا انتظار کرتے رہے ہیں..... اور بولنے اور لکھنے میں ان کے
ذکر کے ساتھ عجل اللہ فرجہ لازمی طور پر کہتے اور لکھتے ہیں.....
جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلدی ان کو باہر لے آئے.....

غیبت صغریٰ اور کبریٰ :-

بارہویں امام صاحب الزمان اس غیبت کے بعد..... بعض "باکمال
"شیعہ صاحبان نے اپنی عوام کو بتلایا..... اور باور کرایا کہ "صاحب
الزمان" کے پاس راز دارانہ طور پر ان کی آمد و رفت ہے..... اور وہ
گویا ان کے سفیر اور خصوصی ایجنٹ ہیں..... یکے بعد دیگرے چار
حضرات نے یہ دعویٰ کیا..... ان میں آخری علی بن محمد سمیری تھے جن کا
انتقال ۳۲۹ھ میں ہوا..... سادہ دل شیعہ صاحبان صاحب الزمان
(امام غائب) تک پہنچانے کے لئے..... ان حضرات کو خطوط اور
درخواستیں..... طرح طرح کے قیمتی ہدیے اور تحفے دیتے تھے
..... اور یہ امام صاحب الزمان کی طرف سے ان کی جوابات لا کر دیتے
تھے..... جن پر امام صاحب کی مہر ہوتی تھی..... یہ سارا کاروبار

انتہائی راز داری سے ہوتا تھا.....

رہا یہ سوال کہ اصلیت اور حقیقت کیا تھی..... تو ہمارا خیال ہے کہ ہر وہ شیعہ جس کو اللہ نے فراست اور بصیرت کا کچھ حصہ عطا فرمایا ہے ..... یہی سمجھے گا کہ ان ہوشیار اور چالاک لوگوں کا کاروبار تھا ..... جو اپنے کو امام غائب کا سفیر بتلاتے تھے..... لیکن شیعہ صاحبان اور ان کے حضرات علماء و مجتہدین کے نزدیک بھی..... وہ خطوط وہ مراسلات جو ان سفیروں نے صاحب الزمان (امام غائب) کی بنا کر لوگو ں کو دیئے..... وہ امام معصوم کے ارشادات دینی حجت ہیں..... اور ان کی کتب حدیث و روایات میں اس حیثیت سے جمع کئے گئے ہیں ..... ان کا اچھا خاصا ذخیرہ "احتجاج طبرسی" کے آخری صفحات میں بھی دیکھا جاسکتا ہے..... جناب خمینی صاحب نے بھی اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں..... دینی مرجعت ہی کی حیثیت سے ان کا ذکر کیا ہے..... اور اپنے خاص نظریہ ولایت تقیہ پر ان سے استدلال بھی کیا گیا ہے..... دیکھئے حکومۃ الاسلامیہ ص ۷۶، ۷۷.....

شیعہ حضرات کی روایات میں اس زمانے کو..... (جب ان کے عقیدہ کے مطابق سفارت کا یہ سلسلہ چل رہا تھا) "غیبت صغریٰ" کا زمانہ کہا جاتا ہے..... اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سفارتی کاروبار جو انتہائی رازداری کے ساتھ چل رہا تھا..... اس وقت ختم ہوا جب حکام وقت کو اس کی اطلاع ہوئی..... اور ان کی طرف سے اس کی تحقیق و تفتیش شروع ہوئی کہ یہ کون لوگ ہیں..... جو اس طرح کا فریب دے کر رعایا کے سادہ لو عوام کو لوٹ رہے ہیں..... اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا اور مشہور

کر دیا گیا کہ اب غیبت "صغریٰ" کا دور ختم ہو کر ..... غیبت کبریٰ کا
شروع ہو گیا ..... اور صاحب الزمان کے ظہور تک کسی کا ان سے رابطہ
قائم نہ ہو سکے گا ..... اور کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی ..... اب
ان کے ظہور کا انتظار کیا جائے .....

آمد امام مہدی کی شرط :-

جب تین سو تیرہ مخلص شیعہ جمع ہوں گے ..... تب امام مہدی
ظاہر ہوں گے ..... چنانچہ "احتجاج طبرسی"
جو شیعہ حضرات کی معتبر ترین کتب میں سے ہے ..... اس میں
شیعہ کے نوویں امام معصوم محمد بن علی بن موسیٰ کا ایک ارشاد نقل کیا گیا ہے
..... انہوں نے "القائم" (امام آخر زمان) کے بارے میں فرمایا :

هوالذی یخفی علی الناس ولادته ویغیب عنهم شخصه
یجتمع الیه من اصحابه عدة اهل بدر ثلاث مائة وثلاثة عشر
رجلا من اقاصی الارضی فاذا اجتمعت له هذه العدة من اهل
الاخلاص اظهر الله امره (احتجاج طبرسی طبع ایران ص ۲۳۰)

ترجمہ :- ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کی ولادت خفیہ ہو گی .....
لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہو گا ..... اور ان کی شخصیت لوگوں کی نگاہوں سے
غائب رہے گی ..... دنیا کے کناروں سے اہل بدر کے عدد کے مطابق
تین سو تیرہ (۳۱۳) ان کے اصحاب ..... ان کے پاس جمع ہو جائیں گے
..... جب تین سو تیرہ اہل اخلاص ان کے لئے جمع ہو جائیں گے

..... تو اللہ تعالیٰ ان کے معاملہ کو ظاہر فرمادے گا..... یعنی وہ غار سے باہر آکر اپنا کام شروع فرمادیں گے.....

ایک لمحہ فکریہ یہ ہے کہ..... امام آخر الزمان کا اب تک ظاہر ہونا..... اثنا عشری حضرات کے ان امام معصوم محمد بن موسیٰ کے اس ارشاد کے مطابق اس کی دلیل ہے..... کہ ۲۶۰ ھ سے اب تک کے قریباً ساڑھے گیارہ سو سال کے عرصہ میں امام آخر الزمان کا ساتھ دینے والے ۳۱۳ مخلص شیعہ کبھی بھی نہیں ہوئے..... اور آج بھی نہیں ہیں..... ورنہ ان کا ظہور ہو گیا ہوتا..... معلوم نہیں جناب خمینی صاحب جیسے شیعہ علماء و مجتہدین اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں..... کیا ان حضرات کے نزدیک بھی واقعہ ایسا ہی ہے.....

نبیؐ و علیؓ، امام مہدی کی بیعت کریں گے :-

چنانچہ علامہ باقر مجلسی نے اپنے کتاب "حق الیقین" میں ..... امام باقر سے روایت نقل کی ہے..... کہ انہوں نے فرمایا ہے.....

چون قائم آل محمد ﷺ بیرون آید خدا اورا یاری کند ملائکہ واول کسے کہ بااو بیعت کند محمد باشد بعد ازاں علی (حق الیقین طبع ایران ص ۱۳۹)

جب قائم آل محمد ﷺ (یعنی مہدی) ظاہر ہوں گے..... تو خدا فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کرے گا..... اور سب سے پہلے ان سے بیعت کرنے والے محمدؐ ہوں گے..... اور آپ کے بعد دوسرے نمبر پر علیؓ ان سے بیعت کریں گے.....

سامعین محترم یہاں تک آپ شیعہ کے امام مہدی [illegible]
کے نکاح ..... اور ان کی ولادت اور ظہور کے وقت ان کے ہاتھ پر [illegible]
پیغمبر علیہ السلام اور حضرت علیؑ کی طرف سے بیعت کرنے پر مبنی تفصیلات
سن چکے ہیں ..... قبل اس کے اب ظہور مہدی کے بعد عقیدہ رجعت کی
تفصیلات آپ کے سامنے آئیں ..... آپ خود اندازہ لگائیں کہ شیعہ نے
کس طرح امام مہدی کا وجود ثابت کر کے ..... اسے ہمارے نبیؐ اور
حضرت علیؑ سے بھی افضل قرار دے کر یہ ثابت کیا ہے ..... کہ معاذ
اللہ امام مہدی کے مریدوں میں پہلے حضرات ..... خود حضور علیہ السلام
اور حضرت علیؓ ہوں گے ..... (استغفراللہ) .....

امام حسینؓ بھی مہدی کی بیعت کریں گے :-

امام حسین علیہ اسلام کے بعض اصحاب جا کر مہدی علیہ اسلام کے لشکر
سے دریافت کریں گے ..... خدا آپ کو آباد رکھے تم کون ہو .....
کیوں آئے ہو ..... تمہارا صاحب کون ہے ..... اور آپ کے
آنے کا مقصد کیا ہے ..... مہدی علیہ اسلام کے اصحاب کہیں
گے ..... کہ یہ آل محمد علیہ اسلام کے مہدی ہیں ..... ہم آپ
کے مددگار ہیں ..... جن میں انسان ..... جنات اور فرشتے شامل
ہیں ..... امام حسین علیہ السلام کے پاس آئیں گے ..... دونوں
حضرات دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو جائیں گے ..... امام
حسین علیہ اسلام فرمائیں گے ..... اگر تم مہدی آل محمد علیہم السلام ہو
..... تو بتاؤ تمہارے پاس میرے جد امجد کا .....

عصا

انگوٹھی

زرہ

تاج

سحاب

گھوڑا

ناقہ

یعفور

غضبا

دراز گوش

نجیب براق

فاصل عمامہ

اور وہ قرآن مجید کہاں ہے..... جس کو بغیر تغیر و تبدل کے امیر المومنین علیہم السلام نے جمع کیا تھا..... قائم آل محمد علیہم السلام کی خدمت میں وہ صندوق پیش کیا جائے گا..... جس میں تمام چیزیں موجود ہوں گی..... اور تمام انبیا کے ترکے موجود ہوں گے..... حتیٰ کہ.....

آدم علیہ السلام ..... کا عصا

نوح علیہ السلام ..... کی کشتی

ہود علیہ السلام ..... کا ترکہ

صالح علیہ اسلام ..... کا ناقہ

ابراہیم علیہ السلام ..... کا مجموعہ

یوسف علیہ السلام ..... کا پیالہ

شعیب علیہ السلام ..... کا کیل اور میزان

موسیٰ علیہ السلام ..... کا عصا اور وہ تابوت

جس کو آل موسیٰ اور آل ہارون علیہم السلام چھوڑ گئی..... اور فرشتے اس کو اٹھاتے تھے.....

داؤد علیہ السلام ..... کی زرہ اور انگوٹھی

سلیمان علیہ السلام ..... کی انگوٹھی اور تاج

عیسیٰ علیہ السلام ..... کا رحل

انبیاء اور رسولوں کی میراث اس صندوق میں موجود ہونگی

پھر حسین علیہ السلام فرمائیں گے..... اے رسول اللہ ﷺ کے فرزند جو حالات آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں..... اس کا فیصلہ کیجئے ..... رسول اللہ کے عصا کو اس سخت پتھر پر ماریئے..... اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیجئے کہ اس کو سرسبز کردے..... حضرت کا اس سے یہ مقصد ہوگا کہ آپ کے اصحاب کو مہدی علیہ السلام کے مرتبے کا پتہ چل سکے..... تاکہ آپ کی اطاعت اور بیعت کریں..... مہدی علیہ السلام کا لشکر بیٹھ جائے گا.....

مہدی علیہ السلام عصا کو سخت پتھر پر گاڑھ دیں گے..... وہ ہرا بھرا ہو کر بلند ہوگا کہ اس کے سائے کے نیچے امام حسین علیہ السلام کا لشکر بیٹھ جائے گا

حسین علیہ السلام اللہ اکبر کی آواز بلند کریں گے ..... اور فرمائیں گے ..... اے فرزند رسول ہاتھ بڑھایئے ..... میں آپ کی بیعت کرتا ہوں ..... امام حسین علیہ السلام اور آپ کو تمام لشکر آپ کی ..... یعنی قائم آل محمد ﷺ کی بیعت کرے گا ..... (بصائر الدرجات ص ۸۹)

امام مہدی سرکار کی جنگ :-

سامعین محترم ..... امام مہدی اپنی بیعت نہ کرنے والے لشکر سے جنگ کریں گے ..... اور انکے گلے میں ڈالے ہوئے قران کریم کو بھی ..... خاک وخون میں غلطان کردیں گے .....

چنانچہ بصائر الدرجات تالیف الفاضل الجلیل میں محمد شریف بن سیر محمد شاہ رسولوی الباکستانوی تحریر کرتے ہیں .....

امام حسین اور ان کے لشکر کی طرف سے امام مہدی کی بیعت کے موقع پر چار ہزار آدمی آپ کی بیعت نہیں گرے ..... جن کے گلوں میں قرآن حمائل ہوں گے ..... جن کے بال صفا چٹ ہوں گے ..... زیدیہ کے نام سے مشہور ہوں گے ..... کہیں گے کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے ..... دونوں لشکر آپس میں مل جائیں گے ..... اور مہدی علیہ اسلام ان کو وعظ و نصیحت کریں گے ..... اور تین دفعہ کی مہلت دیں گے ..... کہ حضرت کی نصیحت کا کوئی اثر نہ ہوگا .....

بلکہ ان کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہوگا ..... آپ ان کے قتل

کا حکم دیں گے..... میں دیکھا رہا ہوں کہ تمام کے تمام اپنے اپنے
قرآن پر ذابح کئے جا چکے ہیں..... اور اپنے اپنے خون میں لت پت
ہو رہے ہیں..... قرآن مجید بھی خون آلود ہو چکے ہیں.....
قرآن مجید کے بعض اصحاب قرآن کو اٹھائیں گے..... آپ فرمائیں گے
کہ ان کو وہیں چھوڑ دو..... تاکہ یہ قرآن ان کی حسرت اور ندامت کا
باعث بنیں..... کیونکہ انہوں نے قرآن کو بدل دیا تھا..... اور
اس میں تحریف کر دی تھی..... جس طرح خداوند نے عمل کرنے کا
حکم دیا تھا..... ویسا عمل نہیں کیا تھا.....
(ترجمہ بصائر الدرجات 'صفحہ ۸۰ تا ۸۹)

اہل سنت کے قاتل کون :-

جب بار ہویں امام ظاہر ہوں گے..... تو کافروں سے پہلے سنیوں کو قتل
کریں گے..... چنانچہ علامہ مجلسی کی تصنیف "حق الیقین" کے صفحہ
۵۵۶ پر یہ روایت بھی ہے.....
وقتیکہ قائم علیہ السلام ظاہر می شود پیش از کفار ابتداء بہ سنیاں خواہد
کرد باعلماء ایشاں وایشاں را خواہد کشت.....
جس وقت مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو کافروں سے پہلے سنیوں اور
خاص کر ان کے عالموں سے کاروائی شروع کریں گے..... اور ان سب
کو قتل کر کے نیست نابود کریں گے۔
سامعین محترم..... اب تو آپ کو یقین آگیا ہو گا کہ شیعہ کے امام
غائب کی آمد پر کیسے کیسے کام ہوں گے..... اور خصوصا اہلسنت کے

ساتھ کیا حشر کریں گے..... عجیب بات ہے کہ جو امام ہمیں قتل کرنے کے لئے آرہا ہے..... اگر ہم اس کے خلاف ایک بات بھی ایسی کر دیں تو پھر شیعت کو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے.....

امام مہدی زوج النبی کو سزا دیں گے :-

"حق الیقین" میں علامہ باقر مجلسی نے ابن بابویہ کی "علل الشرائع" کے حوالہ سے امام باقر ہی سے روایت کی ہے کہ

چوں قائم ما ظاھر شود عایشہ را زندہ کند تا بر او حد بذند وانتقام فاطمہ از وبگیرد

(حق الیقین ص ۳۹۱ و بحار الانوار ص ۵۷۶ ج ۱۰)

جب ہمارے قائم یعنی مہدی ظاہر ہوں گے..... تو ہو سکتا ہے عائشہ کو زندہ کر کے ان کو سزا دیں گے.....اور فاطمہ کا انتقام ان سے لیں گے.....

امام مہدی خسران رسول کو سزا دیں گے :-

سامعین محترم..... اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سنو.....

شیعہ کے امام مہدی..... حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو قبروں سے نکال کر سوکھے درخت پر لٹکائیں گے.....اس کے بعد انہیں زندہ کر کے انکے مظالم شمار کریں گے اور انہیں جلادیں گے.....امام مہدی علی اسلام اپنے دادا رسول اللہ ﷺ کی قبر پر تشریف لائیں گے..... لوگوں سے فرمائیں گے..... یہ قبر میرے نانا رسول اللہ ﷺ کی ہے.....

لوگ کہیں گے اے مہدی علیہ السلام آل محمد ﷺ ایسا ہی ہے.....

پوچھیں گے یہاں کون دفن ہیں..... لوگ کہیں گے آنحضرت ﷺ
کے ساتھی ہیں..... آپ اس بات کو جانتے ہوئے فرمائیں گے اور تمام
مخلوق سن رہی ہو گی..... کہ تمام مخلوق کے ہوتے ہوئے یہ میرے نانا
کی قبر میں کیسے دفن ہو گئے..... دفن ہوانے لے یہ نہیں ہوں گے
..... اور ہوں..... لوگ جواب دیں گے مہدی علیہ السلام آل
محمد یہاں کوئی اور دفن نہیں ہے..... وہی ہیں کیونکہ دونوں آپ ﷺ
کے خلیفہ اور آپ ﷺ کی بیویوں کے باپ تھے..... یہ بات تین
مرتبہ کہنے کے بعد امام مہدی لوگوں سے کہیں گے..... ان کو قبر سے
نکالو..... جب قبر سے نکلیں گے تو ان کی لاشیں تر و تازہ ہوں گی
..... رنگ و روپ بالکل درست ہو گا..... فرمائیں گے کوئی ہے جو
ان کو جانتا ہے..... لوگ کہیں گے ہم جانتے ہیں..... آپ کے
نانا کی قبر میں ان دونوں کے سوا کوئی دفن نہیں ہے..... امام مہدی
فرمائیں گے کوئی ایسا شخص ہے جو کہے کہ یہ وہ دونوں نہیں ہیں..... کوئی
اور ہیں لوگ کہیں گے کہ ایسا نہیں..... قبروں کی طرف دیواریں کھولی
جائیں گی..... نقباء سے فرمائیں گے کھودو اور نکالو اپنے ہاتھوں سے
..... وہ دیواریں کھودیں گے اور مسجد تک پہنچ جائیں گے.....
تر و تازہ نکالے جائیں گے اصلی حال میں ہوں گے..... کفن اتار دیئے
جائیں گے..... بہت بڑے بوسیدہ درخت پر لٹکا دینے کا حکم فرمائیں
گے..... لٹکانے کے بعد درخت ہرا ہو جائے اور پھل دے
گا..... شاخیں بلند ہو جائیں گی..... ان کے ماننے والے
کہیں گے..... خدا کی قسم یہ شرف حق ہے..... ہم ان کی محبت

اور ولایت میں کامیاب ہو گئے..... دانے کے برابر بھی جس کے دل میں ان کی محبت ہو گی..... وہ آکر ان کی زیارت کریں گے..... مہدی علیہ السلام کی طرف سے اعلان ہو گا..... جو شخص رسول اللہ کے ساتھیوں کو دوست رکھتا ہے..... وہ ایک طرف ہو جائے..... مخلوق دو حصوں میں بٹ جائے گی..... ایک ماننے والے دوسرے نہ ماننے والے..... مہدی علیہ السلام ان کے دوستوں سے کہیں گے ان سے بیزاری کرو..... وہ کہیں گے ہم بیزاری نہیں کرتے..... ہم ان کے حق میں کچھ نہیں کہتے..... وہ اللہ کے پیارے ہیں..... آپ کے نزدیک ان کی یہ قدر ہے..... ہم پر ان کی فضیلت ظاہر ہو چکی ہے..... آپ ان سے بیزاری کریں..... جبکہ ہم انکی لاشوں کو تر و تازہ دیکھ چکے ہیں..... درخت ان کی لاشوں کے ساتھ مس ہونے کی وجہ سے دوبارہ سرسبز ہو گیا ہے..... اور ہم آپ سے آپ پر ایمان لانیوالے سے..... اور ان سے جو ان پر ایمان نہیں لاتا..... جس نے ان کو لٹکایا..... قبروں سے نکالا..... جو سلوک کیا سو کیا..... اس سے بیزاری کرتے ہیں..... مہدی علیہ السلام سیاہ ہوا کو حکم دیں گے..... اور وہ ان پر چلے گی..... اور ان کو کھجوروں کے سوکھے تنے کی مانند بنا دے گی..... پھر ان کو اتارنے کا حکم دیں گے اتارے جائیں گے..... اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جائیں گے مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے..... ان سے ہر زمانے میں ان کے افعال کے بارے میں آگاہ کریں گے.....

ہابیل بن آدم علیہ السلام کا قتل ہونا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ جمع کرنا

یوسف علیہ السلام کا کنویں میں ڈالا جانا

یونس علیہ السلام کا مچھلی کے شکم میں قید ہونا

یحییٰ علیہ السلام کا قتل ہونا

عیسیٰ علیہ السلام کا سولی چڑھا دیا جانا

واقعہ جرجیس اور دانیال علیہ السلام کا عذاب دیا جانا

سلمان فارسی کو مارنا

امیر المومنین اور فاطمہؑ ..... حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے دروازے پر آگ لگانا ..... آگ کے ذریعے ان حضرات کو جلانا .....

کسریٰ فاطمہ کو کوڑے مارنا

شکم اقدس کا شگاف ہونا

حضرت محسن کا اسقاط ہونا

سیدنا حسن کا زہر کے سبب قتل ہونا

حسین آپ کے اطفال

آپ کے چچا کی اولاد

اور آپ کے انصار کو ذبح کیا جانا

ہر نکاح حرام کا ذکر کرنا

ہر زنا اور خباثت گناہ ظلم و جور کا آدم علیہ السلام سے لے کر .....

قائم آل محمد سب کا ان سے ذکر فرمائیں گے ..... حاضرین کی موجودگی میں ان سب کا ان سے قصاص لیں گے ..... پھر آگ کو حکم دیں

گے.....وہ زمین سے نکل کر ان کو اس اور درخت کو جلا دے گی
.....پھر ہوا کو حکم دیں گے..... اور وہ انکی راکھ کو اٹھا کر سمندر
میں پھینک دے گی۔(منتخب بصائر الدرجات ص ۸۲)

خسران رسول کا ہزار بار قتل :-

مفضل نے کہا مولانا یہ ان کیلئے آخری عذاب ہوگا..... امام نے
جواب دیا اے مفضل.....جب سید اکبر محمد رسول اللہ ﷺ فاطمہ و حسن
و حسین علیہم السلام پکے مومن..... پرلے درجے کے کافر دوبارہ دنیا
میں آئیں گے.....ان سے ان کے ہر برے کام کا بدلہ لیا جائے گا.....
ہر رات اور ہر دن میں ہزار دفعہ قتل ہوں گے..... جب تک اللہ تعالیٰ
چاہے گا ان سے یہ سلوک ہوگا..... مزید تفشی قلب کے لئے
دیکھئے..... بصائر الدرجات صفحہ ۸۰' ۶ '۸۲ "وحق الیقین"
در بیان رجعت ص ۱۴۵.....

سامعین محترم.....دل پر پتھر رکھ کر عقیدہ رجعت کی تفصیلات
اور شیعہ کے عقیدہ کے مطابق بارہویں امام کے کارنامے آپ کے سامنے شیعہ
کتب سے بیان کئے ہیں..... تاکہ آپ کو علم ہو سکے کہ شیعہ نے عقیدہ
رجعت کس وجہ سے گھڑ رکھا ہے..... اس عقیدہ کا اصل مقصد ہی یہ
ہے.....کہ شیعت اپنے دل میں چھپے اس بغض و کینہ کا اظہار کرنا چاہتی
تھی..... جو اسے صحابہؓ سے ہے..... شیعہ نے عقیدہ رجعت
کی آڑ میں حضرات شیخین..... ام المومنین حضرت عائشہ اور پھر
اہلسنت کے بارہ میں جن ناپاک عزائم کا اظہار کیا ہے..... وہ آپ کے
سامنے ہیں لیکن اسے بڑھ کر توہین آمیز بات یہ ہے.....کہ شیعہ نے امام

الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ کے امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت
کرنے کی روایت بیان کر کے ..... یہ ثابت کیا ہے کہ ہے کہ امام مہدی کا
مرتبہ اتنا بلند ہے ..... کہ خود آقائے نامدار ﷺ بھی اس کے مریدوں
میں شامل ہوں گے ..... خدا بہت بڑی گستاخی اور سراسر کفر کا ارتکاب
ہے ..... جو شان رسالت مآب میں کیا گیا ہے .....

سامعین محترم ..... مجھ پر تو شیعہ کا اعتراض ہی یہی
ہے ..... کہ میں نے اپنی تقاریر میں ..... ایسے شخص کو جو رسول
کا امام بننے کا دعویٰ دار ہو ..... اور ضرات شیخین وام المومنین کے
بارے میں یہ ناپاک عزائم لے کر آیا ہو ..... نہ صرف امام مہدی ماننے
سے انکار کیا ہے ..... بلکہ اسے شیطان قرار دے کر اس سے لڑنے کا
اعلان کیا تھا ..... اور آج بھی میں اس علان پر قائم ہوں ..... کہ
ایسے شخص سے لڑنا اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالنا ہر مسلمان کا فرض ہے
..... اللہ تعالیٰ ہمیں ناموس رسالت وعظمت صحابہؓ کے لئے .....
میدان میں نکلنے کی توفیق بخشے .....

آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

شیعہ کا عقیدہ متعہ

خطبہ :-

الحمد لله نحمده ونستعينه..... ونستغفره ونئومن به ونتوكل عليه..... ونعوذ بالله من شرو انفسنا ..... ومن سيات اعمالنا..... من يهده الله فلا مضل له .....ومن يضلله فلا هادى له..... ونشهد ان لا اله الا الله وحد لا شريک له..... ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدًا عبده و رسوله ..... اما بعد ..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم .....بسم الله الرحمن الرحيم.....والذين هم لفروجهم حافظون..... الا على ازواجهم اوما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين ..... (پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۵،۶)

قال الله تبارک و تعالى ..... ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين امنوا لهم عذاب عليم فى الدنيا والاخرة ..... (پارہ ۱۸ سورہ النور آیت ۱۹)

قال النبى صلى الله عليه وسلم..... الحياء شعبة من الايمان ..... وقال عليه السلام ..... من يضمن مابين لحييه اضمن له الجنة ..... اوكما قال عليه السلام ..... صدق الله العظيم ..... وصدق رسوله النبى الكريم .....ونحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين

..... والحمد لله رب العالمين .....

تمہید :-

سامعین محترم

علماء کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

نوجوان ساتھیو

سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں..... مسلمانوں کے گھر پیدا کیا..... اور ہمیں دین حق کی ایسی ابدی تعلیمات سے سرفراز فرمایا ..... کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہماری دنیاوی مشکلات بھی دور ہو سکتی ہیں .....اور اخروی کامیابیاں بھی ہمارا مقدر بن سکتی ہیں.....

انسانیت پر اسلام کا عظیم احسان :-

اسلام کے انسانیت پر بے شمار احسانات ہیں.....اور کائنات انسانی خواہ وہ کفر و شرک.....الحاد و زندیقیت کی وادیوں میں کیوں نہ بھٹک رہی ہو.....اسلام کے زیر بار احسان ہے..... مثلاً یہ اسلام ہی کا احسان ہے.....کہ آج دنیا سے غلامی کا دور ختم ہو چکا ہے .....اس طرح سچائی.....دیانت.....

شرافت.....باہمی معاملات.....اور تجارت کے جو اصول اسلام نے سکھائے ہیں.....آج غیر مسلم قومیں انہی سنہرے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر.....ترقی و خوشحالی کی زینوں پر چڑھ رہی ہیں اور امن و استحکام کی دولت سے مالا مال ہیں.....تاہم میں جس احسان کی بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے.....کہ اسلام نے انسانوں کی خاندانی اور نسلی بنیادوں کو تحفظ فراہم کیا.....اور اسے معاشرہ سے مل کر رہنے کا درس دیا ہے.....تاکہ وہ اپنی غمی.....خوشی.....تنگ دستی و خوشحالی.....بیماری و صحت یابی.....زندگی اور موت..... کے مواقع پر ایک دوسرے کے کام آسکے.....میری اس بات کا مقصد یہ ہے.....کہ اسلام نے انسانوں کو.....

باپ کا رشتہ

بھائی کا رشتہ

بیٹے کا رشتہ

چچے کا رشتہ

ماموں کا رشتہ

ننھال کا رشتہ

ددھیال کا رشتہ

سسرال کا رشتہ

غرض ایسے رشتے عطا کیے ہیں.....جو دیگر مذاہب میں آج اگر ہیں تو اسلام کی بدولت ہی ہیں.....ورنہ تو اکثر یورپ کے ممالک یعنی برطانیہ.....امریکہ.....اور روس میں انسانی رشتے دم توڑ چکے

ہیں.....

آج ان ممالک میں پچاس فیصد لوگ ایسے ہیں..... جنہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ان کا باپ کون تھا..... یہ بات پوری دنیا جانتی ہے کہ اس وقت امریکہ کا جو صدر بل کلنٹن ہے..... وہ خود اپنے والد کے نام سے آشنا نہیں ہے..... اور ایسا ہونا ضروری تھا..... کیونکہ جس معاشرہ میں عورت اور مرد کے باہم ملاپ کیلئے..... کوئی مذہبی شرط اور پابندی نہ ہو..... وہ بلکہ جہاں جس سے چاہے ملے جلے ..... اور جب جی میں آئے خواہشات نفسانی کا استعمال کر گزرے ..... تو ایسی صورت میں جو نسل پیدا ہو گی..... اس کا حال درخت سے گرے اس پتے کی طرح ہو گا..... جسے کچھ پتہ نہیں کہ اس کی اصل کیا ہے.....

اسلام انسانوں کو ایک درخت کی مضبوط شاخوں کی طرح..... جڑ کے ساتھ پیوستہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے..... یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں کا حسب و نسب اس قدر سلامت ہے..... کہ وہ چودہ سو سال تک اپنا خاندانی سلسلہ بھی جانتے ہیں..... اور اپنے روحانی و دینی رشتہ سے بھی آگاہ ہیں.....

تو نتیجہ اس ساری بات کا یہ نکلا کہ اسلام یہ چاہتا ہے..... کہ اس کے پیروکار حلالی بیٹے ہوں..... اور خاندانی ہوں..... حرامی اور لاوارث نہ ہوں..... اور یہ تبھی ممکن ہے جب باضابطہ نکاح کا وہ طریقہ اختیار کیا جائے..... جسے اسلام نے بتایا ہے..... تاکہ ایک پیدا ہونے والے بچے کے حلالی ہونے پر اتنے لوگوں گواہ ہوں..... جنہیں

جھٹلایا نہ جا سکے..... اس لئے فرمایا گیا کہ نکاح کو خوب تشہیر کے ساتھ انجام دو..... یعنی کافی لوگوں کی موجودگی میں نکاح کی تقریب ہونی چاہئے.....

حرمت متعہ اور اس کی حقیقت :-

سامعین کرام..... اسلام میں نکاح کی اہمیت وضرورت پر جو میں نے گفتگو کی ہے..... اس سے آپ بخوبی جان گئے ہوں گے کہ اسلام نے زنا اور بدکاری کا راستہ کس وجہ سے روکا ہے..... اور اس پر سخت ترین سزاؤں کا اعلان کس حکمت کے تحت کیا ہے..... مختصر یہ کہ اسلام نے انسانوں کا نسب سلامت رکھنے کے لئے..... زنا و بدکاری پر سختی کے ساتھ قدغن لگادی ہے.....

اب ذرا شیعہ کے متعہ کا جائزہ لیجئے کہ وہ کیا ہے..... متعہ کی تعریف یہ ہے کہ کوئی بھی مرد..... کسی ایسی عورت سے جو بغیر شوہر کے ہو..... بغیر کسی گواہ کے خاموشی کے ساتھ..... ایک سال ..... ایک مہینہ..... ایک دن..... حتیٰ کہ صرف دس منٹ تک کے لئے نکاح متعہ کر سکتا ہے..... اور اس پر حق مہر ادا کرنے کا پابند ہے چاہے وہ حق مہر ایک پانی کا گلاس ہی کیوں نہ ہو..... اور جونہی وہ وقت ختم ہوگا..... تو مرد و عورت پھر آپس میں غیر محرم ہوں گے.....

اب عورت اگر کوئی بچہ جنے گی..... تو وہ بچہ اس مرد کا وارث ہوگا نہ اس بچے کے مال سے اس کا یہ باپ وارث بنے گا.....

اس بچہ کی حالت بالکل وہی ہوگی ..... جو آج کل امریکہ سے یورپ کے حرامی بچوں کی ہے ..... اس طرح اگر متعہ کی مدت ..... خود عورت یا مرد یا دونوں میں سے کوئی مر گیا ..... تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے .....

اس وضاحت سے آپ خوبی سمجھ سکتے ہیں ..... کہ متعہ کی اسلام کے پاکیزہ نظام اور دینی ماحول و معاشرہ میں کیا حیثیت ہے ..... صرف ایک نام بدلا گیا ہے ..... ورنہ جس طرح زنا میں مرد عورت باہم راضی ہوتے ہیں ..... یا پیشہ ور بازاری عورتیں پیسے لے کر اپنے آپ کو کسی مرد کے حوالے کرتی ہیں ..... وہی حالت اس متعہ کی ہے ..... اور اسلام بھلا کیسے اس کی اجازت دے سکتا ہے .....

دوسری بات یہ کہا اسلام نے بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح پر پابندی عائد کی ہے ..... جبکہ متعہ والی عورتیں بیک وقت ہزار بھی رکھی جا سکتی ہے ..... جیسا کہ ابھی میں شیعہ کی راویات سے وضاحت کروں گا ..... تو اس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ متعہ کوئی نکاح نہیں ہے ..... بلکہ زنا و بدکاری کا ایک خوبصورت نام ہے .....

حرمت متعہ کا ثبوت :-

سامعین محترم ..... یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں جیسے

شراب پینا

جوا کھیلنا

سود لینا

خنزیر کھانا

مردار کھانا

اور خون وغیرہ جائز سمجھے جاتے تھے.....اس طرح متعہ بھی جائز سمجھا جاتا تھا..... اسلام نے جس طرح باقی چیزوں کی حرمت کا اعلان کر کے..... ان کا خاتمہ کر دیا ہے.....اس طرح متعہ کی یہ آیت والذین ھم لفرو جھم حافظون الاعلی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیرملومین۔

یعنی وہ لوگ کامیاب ہونے والے ہیں..... جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں..... سوائے اپنی منکوحہ بیویوں اور مملوکہ باندیوں کے.....کسی دوسری طرف نہیں دیکھتے ہیں.....تو اس آیت میں صرف دو صورتیں ایسی ہے.....جہاں انسان کو اجازت ہے.....

(۱) منکوحہ بیوی

(۲) مملوکہ باندی

یہاں تیسری صورت متعہ والی نہیں ہے.....تو اس آیت سے متعہ سمیت جاہلیت کے وہ تمام طریقے جو دوسری عورتوں سے فائدہ اٹھانے کے مروج تھے وہ ختم ہو چکے ہیں.....

اسی طرح بہت سی روایات سے بھی یہ ثابت ہے.....کہ قرآن کریم کی وارثت کی آیات اور طلاق کی آیات سے.....متعہ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے.....کیونکہ متعہ والی عورت اگر حقیقی معنی میں

زوجہ ہوتی..... تو اس کو وراثت ضرور ملتی اور اسے طلاق بھی دی جا سکتی..... جبکہ ادھر تو وراثت ضرور ملتی ہے..... اور اسے طلاق بھی دی جا سکتی ہے..... جبکہ ادھر تو وراثت اور طلاق کی ضرورت بھی نہیں ہے.....

اب رہی یہ بات کہ بعض روایات میں متعہ کا ذکر آتا ہے

..... کہ حضور کے زمانہ اور اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں متعہ ہوتا تھا..... تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ متعہ کی حرمت کا اعلان

..... پیغمبر اسلام ﷺ کی زبان سے فتح مکہ کے بعد متعدد مقامات پر ہوا تھا..... چند گنتی کے جو لوگ بے خبر تھے..... ان سے یہ فعل سرزد ہوا تو حضرت عمر نے نہایت ہی اہتمام اور تاکید کے ساتھ.....

پوری مملکت اسلامیہ میں اس بات کی تشہیر کرادی..... کہ متعہ حرام ہے

..... ہر چھوٹے بڑے نو مسلم و قدیم الاسلام کو جان لینا چاہئے

..... کہ اب اگر کسی نے متعہ پر عمل کیا تو اسے وہی سزا دی جائے گی

..... جو زانی کو دی جاتی ہے..... حضرت عمر کے اس اعلان سے کسی بھی ایک شخص نے اختلاف نہیں کیا..... اور یہ نہیں کہا حضرت آپ ایک جائز اور ثواب والی چیز کو کیونکر حرام کرتے ہیں..... جبکہ وہ تو حضور علیہ السلام کے دور میں جائز تھی اور اب تک جائز و حلال رہی ہے

..... بلکہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس اعلان کی تائید و تصدیق کی واقعی متعہ حرام ہو چکا تھا..... اس حرمت کی تشہیر پر مبنی اعلان ہی اب دوبارہ کیا جا رہا ہے..... اور تو وہ خود حضرت علیؓ حضرت حسن و حسینؓ جیسی شخصیات کو بھی اس اعلان کی تشہیر پر کسی قسم کا اعتراض نہ

ہو..... اور نہ ہی انہوں نے کبھی یہ کہا..... ایک حلال چیز کو بلاوجہ حرام قرردے کر اسلام کو کیوں مسخ کیا جارہا ہے.....

شیعہ کے نزدیک متعہ کی اہمیت کیوں ؟

سامعین محترم..... قبل اس کے کہ میں وہ روایات شیعہ آپ کے سامنے پیش کروں..... اس بات کا جائزہ لینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آخر شیعہ نے متعہ کو اس قدر کیوں اہمیت دی ہے کہ دنیا بھر کے نیک کاموں سے زیادہ بڑی نیکی اسے قرار دیا ہے۔ اور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ دنیا بھر کے نیک کاموں سے زیادہ بڑی نیکی اسے قرار دیا ہے ..... اور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ متعہ کریں.....

پہلی وجہ :-

اس کی ایک وجہ تو وہی ہے کہ متعہ کے ذریعے وہ اپنی نفسانی خواہشات..... کو بے دریغ طریقہ سے پورا کرنے کے لئے آزاد ہو جاتے ہیں..... شریعت کی تمام قید اور پابندیوں کے طوق گلے سے اتارنے کا انہیں سنہری موقع مل جاتا ہے.....

دوسری وجہ :-

دوسرے اس سنہری جال کے ذریعے وہ مسلمانوں کا شکار اس خوبصورتی کے ساتھ کرتے جس طرح یہودی کرتے ہیں..... کہ عورتوں کو ایک عظیم عبادت کی انجام دہی کی خاطر مسلمانوں میں..... میل جول قائم کرانے میں سرگرم رکھتے ہیں..... اور پھر اس ہتھیار کے استعمال سے

وجود اسلام پر وہ زخم لگاتے ہیں..... جو صدیوں تک مندمل نہیں ہوتے.....

تیسری وجہ :-

تیسری وجہ متعہ کو فروغ دینے کی حضرت عمرؓ سے شیعہ دشمنی ہے

..... حضرت عمرؓ سے نفرت ہر اس طبقہ کو حد سے بڑھ کر ہے

..... جس طبقہ کے آباؤ اجداد کے پاؤں سے سیدنا فاروق اعظمؓ نے تخت اقتدار کھینچ لیا تھا..... اور سروں سے تاج اتار لیا تھا..... ایران کے مجوسی حکمرانوں کی نسل سیدنا فاروق اعظمؓ کے فتوحات ایران پر مبنی کردار کو کسی طرح پر بھی فراموش نہیں کر سکتی ہے.....

چنانچہ یہودیت و مجوسیت کا ملغوبہ اور چربہ شیعہ مذہب..... ایسی کسی بھی بات کو نہ صرف قبول کرنے کو تیار ہوتا ہے..... جو حضرت فاروق اعظم کی وساطت سے دنیا میں موجود ہو..... بلکہ وہ ایسے ہر کام کی زبردست طریقہ سے مخالفت کرنے کو اپنا مذہبی فریضہ قرار دے لیتا ہے.....

چونکہ حضرت فاروق اعظمؓ نے متعہ کی حرمت کا نہایت شدومد سے اعلان کرایا تھا..... اس لئے اب شیعہ کی خواہش ہوتی ہے..... کہ وہ متعہ کو اتنا رواج دے..... اس قدر عام کرے کہ کسی طرح پورا عالم اسلام دور جاہلیت کی طرح پھر اس بدکاری کی راہ پر چلا آئے.....

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ متعہ کی فضیلت و شرافت..... اور اہمیت و ضرورت پر شیعہ مصنفین نے دل کھول کر لکھا ہے..... اور اس کے فوائد و فضائل بیان کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا ہے.....

ایک وقت میں نکاح متعہ ہزار عورتوں سے ہو سکتا ہے.....

امام جعفر صادق کا فتویٰ :-

شیعہ کے نزدیک ایک وقت میں نکاح متعہ ہزار عورتوں سے ہو سکتا ہے..... چنانچہ عبید بن زراہ اپنی باپ سے نقل کرتا ہے کہ.....

عن عبید بن زراہ عن ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ذکر لہ المتعۃ اھی من الاربع قال تزوج منھن الفا فانھا مستاجرات

دیکھئے شیعہ فقہ کی سب سے معتبر کتاب "تہذیب الاحکام" صفحہ ۲۵۹)

عبید بن زراہ اپنے باپ سے اور امام جعفر سے روایت کرتا ہے کہ امام جعفر کے سامنے متعہ کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ کیا وہ صرف ایک وقت میں چار عورتوں سے ہو سکتا ہے امام نے فرمایا تو ہزار عورتوں سے بیک وقت کر سکتا ہے.....وہ تو کرایہ پر چلنے والیاں ہیں (یعنی پیسہ پھینک تماشہ دیکھ)

فضیلت اور ثواب متعہ :-

ملاں باقر مجلسی کی مشہور کتاب الحجالہ حسنہ سے اقتباس ملاحظہ ہو متعہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں.....

چنانچہ منجملہ ان کے چند احادیث نقل کی جاتی ہیں.....

حضرت سلیمان فارسی

مقداد ابن اسود کندی

.....یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین ﷺ نے
فرمایا.....کہ جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا.....
وہ اہل بہشت سے ہے.....وہ مرد جس نے متعہ کا ارادہ کیا اور وہ عورت
جو متعہ کے لئے آمادہ ہوئی..... جب یہ دونوں باہم بیٹھتے ہیں تو ایک فرشتہ
نازل ہوتا.....اور جب تک دونوں اپنی خلوت گاہ سے نہیں نکلتے وہ ان
کی حفاظت کرتا ہے.....دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے
.....جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں.....تو ان
کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپکتے ہیں..... دونوں جب آپس میں بوسہ لیتے
ہیں تو حق تعالیٰ دونوں کو ہر بوسہ کے ساتھ حج و عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے
.....وہ دونوں عیش و مباشرت میں جب تک مصروف رہتے ہیں
.....پروردگار عالم ہر لذت و شہوت کے ساتھ..... ان کے
نامہ اعمال میں پہاڑوں کے برابر ثواب تحریر کرتا ہے..... جب دونوں
فارغ ہوتے ہیں اور غسل کرتے ہیں.....
حالانکہ وہ جانتے ہیں.....اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خدا
ہے..... اور متعہ کرنا سنت رسول مقبولؐ ہے.....تو حق تعالیٰ
فرشتوں سے خطاب کرتا ہے..... کہ میرے ان دونوں بندوں کو دیکھو
..... جو اٹھے ہیں اور اس علم و یقین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں
.....کہ میں ان کا پروردگار ہوں تم گواہ رہو.....کہ میں نے
ان کے گناہوں کو بخش دیا ہے.....ان کے جسم کے کسی بال سے پانی
گرنے بھی نہیں پاتا کہ دونوں کے لئے ایک ایک بال کے عوض دس دس ثواب لکھ

دیئے جاتے ہیں..... اور دس دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں..... اور ان کے مراتب دس دس درجہ بلند کر دیئے جاتے ہیں.....

روایات حدیث جناب سلمانؓ وغیرہ بیان کرتے ہیں..... کہ امیر المومنین علیؓ اٹھے اور عرض کیا..... کہ یا حضرت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں..... یہ ارشاد ہو کہ جو شخص اس کار خیر میں سعی کرے کہ اس کے لئے کیا ثواب ہے..... حضرت نے فرمایا کہ اس کا ثواب بھی متعہ کرنے والوں کے ثواب کے مانند ہے..... پھر جناب امیر المومنین علیؓ نے عرض کیا کہ متعہ کرنے والوں کا کیا ثواب ہے..... حضرت نے فرمایا وہ لوگ فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں..... تو جتنے قطرے ان کے بدن سے گرتے ہیں..... ان سے حق تعالےٰ ایسے فرشتے خلق فرماتا ہے..... جو تسبیح و تقدیس ایزدی بجا لاتے ہیں اور اس کا ثواب تا قیامت دونوں کو پہنچتا ہے..... یہ سن کر جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ جو شخص اس سنت کو دشوار سمجھے..... اور اس پر عمل نہ کرے وہ میرے شیعوں سے نہیں..... اور میں اس سے بیزار ہوں.....

کتاب عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ مصنف ملا محمد باقر مجلسی صفحہ نمبر ۱۴'۱۵

سامعین محترم..... صرف ایک اقتباس سے آپ اندازہ لگائیں کہ متعہ کی شیعہ کے ہاں کس قدر فضیلت و عظمت ہے..... اور کیا کوئی معمولی سے معمولی شیعہ بھی اس ثواب سے محروم رہنے کو تیار ہوگا..... بلکہ اس اقتباس میں تو حضرت علیؓ نے صاف صاف اعلان بھی فرما دیا ہے..... جو شخص اس سنت کو دشوار سمجھ کر اس پر عمل نہ کرے..... وہ میرے

شیعوں سے بھی نہیں.....اور میں اس سے بیزار ہوں اب تشیع کے رجسٹر ڈ میں نام لکھوانے کا حل صرف اور صرف متعہ سے ہو سکتا ہے.....

زندگی میں ایک بار متعہ ضرور کیا جائے :-

در ہدایت الامت قال علیہ السلام انی لاحب للمومن ان لا یخرج من الدنیا حتی یتمتع.....

یعنی ایشاں علیہ السلام فرمودند من دوست تر دارم کہ من از دنیا بر نیاید تا آنکہ متعہ بکند اگرچہ در عمر یک مرتبہ کردہ باشد (برھان المتعہ ص ۴۶)

ترجمہ :- کتاب ہدایت الامہ میں ہے کہ مومن دنیا سے متعہ کئے بغیر نہ جائے خواہ ایک ہی مرتبہ متعہ کیوں نہ کرے.....مگر ضرور کرے.....

.....العیاذ باللہ.....

متعہ کے لئے رضائے عورت ہی کافی ہے :-

متعہ کے لئے عورت سے اس کے شوہر کے بارہ میں تفتیش کی ضرورت نہیں.....چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب تہذیب الاحکام میں ہے.....

عنہ عن سعد ان علی بن یقطین..... قال اقلت لابی الحسن علیہ السلام نساء اھل المدینہ قال: فواسق قلت فاتزوج منھن قال نعم ومتی اراد الرجل تزویج المتعۃ فلیس علیہ التفتیش عنھا بل یصدقھا فی تولھا۔

علی بن یقطین سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن سے کہا

.....مدینہ کی عورتیں کیسی ہیں..... تو انھوں نے کہا فاسق ہیں

.....میں نے کہا کیا میں ان سے نکاح متعہ کرلوں تو امام صاحب نے کہا

ہاں.....جب کوئی آدمی نکاح متعہ کرے اس پر تفتیش لازم نہیں کہ

اس کا خاوند ہے یا نہیں..... بس عورت جیسے کہے اسے مان لینا

چاہئے..... (تہذیب الاحکام صفحہ ۲۵۳)

وساوس قلبی کے باوجود بھی تفتیش نہ کرو :-

متعہ کے وقت اگر دل میں بار بار وسوسہ بھی پیدا ہو..... کہ یہ

شوہر والی عورت ہے تو پھر بھی تفتیش نہ کرو.....

چنانچہ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی اپنی مائیہ ناز تصنیف تہذیب الاحکام

میں تحریر کرتے ہیں.....

راوی محمد بن احمد بن یحیی عن علی بن السید عن

عثمان بن رعیس عن اسحاق بن عمار عن فضل مولی محمد

بن راشد عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قلت انی تزوجت

امراۃ متعۃ فوقع فی نفسی ان لھا زوجا ففتشت عن ذلک

فوجدت لھا زوجا قال ولم فتشت

(تہذیب الاحکام ص ۲۵۳ تالیف ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی)

علی بن یقطین امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں..... کہ میں

نے انہیں کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا..... پھر میرے

دل میں خیال آیا کہ یہ شوہر والی ہے..... میں نے تفتیش کی تو اس کا

واقع شوہر تھا..... تو آپ نے جواب دیا کہ تفتیش مت کرو

لیجئے جناب اب تو وہ پابندی بھی ختم ہو گئی..... جو پہلے تھی

..... کہ متعہ والی عورت شوہر والی نہ ہو کنواری ہو سے بیاہ
ہو ..... لیکن ان دو روایات سے معلوم ہوا کہ اول تو تفتیش کی
ضرورت نہیں پھر اگر تفتیش کے بعد اس کا شوہر ثابت ہو بھی جائے
تو حرج کی کوئی بات نہیں ہے ..... اس دھیان رکھے آنکھ تفتیش
بھی نہ کرے .....

ایک شرمناک عبارت :-

حضرت علی نے عمر کی بہن سے متعہ کیا ہے ..... شیعہ مصنفین
لکھتے ہیں کہ .....

وحکی فی سبب تحریمہ عمر لمتعة النساء انه قد طلب
امیر المومنین من منزلة لیلة فلما مضی من اللیل جانب
طلب من ان ینام عنده فنام فلما اصبح خرج عمر من داخل بیت
معترضا علی امیر المومنین بانک قلت انه لا ینبغی لعمر
ان یبیت لیلة غربا اذا کان فی البلد وها انت بت هذه اللیلة
غربا فقال امیر المومنین ما یدریک بانی بت غربا وان هذه
اللیلة قد تمعت باختک فلانة فاسرها فی قلبه حتی تمکن من
التحریم فحرمها .....

(ثواب اعمال قمی ص ۲۹ انوار النعمانیہ ص ۲۳)

عمر کی طرف سے حد النساء کو حرام کرنے کا جو بیان کیا گیا ہے
..... کہ ایک رات وہ نے امیر المومنین علی کو اپنے گھر بلایا جب
رات کا بڑا حصہ گذر گیا ..... تو وہ نے علی سے کہا تم نے یہ رات

کے لئے کہا..... پس علی المرتضٰی نے وہیں آرام فرمایا..... پس صبح کے وقت جب گھر سے باہر آتا..... تو بطور تعریض علی المرتضٰی کو کہنے لگا..... کہ آپ تو فرماتے تھے کہ مومن کو مناسب نہیں ہے ..... کہ اپنے شہر میں بغیر عورت کے مجرد شب بسر کرے..... پس علی المرتضٰی نے فرمایا میرے مجرد رہنے کا تمہیں کہاں سے علم ہوا ..... تحقیق میں نے آج رات کو تمہاری فلاں ہمشیرہ سے متعہ کیا ..... پس عمر کو اس واقعہ سے جو قلق و خفت حاصل ہوئی..... اس کو مخفی رکھا..... اس وقت کہ ان کو متعہ کی حرمت کی قدرت حاصل ہوئی..... پس متعہ کو عمر نے حرام کر دیا.....

دوسری شرمناک عبارت :-

عمر نے متعہ بند کر کے حرام کاری کے اڈے کھول دیئے ہیں..... چنانچہ شیعہ مذہب کے مصنف عبدالکریم مشاق اپنی کتاب..... "ہم متعہ کیوں کرتے ہیں" میں تحریر کرتے ہیں..... کہ عمر کی جان کو ہم کیا روئیں..... تم خود روتے ہو کہ اسلامی دنیا میں جگہ جگہ چکلے آباد ہیں ..... ان چکلوں کا ایک ایک ذرہ رو رہا ہے..... کہ اگر متعہ پر پابندی عائد نہ ہوتی..... تو کوئی زنا نہ کرتا سوائے شقی کے..... بس ہمارا رونا یہی ہے..... اور ہمارا مطلب اس سے صرف اتنا ہی ہے..... کہ یہ تمہارے گروہ ہیں جس نے حرام کاری کی راہ کھول کر چکلے آباد کئے ہیں..... (ہم متعہ کیوں کرتے ہیں صفحہ ۳۳)

غیر مسلم عورتوں سے بھی متعہ جائز ہے :-

عن زراره قال سمته عن ابی عبدالله یقول لابأس ان یتزوج الیهودیة والنصرانیة متعة عنده امراة مسلمة

(تہذیب الاحکام ص ۲۵۶ ج ۷)

زراہ امام جعفر سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں ہے..... کہ اگر کوئی شخص یہودیہ اور نصرانیہ سے متعہ کرے .....جبکہ اس کی مومنہ بیوی بھی ہو.....

جنت کی قیمت صرف ایک بار متعہ ہے :-

تحفۃ العوام میں منقول ہے کہ فرمایا ہر گاہ کہ شوہر متوجہ ہو..... زوجہ سے ایسا ہے کہ راہ خدا میں اس نے تلوار کھینچی واسطے جہاد کے ..... جب مجامعت کرے تو گناہ اس کے گرتے ہیں..... مثل گرتے پتے درخت کے جب غسل کرے گناہ سے پاک ہوتا ہے.....

فرمایا جو شخص متعہ کرے عمر میں ایک مرتبہ وہ اہل بہشت میں سے ہے .....دوسری حدیث میں فرمایا کہ عذاب نہ دیا جائے گا وہ مرد اور عورت جو متعہ کرے..... مگر عورت عفیفہ اور مومنہ ہو اس سے متعہ کرے ..... مدت اور مہر متعین کرے.....

(تحفۃ العوام از مفتی سید احمد علی مفتی سید محمد عباس صفحہ نمبر ۳۰۴)

متعہ کے چار اہم مقام :۔

شیعہ مذہب کی معتبر تفسیر منہاج الصادقین .....اور برھان المتعہ میں شیعہ مصنفین جو تحریر کرتے ہیں.....کہ جو شخص ایک بار متعہ کرے گا وہ حسین کا رتبہ پائے گا .....اور جو دو بار متعہ کرے گا وہ حسن کا رتبہ پائے گا.....اور جو تین بار متعہ کرے گا وہ علی کا رتبہ پائے گا.....اور اس سے بڑھ کر آگے پاک پیغمبر کی طرف منسوب کر کے لکھتا ہے.....کہ جو چار مرتبہ متعہ کرے گا وہ میرا مقام پائے گا.....(معاذ اللہ)

الغیاھر دوروایت کروند قال النبی ﷺ من تمتع مرہ درجتہ کدرجۃ الحسین ومن تمتع مرتین درجتہ کدرجۃ الحسن ومن تمتع ثلث مراث درجتہ کدرجۃ علی ومن تمتع اربع مرات درجتہ قدر جتی.....

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس نے درجہ حسین کا پایا.....جس نے دو مرتبہ متعہ کیا اس نے درجہ حسن کا پایا .....جس نے تین نے مرتبہ متعہ کیا اس نے درجہ علی کا پایا..... جس نے چار مرتبہ متعہ کیا..... اس کا درجہ میری مثل ہوا.....

(برہان المتعہ و تفسیر منہاج الصادقین)

ایرانی صدر کی طرف سے متعہ کی اپیل :۔

رپورٹ ہفت روزہ تکبیر کراچی..... متعہ دوسرے شیعی عقائد اور طریقوں کی طرح ایک ایسا موضوع ہے..... جس پر عموماً اہل تشیع خود بھی عام گفتگو سے احتراز کرتے رہے..... لیکن ایران کی موجودہ انقلابی حکومت کی طرف سے..... صنفی تعلق کے اس طریقے کو عام کرنے کے لئے..... گزشتہ کئی برس سے پرزور مہم جاری ہے..... حال ہی میں منظر عام پر آنے والی ایک خبر کے مطابق.....

ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے اپنے ملک کے گیارہ برس سے زائد تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو ہدایت کی ہے..... کہ وہ اپنے جذبات کی تسکین کے لئے عارضی ازدواجی تعلق کا یہ طریقہ اختیار کریں..... جو گھنٹوں سے لے کر برسوں کی مدت تک کے لئے..... کسی بھی مدت کے لئے ہو سکتا ہے..... اور جس کے لئے عارضی میاں بیوی کی رضامندی کے سوا کوئی دوسری شرط نہیں ہے..... اور جو شیعہ مذہب کی رو سے جائز ہیں..... نہیں بلکہ دینی لحاظ سے درجات کی بلندی

.....اور رضائے الٰہی کے حصول کا نہایت اعلیٰ وارفع ذریعہ ہے

.....متعہ اور صلاح الدین از علی اکبر شاہ.....واضح رہے کہ

.....ہفت روزہ تکبر کی مسلسل کئی اقساط میں.....

ایران کی ایک خاتون شہلا حائری کا مفصلا مضمون بھی شائع ہوا تھا..... جس میں اس خاتون نے بہت سی عورتوں کے انٹرویو کرنے کے بعد یہ ثابت کیا ہے..... جو کچھ یورپ وغیرہ مسلم ممالک میں آزادی کے نام پر کیا جارہا ہے..... وہی عمل ایران میں اسلام کے نام پر

.....مقدس مزارات کے احاطوں میں ہو رہا ہے.....

سامعین محترم..... متعہ کے عنوان پر..... اس قدر روایات اور عجیب وغریب لطائف و واقعات ہیں..... کہ جن سے شیعہ کتب بھری پڑی ہیں..... مگر چونکہ اس عنوان پر زیادہ لکھنا..... محض فحاشی کو فروغ دینا اور گندگی سے کپڑا اٹھانے کے مترادف ہے ..... اس لئے جس قدر راویات لکھ دی ہیں..... میرے خیال میں اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں..... تاہم اس بحث کو ختم کرنے سے قبل شیعہ کے موجودہ صدی کے اہم ترین رہنما خمینی کا فتویٰ سامنے لانا ضروری سمجھتا ہوں.....

خمینی کا فتوی :-

خمینی اپنی کتاب تحریر الوسیلہ میں لکھتا ہے کہ پیشہ ور زانیہ عورت سے متعہ کرنا جائز ہے۔

یجوز التمتع بالزانیة علی کراهة خصوصا لو کانت من العواهر المشهورات بالزنا وان فعل فلیمنعها من الفجور

(تحریر الوسیلہ صفحہ ۱۹۲ جلد دوم)

زناکار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے..... مگر کراہت کے ساتھ خصوصا جبکہ وہ مشہور پیشہ ور زانیہ میں سے ہو..... اور اگر اس سے متعہ کرے..... تو چاہیئے کہ اس کو بدکاری کے پیشہ سے منع کرے.....

خمینی کا فتوی ثانی :-

تحریر الوسیلہ جلد دوم کے صفحہ ۱۹۰ پر خمینی نے تحریر کیا ہے

متعہ کم سے کم مدت کے لئے کیا جاسکتا ہے..... مثلاً صرف ایک رات
کے لئے..... یا ایک دن کے لئے..... یا اس سے کم وقت یعنی
گھنٹہ دو گھنٹے کیلئے بھی کیا جاسکتا ہے..... (تحریر الوسیلہ ج دوم ص ۱۹۰)

سامعین محترم..... آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس مذہب میں
بدکاری کو متعہ کا نام دے کر..... اس قدر اہمیت دی گئی ہے.....
اب اس سے کون سا پاکباز انسان بچ سکتا ہے..... میں تو یہ کہوں
گا..... کہ صحابہ دشمنی خصوصاً حضرت فاروق اعظمؓ سے دشمنی کی
نحوست بھی..... اس گروہ کو طہارت و پاکیزگی سے دور لے گئی ہے
..... اور اب وہ زہر کو تریاق سمجھ کر اور جام ہلاکت کو آب حیات جان کر
نوش کرنے میں مصروف ہیں..... ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان
کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے..... کہ اس نے ہمیں بدکاری و فحاشی سے
بھی سلامت رکھا..... اور ہمارے نسب کو بھی محفوظ فرمادیا.....
ہمیں نکاح کے ذریعہ پاکیزہ زندگی گزرانے پر فخر ہے..... اللہ تعالیٰ ہمیں
ان لوگوں کے زمرہ میں شامل فرمائے..... جن کے بارہ میں سورہ
مومنون کی شروع کی آیات میں فرمایا..... کہ وہ کامیاب ہیں جو اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں..... سوائے اپنی منکوحہ بیویوں اور
مملوکہ لونڈیوں کے..... کسی اور طرف دیکھتے ہی نہیں ہیں.....
اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ فرمائے.....
اور نور ایمان کی دولت سے مالا مال فرمائے..... آمین

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین.

شیعہ کا عقیدہ بدا

خطبہ

الحمد لله نحمده ..... ونستعينه و نستغفره .....
ونئومن به ونتوكل عليه ..... ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سيات اعمالنا ..... من يهده الله فلا مضل
له ومن يضلله فلا هادى له ..... ونشهد ان لا اله الا الله
وحده لاشريک له..... ونشهد ان سيدنا ومولنا محمد
ا..... عبده ورسوله .....اما بعد .....فاعوذ
بالله من الشيطن الرجيم ..... بسم الله الرحمن الرحيم
..... ومن اظلم ممن افترى على الله الكذب وهو يد عى
الى الاسلام والله لا يهدى القوم الظالمين .....
(پارہ ۲۸ سورہ الصّف آیت ۷)

وقال الله تبارک وتعالى .....لا تبديل لكلمات
الله ذالک هوالفوز العظيم (پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۶۴)

وقال الله تبارک تعا لى .....لله الا مرمن قبل
ومن بعد قال النبى صلى الله عليه وسلم عن ابى عباس رضى
الله عنه ان الامة لواجتمعت على ان ينفعوک بشئى لم
ينفعوک شئى الاقد كتبه الله لک ولواجستمعوا على ان
يضروک بشئى لم يضروک بشئى الاقد كتبه الله عليک جف
القلم بما هوكائن اوكما قال عليه السلام..... صدق الله

العظیم..... و صدق رسوله النبی الکریم.....

ونحن علی ذالک لمن الشاهدین والشاکرین.....

والحمد لله رب العالمین.....

تمہید :-

محترم المقام

علماء کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

نوجوان ساتھیو

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

اس کائنات میں جتنے انبیاء و رسول آئے ..... سب کی دعوت کا بنیادی اور مشترک نقطہ توحید باری تعالیٰ تھا ..... ہر نبی و رسول نے اپنے اپنے زمانہ میں کفار و مشرکین کے سامنے اس بات کو بیان کیا ..... کہ اس کائنات کا خالق و مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے ..... اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور وہی کائنات کے ذرہ ذرہ کا مالک ہے .....

مختار کل کون :-

جب مالک و مختار..... خالق و قادر وہی ہے ..... تو پھر

ساری مخلوق پر اس کی عبادت بجالانا لازم ہے ..... اس کے مالک و مختار ہونے کے باعث ان الحکم الا للہ ..... یعنی حکم و فیصلہ بھی اس کا چلتا ہے ..... کسی کو نہ اس کے فیصلوں میں مداخلت کا حق حاصل ہے ..... اور نہ ہی کوئی اس کے فیصلوں کو بدل سکتا ہے ..... اول و آخر اس کا حکم چلتا ہے ..... وہ فعال لما یرید ہے ..... جیسے چاہے کرتا ہے کسی کو مجال نہیں کہ اسے روک ٹوک سکے ..... یا کسی بات پر اس سے باز پرس کر سکے ..... ساری کائنات طوعاً وکرھا اس کی فرمانبردار ہے ..... قرآن میں بتایا گیا قالتا اتینا طائفین ..... کہ زمین و آسمان نے پکار کر کہا اے ہمارے رب ..... ہم فرمانبردار ہو کر تیرے سامنے موجود ہیں ..... پھر اپنے بندوں کو جس حال میں رکھے .....

بادشاہ بنائے	.....	یا فقیر
باعزت بنائے	.....	یا حقیر
مرد بنائے	.....	یا عورت
بیٹا دے	.....	یا بیٹی
تخت دے	.....	یا تختہ
موت دے	.....	یا حیات
بارش بھیجے	.....	یا قحط

سمندروں میں طوفان اٹھائے یا زمین پر زلزلہ برپا کرے .....

دن لائے یا رات ..... غرضیکہ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے

..... وہ عاجز آنے والا ..... وہ کسی کا محتاج بنے

والا.....وہ مجبور ہونے والا

.....وہ مخالف حالات سے پریشان ہونے والا.....

نسیان کا شکار ہونے والا..... نہیں ہے..... کیونکہ اسے

اونگھ

نیند

بھوک

پیاس

بھول

نسیان

عجز

بیماری

تھکاوٹ

جس پر آتے ہیں اس کو مغلوب کر دیتے ہیں .....اور اللہ کی ذات قدیر غالب علی امرہ ہے اس پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی ہے

.....

سامعین محترم..... خدا تعالی کی ان صفات عالیہ کو بیان کرنے کا مقصد .....صرف یہ ہے کہ آپ کو آج کی تقریر کا عنوان ..... یعنی شیعہ کے عقیدہ بداء کی حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو

.....

شیعہ کے عقیدہ بداء کی اہمیت :-

شیعہ مذہب کی مستند و معتبر کتب میں.....کثیر روایات ائمہ سے

بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بداء ہو جاتا ہے .....اور جتنے نبی و رسول اس کائنات میں آئے..... انہوں نے بھی اس بات کا خود اقرار کیا .....اور اپنی امتوں سے بھی اقرار کرایا..... کہ اللہ تعالیٰ کو بداء ہو جاتا ہے.....

چنانچہ شیعہ مذہب کی مستند کتاب ..... جو ان کے بارہویں امام غائب سے باضابطہ تصدیق ہو کر آئی ہے ..... اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے ص ۲۴ پر ایک مستقل "باب بداء" قائم کیا گیا ہے ..... جس کے تحت وہ روایات لائی گئی ہیں ..... جن میں اس بات کا خصوصیت سے ذکر ہے کہ اللہ کو بداء ہو جاتا ہے .....یہاں نمونہ کے طور پر تین روائتیں بیان کرتا ہوں.....

(۱) عن ابی عبدالله علیه السلام ما عظم الله بمثل البدء

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ کی تعظیم بداء کے برابر کسی چیز میں نہیں ہے۔

(۲) عن ابی عبدالله علیه السلام یقول لو علم الناس مافی القول بالبدء من الاجر ما فتروا عن الکلام فیه.....

امام جعفر علیہ السلام سے روایت ہے .....وہ فرماتے تھے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے .....کہ بداء کا چرچا کرنے میں کس قدر ثواب ہے .....تو اس کے چرچا کرنے میں سستی نہ کریں.....

(۳) عن ابی عبدالله علیه السلام یقول ماتنب نبی قط حتی یقرلله بخمس - بالبداوالمشیة والسجود والعبدیة

والطاعة۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے تھے نبی نے کبھی نہیں ہوا ..... یہاں تک کہ وہ اللہ کے لئے پانچ چیزوں کا اقرار کرے ..... بداء اور مشیت کا ..... تعبد اور عبودیت کا ..... اور پانچواں ہے اطاعت کا .....

شیعہ کی ان روایات سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے ..... کہ انسان کی طرح صبح و شام اللہ کو بھی بداء ہوتا ..... اللہ کو بھی بداء ہوتا ہے ..... کی رٹ لگاتے رہنا چاہیئے ..... تاکہ وہ ثواب سے جھولیاں بھر سکے ..... یعنی توحید و رسالت ..... ختم نبوت و آخرت وغیرہ کے متعلقہ عقائد سے تو روپوشی ہو سکتی ہے ..... مگر عقیدہ بداء کے بغیر تو بات بن ہی نہیں سکتی ہے .....

بداء کے لغوی معنی :-

کسی بھی لفظ کے معنی جاننے کے لئے ضروری ہوتا ہے ..... کہ اس زبان کے ماہرین کی تحقیقات کی طرف رجوع کیا جائے ..... اور کتب لغت کو دیکھا جائے کہ اس کا معنی کیا ہے ..... تاکہ صحیح طور پر اس لفظ کی مراد سامنے آسکے .....

چنانچہ لغت کی تمام کتب بداء کے معنی کی متفقہ طور پر یہ وضاحت کرتی ہیں ..... کہ " بداله ای ظهر له مالم یظهر " ..... یعنی جو بات معلوم نہ تھی اس کے معلوم ہو جانے کو بداء کہا جاتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں ..... ایک تو یہ کہ جو بات اب معلوم ہوئی ہے ..... پہلے اس کی مخالف بات کا علم تھا ..... دوسری یہ کہ پہلے کچھ

بھی علم نہ تھا.....

اب جب یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو بداء ہوتا ہے ..... تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ پہلے اللہ تعالیٰ کو کسی اور بات کا علم تھا ..... مگر بات اس کے برعکس ظاہر ہوگئی ..... یا اللہ تعالیٰ کو پہلے کسی بات کا علم نہ تھا ..... بعد میں جو بات ظاہر ہوئی تو اس کا علم ہوا.....

(معاذ اللہ)

ان معنوں میں اللہ تعالیٰ کو بداء سے متصف ماننے کا صاف صاف مطلب ہے..... کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جاہل ہے..... جبکہ اللہ تعالیٰ خود اپنا تعارف علام الغیوب ..... علیم بذات الصدور .....عالم الغیب والشہادۃ .....سے قرآن کریم میں جگہ جگہ کرا رہا ہے.....

ایک اور معنی بھی بداء کا ہو سکتا ہے کہ جو بات اب ظاہر ہوئی اس کا علم تو اللہ کو تھا..... مگر اس علم الٰہی پر بھول اور نسیان نے غلبہ پالیا تھا .....اس معنی کو اس لئے بیان کیا ہے کہ عام طور پر شیعہ مصنفین جب بداء سے متعلقہ وواقعات کو بیان کرتے ہوئے .....یعنی بداء کا ترجمہ کرتے ہیں تو وہ قریباً قریباً نسیان کے ہم معنی کا کرتے ہیں .....

قرآن کریم میں بداء کا لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے ..... مثلاً سورۃ یوسف میں ہے..... ثم بدالھم من بعد ماراوا الایت لیسجننہ حتی حین (پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۳۵)

یعنی یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی دیکھنے کے بعد لوگوں کو یہ بات

مناسب معلوم ہوئی کہ انہیں قید کر دیں ..... یعنی قید کرنے کی رائے نئی پیدا ہوئی جو پہلے نہ تھی.....

عقیدہ بداء گھڑنے کی ضرورت :-

سامعین محترم ..... اب جبکہ آپ یہ جان چکے ہیں کہ بداء کا عقیدہ اللہ کے بارے میں ..... سراسر اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کا مرتکب ہونے ..... اور خدائے علیم وخبیر کو جاہل و لاعلم تسلیم کرنے کے مترادف ہے ..... تو پھر یقیناً آپ کے ذہن میں یہ سوال کلبلا رہا ہوگا ..... کہ آخر شیعہ کو ایسا غلیظ ترین اور بے ہودہ عقیدہ گھڑ کر ..... اللہ کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت ہی کیا پیش آئی تھی ..... تو جناب والا میرا یہ دعویٰ ہے ..... کہ شیعہ مذہب کے تمام اصول وفروغ چند شاطر ذہنوں کے اختراع ہیں..... تاکہ وہ اسلام کا حلیہ بگاڑ سکیں .....اور امت مسلمہ کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے دور کر سکیں..... آپ عقیدہ تقیہ اور متعہ..... امامت اور ولایت..... تحریف قرآن اور عقیدہ رجعت ہی کو دیکھ لیں ..... تو آپ کو آسانی سے سمجھ آجائے گا کہ کس طرح کا یہ خود ساختہ مذہب ہے .....جس گروہ نے جھوٹ بولنے کو ثواب ہی نہیں بلکہ ایمان کا جزو ..... قرار دے دیا ہو..... بدکاری کو عظیم ترین نیکی اور اعلیٰ مراتب تک پہنچانے والا ذریعہ قرار دے دیا ہو.....

ایک فرضی بچے کو پیدا شدہ قرار دے کر پہاڑ کی غار میں چھپا کر ..... ساری کائنات کو کنٹرول کرنیوالا قرار دے لیا ہو..... اس

کے لئے اللہ تعالیٰ کو بداء کے ساتھ متصف کرنا کونسا مشکل کام ہے۔

سر اصل شیعہ مذہب کے بانیوں نے ..... امامت کے بارے ایک اصول وضع کیا تھا ..... کہ امام حسین کی اولاد میں ہر امام کے بعد اس کا بڑا بیٹا امام ہوگا .....

لیکن جب دو مرتبہ یہ اصول اس طرح ٹوٹا ..... کہ امام وقت کی موجودگی ہی میں وہ بڑا بیٹا فوت ہو گیا ..... جس کی امامت کے بارے میں خود اس کا امام والد کہہ چکا تھا ..... کہ اب میرا بیٹا امام ہوگا تو امام کو اپنی خفت مٹانے اور پہلی بات سے رجوع کرنے پر ..... پیدا ہونے والی شرمندگی سے بچنے کے لئے ..... یہ کہنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ کو اس مسئلہ میں بداء ہو گیا ہے ..... یعنی امام سے غلطی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ بھول سکتا ہے ..... یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے ہوئی ہے کہ وہ اصل امام کو پہلے نمبر پر پیدا نہ کر سکا ..... یا اسے معلوم نہ تھا کہ امام کا بڑا بیٹا یوں اچانک موت کے منہ میں چلا جائے گا ..... (معاذاللہ)

اور اسی طرح شیعہ کو عقیدہ بداء کے معرض وجود میں لانے کی اس لئے بھی ضرورت پیش آئی ..... کہ جب حضرت علی کے بعد ..... جب حضرت حسن و حسینؓ نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ..... تو شیعہ نے اس بیعت کو تسلیم نہ کیا ..... اور روپوشی کا انداز اختیار کر لیا ..... اور ایک دوسرے کو تسلیاں دینے لگے کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ..... ۷۰ھ میں امام مہدی آنے والے ہیں ہم ان کے ساتھ مل کر پھر حکومت و اقتدار حاصل کریں گے ..... یوں اپنی اپنی شکست و ریخت ..... بے بسی و بے کسی کے

زخموں پر مرہم رکھنے اور تمناؤں و آرزوؤں پر جینے کا سامان کرتے رہے
..... مگر جب ۷۰ھ بھی گذر گیا اور امام مہدی نہ آیا تو اس کا الزام بھی
اللہ تعالیٰ پر لگا دیا..... جس کی تفصیل آگے آئے گی.....

خلاصہ کلام یہ کہ اپنے متعلقین کو طفل تسلی دینے کیلئے پیشین
گوئیاں کی جاتیں..... جب وقت مقررہ پر پوری نہ ہوتیں تو اس کا ذمہ دار
اللہ تعالیٰ کو ٹھہرا دیتے..... اور جہاں امامت کا طے کردہ اصول ٹوٹنے
لگتا تو الزام فوراً اللہ پر لگا دیتے..... اب آپ کو وہ واقعات سناتا ہوں
جن سے آپ بخوبی آگاہ ہوں گے..... کہ شیعہ کے نزدیک عقیدہ بداء کیا
چیز ہے اور اس کا کیا معنی ہے.....

بداء کا پہلا واقعہ :-

بدا کا پہلا واقعہ امام مہدی کا ہے..... کہ خدا کو کئی مرتبہ اور کئی
قسم کا بداء ان کے متعلق ہوا ..... اور ہر مرتبہ خدا کو اپنی رائے بدلنی
پڑی..... بقول شیعہ سب سے پہلے خدا نے امام مہدی کے ظہور کے
لئے ۷۰ھ مقرر کیا ..... مگر ۶۱ ہجری میں شیعوں نے امام حسینؓ کو قتل
کر کے خدا کو ناراض کر دیا..... اس لئے ۷۰ھ کی پیشین گوئی ٹل گئی
..... یعنی شیعہ اس نعمت عظمیٰ سے محروم کر دیئے گئے .....
پھر ۱۴۰ھ مقرر ہوا مگر یہ سنہ بھی گزر گیا ..... اور امام مہدی کا ظہور
نہ ہوا..... پھر ایک مرتبہ خدا نے امام باقر ہی کو امام مہدی ماننے کی
تجویز کی..... لیکن بعد میں یہ رائے بھی بدل گئی..... چنانچہ
اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۳۲ میں ہے.....

عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت اباجعفر علیہ السلام یقول یا ثابت ان اللہ تبارک وتعالی قد کان وقت ھذا الامر فی السبعین فلما ان قتل الحسین صلوات اللہ علیہ اشتد غضب اللہ علی اھل الارض فاخرہ الی فاخرہ اللہ ویفعل اللہ ما یشاء فی قدرتہ ما یشاء.....

ترجمہ: ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے ..... وہ کہتا ہے میں نے امام باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا..... کہ اے ثابت اللہ تبارک وتعالی نے اس امر یعنی ظہور مہدی کو ۷۰ھ میں مقرر کیا تھا..... مگر جب حسین صلوات اللہ علیہ قتل کر دیئے گئے تو اللہ کا غصہ اہل زمین پر بہت سخت ہو گیا ..... لہذا اللہ نے ظہور مہدی کا جو منصب میرے لئے تھا اس کو پیچھے کر دیا ..... اور اب اللہ میری اولاد میں جو چاہے گا کرے گا.....

اس روایت سے دو واقعات بداء کے ثابت ہوتے ہیں .....

اول یہ کہ امام باقر کو یہ منصب امام مہدی کا ملنے والا تھا.....

مگر خدا کو بداء ہوا اور وہ اس دولت سے محروم کر دیئے گئے.....

دوم یہ کہ پہلے خدا کی رائے سلسلہ امامت کو بارہ ائمہ پر ختم کرنے کی تھی..... اس لئے کہ بارہ اماموں کے نام کے بارہ لفافے سربمہر رسول پر نازل کئے گئے تھے..... مگر پھر یہ رائے ہوئی کہ چھ پر یہ سلسلہ ختم کر دیا جائے..... اور امام باقر جو چھٹے امام ہیں..... انہیں آخری امام بنا دیا جائے..... امام مہدی کا آخری امام ہونا پہلے ہی سے معین ہے..... لہذا اگر امام جعفر صادق ہی امام مہدی ہوتے تو امام صرف چھ ہوتے بارہ نہ ہوتے..... مگر خدا جانے اس رائے میں کیا

غلطی محسوس ہوئی..... کہ پھر وہی بارہ امام کی تجویز عود کر آئی

.....

لطیفہ :-

ایک لطیفہ سننے کے قابل ہے..... امام باقر علیہ السلام سے خدا کی رائے بار بار بدلنے کا کوئی جواب نہ بن پڑا ..... توانہوں نے کہہ دیا کہ جن لوگوں نے ظہور مہدی کا وقت بتایا ..... وہ سب کے سب جھوٹے تھے..... اصول کافی صفحہ ۲۲۳ میں ہے.....

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لھذا الامر وقت فقال کذب الوقاتون کذب الوقاتون کذب الوقاتون۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ روای کہتا ہے ..... میں نے ان سے کہا کہ کیا ظہور مہدی کا کوئی وقت مقرر ہے ..... تو امام نے فرمایا کہ وقت کے بیان کرنے والے جھوٹے تھے "جھوٹے تھے" جھوٹے تھے.....

دو متضاد دعوے :-

سامعین محترم..... آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک طرف انہی امام باقر سے روایت بیان کی گئی ہے..... کہ امام مہدی کے آنے کا وقت پہلے ۷۰ھ متعین ہوا تھا ..... دوسری طرف اس پر روایت لائی گئی کہ وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں ..... بہر حال یہ بات تو

ثابت ہو گئی کہ خود حضرت امام باقر کی زندگی ہی میں ..... ایسی روایت بیان کرنے والے اختلاف کا شکار تھے .....

انسان کی زندگی کے بعد تو اختلافات سامنے آتے رہتے ہیں

..... یہ عجیب حال ہے کہ امام صاحب ابھی زندہ ہیں اور ان کے مخلصین یعنی شیعہ ان پر جھوٹ بول رہے ہیں ..... اب یا اس روایت کا راوی جھوٹا ہے ..... یا دوسری روایت کا راوی کذاب ہے ..... اور دونوں امام صاحب کے مخلصین ہیں ..... شیعہ کتب کا مطالعہ رکھنے والے کو اس حقیقت سے بخوبی آگاہی ہو جاتی ہے ..... کہ چند مخصوص قسم کے لوگوں نے مل کر خاندان رسالت کی پاکیزہ و منزہ سیرت و کردار کو ..... کس طرح مسخ کر کے رکھ دیا تھا .....

وہ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ اس وقت کے امام وقت جن اعمال پر کاربند ہیں ..... اور جو تعلیمات عام لوگوں کو دے رہے ہیں ..... وہ تقیہ پر مبنی ہیں ..... یعنی ان تعلیمات کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے ..... جو تنہائی میں تعلیمات دی جا رہی ہیں اصل دین تو وہ ہیں ..... اور شیعت ان خاص تعلیمات پر گامزن ہے .....

بداء کا دوسرا واقعہ :-

بداء کا یہ واقعہ پہلے سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر ہے ..... یہ اسمٰعیل فرزند امام جعفر صادق کا واقعہ ہے ..... امام جعفر صادق کے بعد خدا نے ان کے بڑے بیٹے ..... اسمٰعیل کو امامت کے لئے نامزد کیا ..... ظاہر ہے کہ ان بارہ لفافوں میں ..... جو ہر امام کے نام کے

رسول پر اترے تھے..... اسمٰعیل کے نام کا بھی لفاظ ہوگا

اسمٰعیل اپنی والدہ کی ران سے پیدا بھی ہوئے ہوں گے.....

علامات امامت ان میں موجود ہوں گی..... ورنہ امامت کے لئے ان کا

نامزد ہونا چہ معنی دارد ..... پھر اسمٰعیل بڑے بیٹے بھی تھے.....

اور حسب روایات شیعہ امامت بڑے بیٹے کو ملا کرتی ہے..... دیکھو اصول

کافی صفحہ ۱۷۴.....

مگر افسوس کی اسمٰعیل اپنے والد کے سامنے وفات پا گئے.....

اور خدا کی تجویز غلط ہو گئی ..... بالآخر خدا نے موسیٰ کاظم کو امام بنایا

.....

اگر خدا کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ اسمٰعیل کی عمر بہت کم ہے..... اور

اپنے باپ کے سامنے ہی مر جائیں گے..... تو اسمٰعیل کو امامت کے لئے

نامزد کر کے کیوں پشیمان ہوتا..... بحار الانوار میں روایت ہے.....

جس طرح علامہ طوسی نے بھی نقد المحصل میں ذکر کیا ہے.....

عن جعفر الصادق انه جعل اسماعیل القائم مقامه بعد

فظهر من اسماعیل مالم یرتضه جعل القائم مقامه موسی

فسئل عن ذلک فقال بداء الله فی اسماعیل

جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماعیل کو اپنا قائم مقام اپنے

بعد کے لئے قرار دیا ..... مگر اسماعیل سے وہ بات ظاہر ہوئی جس کو

انہوں نے پسند نہیں کیا..... لہذا انہوں نے موسیٰ کاظم کو اپنا قائم مقام

بنایا ..... اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ اللہ کو اسمٰعیل کی بابت

بداء ہو گیا.....

ایک دوسری روایت کے الفاظ جس کو شیخ صدوق نے..... رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے..... یہ ہیں مابدا الله فی شئی کما بداله فی اسمٰعیل ابنی..... ایسابداءاللہ کو کبھی کسی چیز میں نہیں ہوا جیسابداء میرے بیٹے اسمٰعیل کی بابت ہوا..... مطلب یہ ہوا کہ اللہ سے ایسی غلطی کبھی نہیں ہوئی..... جیسی اسمٰعیل کے متعلق ہوئی کہ بغیر سوچے سمجھے ان کی امامت کا حکم دے دیا..... اور یہ خبر بھی نہ تھی کہ وہ اپنے باپ کے سامنے ہی مر جائیں گے.....

اس واقعہ سے تو یہ بھی معلوم ہوا ..... کہ شیعہ کے نزدیک اللہ رب العالمین..... مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے ..... ورنہ اگر اللہ تعالی سے غلطی ہو ہی گئی تھی..... تو اس کا حل یہ بھی تو تھا کہ اسمٰعیل کو ہی فورا زندہ کر دیا جاتا ..... تاکہ نہ امام کی پیشین گوئی پر فرق آئے..... نہ ہی اللہ تعالی کی طرف بداء کی نسبت ہو..... مگر اس بات سے تو شیعہ بھی آگاہ ہیں..... کہ عقیدہ بداء ہمارا اپنا ہی گھڑا ہوا ہے ..... اور اس کے ذریعہ ہم اپنی خفت مٹا رہے ہیں ..... ورنہ کہاں اللہ کی ذات اور کہاں عقیدہ بداء سے اس کا متصف ہونا.....

بدا کا تیسرا واقعہ :-

یہ تیسرا واقعہ بداء کا پھر امام ہی کے متعلق ہے..... شیعوں کا خدا بھی عجیب ہے کہ ایک مرتبہ جب مسئلہ امامت میں بداء ہو چکا تھا ..... تو پھر دوبارہ اس نے احتیاط سے کیوں کام نہ لیا..... ایک

ہی معاملہ میں بار بار غلطی کرنا ادنی عقلمند کی شان سے بعید ہے.....
چہ جائے کہ خدا سے ایسی بات سرزد ہو..... مگر مسئلہ امامت ہے ہی
بڑا نازک مسئلہ..... کتنا ہی سوچ سمجھ کر کام کیا جائے پھر بھی خدا سے
غلطی ہو جاتی ہے.....

اس تیسرے واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ امام نقی کے بعد..... خدا
نے ان کے بیٹے ابو جعفر کو امامت کے لیے نامزد کیا ..... مگر ابو جعفر
اپنے والد کے سامنے مر گئے .....اس وقت خدا نے حسن عسکری کو
امامت کے لئے منتخب کیا..... شیعوں میں اس واقعہ کے متعلق بڑی کھلبلی
پڑی ..... تو امام نقی علیہ السلام نے فرمایا خدا کو میرے بیٹے ابو جعفر کے
متعلق .....ویسا ہی بدا ہوا جیسا اسماعیل کے متعلق ہوا تھا

..... اصول کافی صفحہ ۲۰۴ پر یہ روایت ملاحظہ ہو۔

عن ابی الهاشم الجعفری قال کنت عند ابی الحسن علیه السلام بعد ما مضی ابنه ابو جعفر وانی لافکرفی نفس ارید ان اقول کانهما اعنی ابا جعفر و ابا محمد فی هذا الوقت کابی الحسن موسی واسمٰعیل بن جعفر بن محمد علیهم السلام وان قصته کقصتهما اذاکان ابو محمد المرجا بعد ابی جعفر فاقبل علی ابوا الحسن علیه السلام قبل ان انطق فقال نعم یا ابا هاشم بدا الله فی ابنی محمد کما بداله فی موسی بعد مضی اسمٰعیل ماکشف به عن حاله وهو کماحدثتک نفسک وان کره المبطلون و ابو محمد ابنی الخلف من بعدی عنده علم ما یحتاج الیه ومعه الة الا امامة.....

ترجمہ :- ابوالہاشم جعفری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں

.....کہ امام نقی علیہ السلام کے پاس گیا بعد اس کے .....کہ ان کے بیٹے ابو جعفر کا انتقال ہوا..... میں اپنے دل میں فکر کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کہوں کہ ان دونوں یعنی ابو جعفر اور حسن عسکری کی حالت اس وقت موسیٰ کاظم اور اسمٰعیل فرزندان جعفر صادق کی مثل ہوئی..... اور ان کا قصہ بھی اسی قصہ کے مانند ہے کیونکہ حسن عسکری ابو جعفر کے بعد پیدا ہوئے تھے..... پس امام نقی علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے ..... قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں

فرمایا اے ابوالہاشم.....اللہ کو حسن عسکری کے متعلق ویسا ہی بداء ہوا جیسا بداء موسیٰ کاظم کے لئے اسمٰعیل کے مرنے کے بعد ہوا ..... جس نے اسمٰعیل کے حال کو ظاہر کر دیا..... ہاں یہ معاملہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تم نے اپنے دل میں خیال کیا .....اگرچہ گمراہ لوگ اس کو پسند نہ کریں..... میرے بیٹے حسن عسکری کے پاس جو میرا خلیفہ ہے تمام ان اشیاء کا علم ہے ..... جن کی حاجت ہے اور اس کے پاس آلہ امامت بھی ہے.....

سامعین محترم .....اگرچہ بداء کے واقعات ابھی اور بھی بیان کیے جا سکتے ہیں .....لیکن اس وقت اس قدر کافی ہیں .....ان واقعات سے بداء کے معنی پورے طور پر واضح ہو گئے ہیں .....اور معلوم ہوا کہ شیعوں کے خدا کو تمام اشیاء کا علم نہیں ہے..... بہت سی چیزوں سے وہ جاہل ہے ..... اسی وجہ سے اس کی رائے غلط ہو جایا کرتی ہے .....اور اس کو اپنی تجویز بدلنی پڑتی ہے.....(نعوذ

باللہ من ھذہ الکفریات)

سامعین محترم ..... یہاں ایک اور بات آپ کے علم میں
ضروری سمجھتا ہوں ..... کہ شیعہ کا عقیدہ خود اپنے اماموں کے بارے
میں یہ ہے کہ وہ معصوم ہیں..... اور بھول و نسیان سے مبرا ہیں
..... عجیب بات ہے کہ جس مذہب کے امام بھول و نسیان سے مبرا ہیں
..... اس مذہب کا رب سراسر بھول و نسیان میں مبتلا ہے.....

مردوں کو زندہ کون کرتا ہے :-

ان روایات کو پڑھ کر میرے ذہن میں ایک اور بات بھی آرہی ہے
..... کہ شیعہ کے نزدیک تو امام مردوں کو زندہ کرنے کے بھی معجزے
رکھتے ہیں..... جیسا کہ میں ابھی وہ روایت بیان کرتا ہوں.....
تو اب کیا ہی اچھا ہوتا کہ شیعہ اللہ تعالیٰ کی طرف بداء کی نسبت کر کے
..... اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کرنے سے بچ جاتے.....
اور جو چہ فوت ہو گیا ہے اسے زندہ کر لیتے..... بس مسئلہ سب اچھا
ہو جاتا لیکن اصل بات یہ ہے..... کہ خود شیعہ بھی اس بات کو مانتے تھے کہ
نہ ہمارے ائمہ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں ..... اور نہ ہی ان کے پاس کوئی
اختیار ہے..... نہ اللہ کو بداء ہو سکتا ہے..... اور نہ وہ ذات اس
قسم کے عیوب سے وابستہ ہو سکتی ہے.....
مگر اپنی خفت و ندامت کو مٹانے کا بہترین طریقہ یہی سوچا
..... کہ ایسی باتوں کی نسبت اللہ کی طرف کر دو..... اس
روایت کا صرف ترجمہ ہی کرتا ہوں..... جس کے مطابق شیعہ کے امام

مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات رکھتے ہیں.....

چنانچہ ملاں باقر مجلسی حار الانوار کے ص ۲۹ ج ۲۷ پر لکھتے ہیں

.....

کہ بصائر الدرجات میں ثمانی سے روایت ہے..... کہ میں نے امام زین العابدین سے کہا میں آپ سے تین باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں..... از راہ کرم مجھ سے تقیہ نہ کیجئے..... فرمایا ٹھیک ہے..... میں نے کہا میں آپ سے فلاں فلاں (یعنی ابو بکر و عمر) کے بارے میں پوچھتا ہوں ..... فرمایا ان پر اللہ تعالی کی تمام لعنتیں ہوں..... اللہ کی قسم وہ دونوں کافر و مشرک مرے..... پھر میں نے کہا کیا امام مردوں کو زندہ کرتے ہیں..... مادر زاد اندھوں اور مبروص کو چنگا کرتے ہیں .....اور پانی پر چلتے ہیں..... فرمایا اللہ تعالی نے کسی نبی کو کس وقت جو معجزہ بھی دیا تھا ..... وہ رسول اللہ ﷺ کو بھی عطا فرمایا..... میں نے پوچھا کیا جتنے معجزے آپ ﷺ کے پاس تھے..... وہ امیر المومنین کو دے دیئے..... فرمایا ہاں..... پھر حسن کو پھر حسین کو پھر ان کے بعد ہر امام کو..... قیامت تک مع ان زائد معجزات کے جو ہر سال میں..... ہر مہینے میں نہیں بلکہ اللہ کی قسم ہر گھڑی میں ظاہر ہوتے ہیں.....

لیجئے جناب ..... اب اس روایت کو دیکھ کر جب ہم وہی سوال دہراتے ہیں..... کہ اماموں کو ایسے مواقع پر جب ان کے قول کے مطابق..... ان کے بعد امام بننے والے بیٹے..... قبل از وقت ہی وفات پا گئے تھے..... تو اماموں کو بے دھڑک ہو کر ایک ہی پھونک

سے بیٹوں کو زندہ کر لینا چاہیئے تھا ..... تاکہ بداء کے عقیدہ سے
ہی نہ ہوتی..... سامعین محترم..... شیعہ نے عقیدہ بداء کو
اس کی فضیلت واہمیت کی حدیثیں اور روائتیں بھی تیار کر لی تھیں.....
جیسا کہ شروع میں دو روایات میں بیان کر چکا ہوں..... لیکن اس
سے بھی بڑھ کر شیعہ نے کچھ واقعات سابق انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی گھڑ کر
منسوب کر دیئے ہیں..... تاکہ عقیدہ بداء کا واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف
سے بتایا جانا ثابت ہو جائے.....

رافضیت کا بہتان عظیم :-

اصول کافی میں کتاب النکاح کے تحت باب اللواط میں ایک روایت ہے
.....جس کا تھوڑا سا حصہ یہاں بیان کرتا ہوں..... کہ جب
حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے عذاب لے کر آئے تھے..... تو
انہیں لوط علیہ السلام نے کہا اے میرے رب کا پیغام پہنچانے والو.....
تم کو میرے پروردگار کا کیا حکم ہے .....تو انہوں نے کہا.....
ہمیں حکم یہ ہے کہ ہم اس قوم کو سحر کے وقت پکڑیں..... تو لوط
علیہ السلام نے کہا مجھے تم سے ایک کام ہے.....انہوں نے پوچھا کیا کام
ہے..... تو لوط علیہ السلام نے کہا کہ تم اسی وقت اس قوم کی گرفت
کرو.....کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ان کے بارے میں میرے
پروردگار کو بدا نہ ہو جائے..... (لاحول ولا قوہ الا باللہ)
لیجئے جناب .....اب اس واقعہ پر بار بار غور کریں اور سوچیں
کہ آخر اس واقعہ کیا مطلب ہے..... حضرت لوط علیہ السلام کو اپنے

رب پر اس قدر بے اعتباری کیوں کر ہو گئی تھی ..... کیا یہ عقیدہ عام امت کے لوگوں کی توبات ہی چھوڑیں ..... خود انبیاء علیہم السلام کی عصمت کو شک وشبہ میں ڈالنے والا نہیں ہے ..... کیا اس عقیدہ کے بعد اللہ تعالی کی کسی بات پر یقین رہ جائے گا .....

پھر تو اس بات کا بھی امکان ہے کہ شاید رب العالمین ..... قیامت قائم کرنے اور جنت جہنم کی تقسیم ..... حشر کے روز اعمال کے وزن کرنے والی باتوں میں بھی بدا ہی کا شکار نہ ہو جائے .....

(استغفر الله)

اس تمام تفصیل سے شیعہ کے عقیدہ بدا کی وضاحت روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے ..... اور اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی .....کہ شیعہ اس عقیدہ کے ذریعہ رب العالمین کی صفت علیم وخبیر .....اور حکیم وقدیر کا برملا انکار کر کے ..... کفر کا راستہ اختیار کیا ہے ..... اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو حقائق سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے توفیق بخشے.....آمین

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمين-

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کون؟

خطبہ:۔

الحمدلله نحمده و نستعينه..... و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه..... و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيات اعمالنا..... من يهده الله فلا مضل له..... و من يضلله فلا هادی له..... و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له..... و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ..... بسم الله الرحمن الرحيم..... ولا تقولوا لمن يقتل فی سبيل الله اموات بل احياء ولكن لاتشعرون..... (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

وقال تبارک و تعالی فی مقام اخر..... ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون..... فرحين بما اتهم الله من فضله و يستبشرون باالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم ان لا خوف عليهم ولا هم يحزنون..... (پارہ ۴ سورۃ ال عمران ایت ۱۶۹۔۱۷۰)

قال النبی صلی الله عليه وسلم..... والله لوددت ان اقتل فی سبيل الله ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل..... وقال عليه الصلوه والسلام فی موضع اخر..... الجنت تحت ظلال السيوف او كما قال عليه الصلوه والسلام..... صدق

الله العظیم..... و صدق رسوله النبی الکریم..... ونحن علی ذالک لمن الشاهدین والشاکرین..... والحمد لله رب العالمین.....

تمہید:۔

محترم المقام

علماء کرام

مشائخ عظام

بزرگان اسلام

نوجوان ساتھیو!

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

آپ کے سامنے جو آیات مبارکہ اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب سے تلاوت کی ہیں..... اور حضور انور ﷺ کی احادیث میں سے چند فرامین پڑھے ہیں..... ان میں شہادت کی اہمیت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے.....

شہادت کیا ہے؟:۔

اپنی جان جیسی قیمتی اور عزیز ترین چیز کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے دین حق کی پاسداری..... دین کی دعوت و تبلیغ..... اور اسلام و مسلمانوں کے دشمنوں کی جارحیت کے سدباب کے لئے..... قربان کر دینے کا نام شہادت ہے.....

شہادت بظاہر بھیانک اور خوفناک قسم کی موت سے دوچار ہونا

ہے ..... یعنی ایک شخص آرام سے اپنے گھر میں ..... تنہا ..... رشتہ داروں کی موجودگی میں ..... آہستہ آہستہ دم توڑتا ہے ..... اس جہاں کو خیر آباد کہتا ہے ..... تو اس کے برعکس دوسرا شخص میدان جہاد میں خاک و خون میں تڑپتا ہے .....

تلواروں کی کاٹ

نیزوں کی چھید'

تیروں کی چبھن'

گولیوں کی جلن

اور بم دھماکوں کی شدت سے اڑنے والے پرخچوں کی شکل میں ..... اس جہاں سے کوچ کرتا ہے ..... لیکن موت کی ان دونوں قسموں میں .....

زمین'

آسمان'

رات'

اور دن سے بھی زیادہ فرق ہے ..... چارپائی کی موت ایسی ہے کہ جس پر طاری ہو اسے مردہ کہا جاتا ہے ..... میدان جہاد کی موت ایسی ہے کہ جس پر طاری ہو اسے زندہ کہا جاتا ہے ..... گھر کی موت ایسی ہے کہ جب آئے گی تو پھر قیامت تک کے لئے ..... اسے عالم برزخ میں دوسرے مردوں کے ساتھ ملائے رکھے گی ..... مگر شہادت کی موت ایسی ہے کہ جس پر طاری ہو ..... اسے الٰہی دسترخوان پر بٹھانے کا باعث بنتی ہے .....

شہادت اسلام کی نظر میں:۔

جب شہادت اور عام موت میں زمین و آسمان کا فرق ہے.....

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے..... آیا شہادت نعمت ہے یا مصیبت.....

اس سوال کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں تو صاف طور پر نظر آتا ہے..... کہ شہادت ہی وہ مقام ہے جو اس زندگی کے اختتام پر ..... ایک نئی زندگی اور اس زندگی سے ہزار گنا بہترین زندگی کی صورت میں نصیب ہوتا ہے..... اور اس شہادت کے سبب مسلمان اس دنیا کے دسترخوان سے اٹھ کر..... خلاق عالم کے دسترخوان پر جا بیٹھتا ہے.....

جسے قرآن کریم نے بل احیاء عند ربھم یرزقون سے تعبیر کیا ہے..... اور صرف اس پر بس نہیں قرآن کریم ان شہداء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے..... جو بارگاہ ایزدی میں حاضر ہو کر خوشی اور مسرت..... شادمانی اور فرحت کی دولت سے مالا مال ہو کر ..... اپنے ورثاء اور دنیا کے ساتھیوں کے نام..... اس انداز میں پیغام دیتے ہیں..... ویستبشرون بالذین لم یلحقو بھم من خلفھم ان لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.....

کہ وہ بشارت دے رہے ہیں انہیں جو ابھی تک ان سے ملے نہیں ہیں ..... کہ نہ ان پر کوئی خوف ہے..... اور نہ ہی وہ غم زدہ ہیں ..... اور پھر حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے..... ثم اقتل فی سبیل اللہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل.....

(بخاری شریف ص ۳۹۲ ج ۱، ص ۱۰۷۳ ج ۲)

اللہ کی قسم میں اس بات کو پسند کرتا ہوں..... کہ مجھے اللہ کی

راہ میں قتل کر دیا جائے..... پھر زندہ کیا جائے پھر قتل کر دیا جائے
پھر زندہ کیا جائے..... پھر قتل کر دیا جائے ..... پھر زندہ کیا
جائے..... پھر قتل کر دیا جائے..... اب جس چیز کی تمنا خود حضور علیہ
السلام فرما رہے ہیں..... بھلا اسے مصیبت کیونکر قرار دیا جا سکتا
ہے..... بلکہ یقینی طور پر وہ ایسی نعمت ہے..... کہ جسے آپ خود بھی
طلب فرما رہے ہیں..... اور امت کو بھی اس کا سبق پڑھا رہے
ہیں.....

ادھر قرآن کریم نے بھی پانچویں پارہ میں شہداء کا ذکر ان چار
قسموں کے لوگوں میں فرمایا ہے..... جو منعھم علیھم ہیں..... یعنی جن
پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہوا..... اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ وہ لوگ
چار قسم کے ہیں.....

پہلے	.....	انبیاءؑ
دوسرے	.....	صدیقین،
تیسرے	.....	شہداء،
چوتھے	.....	صالحین۔

قرآن کریم کے گیارہویں پارہ میں ارشاد ربانی ہے..... کہ
مومنوں سے رب العالمین نے ان کی جان و مال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا
ہے..... وہ اس طرح کہ مومن اسلام کی راہ میں کفار کو قتل کرتے ہیں
..... اور خود بھی قتل ہو جاتے ہیں..... تو یہاں راہ خدا میں قتل ہو
جانے کو جنت کے حقدار ہونے کا باعث قرار دیا گیا ہے..... قرآن کریم کی
آیات کے اس مفہوم اور حضور علیہ السلام کی خود شہادت کی آرزو اور طلب
سے یہ بات واضح ہو گئی ہے..... کہ شہادت ایک نعمت عظمیٰ ہے.....

اس کو کسی شاعر نے کہا.....

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

شیعہ کے نزدیک شہادت ایک مصیبت ہے:۔

اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک جس طرح شہادت ایک نعمت ہے ..... شیعہ کے نزدیک اس کے بالکل برعکس شہادت ایک مصیبت ہے ..... مسلمان شہادت پر ناز اور فخر کرتے ہیں..... شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں..... اور ان کے لواحقین کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں..... جبکہ اہل تشیع شہادت پر.....

ہائے ہائے وائے وائے
سینہ کوبی
جزع فزع
ماتمی جلوس

اور مجلسوں کے انعقاد و اہتمام کے ذریعہ یہ بات ثابت کرتے ہیں..... کہ شہادت ایک ایسی مصیبت ہے..... کہ جس پر چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی..... جس قدر ہائے' ہائے کیا جائے..... اور رونے دھونے کا انداز اپنا کر ٹسوئے بہائے جائیں..... اس قدر یہ بہتر ہے..... اور شہیدوں کو رونا گناہوں کی تلافی اور خطاؤں کی مغفرت کا باعث ہے.....

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد
جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے

بقول شیعہ نانا کو نواسے کی ولادت ناپسند:۔

سامعین محترم..... شیعہ نے اپنے موقف کو درست اور صحیح ثابت کرنے کے لئے..... کہ شہادت ایک مصیبت ہے..... جناب امام الانبیاء علیہ السلام کی ذات اقدس اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس قدر عظیم بہتان اور الزام لگایا ہے..... کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے.....

شیعہ مذہب کی سب سے پہلی مستند ترین اور اہم کتاب..... اصول کافی طبع لکھنؤ کے ص ۹۲۴ پر یہ روایت ہے..... کہ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا..... کہ خدا تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولادت حسین اور ساتھ ساتھ شہادت کی خبر دی..... تو حضور علیہ السلام نے دو مرتبہ خدا تعالیٰ کی اس بشارت کو رد کر دیا..... بالآخر تیسری دفعہ خاص طور پر جبرئیل علیہ السلام جب یہ بشارت بھی ساتھ لائے کہ حسین کی اولاد سے امامت کا سلسلہ چلے گا..... تب حضور علیہ السلام نے اس بشارت کو قبول فرمایا..... ایسے ہی حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ ؓ کو جب حسین کی ولادت و شہادت کی بشارت دی ..... تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسے نامنظور کیا..... جب دوسری مرتبہ امامت کی بشارت بھی دی گئی تب اسے قبول کیا.....

کیوں جناب..... اس روایت کا کیا معنی ہے..... یعنی حضور علیہ السلام کو اپنے نواسے کی ولادت کے ساتھ جب معلوم ہوا کہ شہید بھی ہو گا..... تو اپنی طرف سے اور اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کس

قدر اس پر اظہار ناپسندیدگی فرمایا..... کہ اس بشارت ہی کو نامنظور فرما دیا..... یعنی یہ کہا کہ ہمیں ایسے بیٹے کی ضرورت ہی نہیں ہے جو شہید ہو گا.....(استغفر اللہ ثم استغفر اللہ)

ماں کو بیٹے کی ولادت ناگوار:۔

سامعین محترم..... اور سماعت فرمائیں کہ حضرت فاطمہ ؓ کو حسین ؓ کی ولادت ناگوار تھی..... اور حسین ؓ نے بھی غیرت کے باعث اپنی والدہ کا دودھ نہ پیا تھا.....

چنانچہ محمد بن یعقوب کلینی اپنی کتاب اصول کافی کے ص ۲۹۵ پر..... ایک اور روایت نقل کرتا ہے..... امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی ماں نہیں دیکھی گئی..... جس کو اس کے مولود کی ولادت ناپسند ہو..... سوائے فاطمہ کے حسین کی ولادت کے موقع پر..... کیونکہ انہیں یہ ولادت اس لئے ناپسند تھی ..... کہ وہ مولود شہید ہو جائے گا..... عبارت عربی یہ ہے ..... فلما حملت فاطمه با لحسین کرهت حمله وحسین وضعت کرهت حمله.....

(اصول کافی ص ۲۹۵)

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حسین رضی اللہ عنہ کا حمل ہوا..... تو وہ حسین رضی اللہ عنہ کا حمل ناپسند کرتی تھیں..... اور حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کی ولادت بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار تھی.....

اب اگلی روایت سنئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی پیدا ہونے کے بعد اپنی والدہ کا دودھ نہ پیا..... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس ادا کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک شیعہ شاعر کہتا ہے.....

ہائے اے شبیرؑ! مظلومی تیری
رد ہوئی تیری بشارت تین بار
گرچہ راضی ہو چکی تھیں فاطمہ
پھر بھی تھی تیری ولادت ناگوار
تم کو بھی غیرت کا ایسا جوش تھا
دودھ اس ماں کا نہ چوسا زینہار

سامعین محترم..... ان روایات سے بخوبی یہ بات سمجھ گئے ہوں گے کہ شیعہ کے نزدیک..... شہادت کس قدر ناپسندیدہ چیز ہے..... اور قابل نفرت مقام ہے..... کہ اگر کسی بچہ کے بارے میں اس کے نبی اور رسول ﷺ جیسے نانا..... اور فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی والدہ کو بھی علم ہو گیا..... کہ وہ اپنی عمر کے پچپن سال مکمل کر کے شہادت پائے گا..... تو اس پر وہ اس قدر پریشان ہو گئیں..... کہ ایسے بچہ کی ولادت ہی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا.....

اب قبل اس کے کہ میں شیعہ کی باقی بے صبری ء ماتم..... گریہ اور نوحہ کی فضیلت کو بیان کرنے والی روایات کا تذکرہ کروں..... میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کے سامنے یہ حقائق لاؤں کہ آخر وہ کون لوگ تھے ..... جن کے ناپاک ہاتھ خون حسین رضی اللہ عنہ سے رنگین ہوئے..... اور کن بدبختوں کی تلواروں' نیزوں اور تیروں نے نواسہ رسول ﷺ کا جسم چھلنی کر کے..... لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا..... پھر آج تک وہ اس لعنت کے مستحق ٹھہرے ہیں.....

رافضیت کی حسینؓ کو امیر معاویہؓ کے خلاف پیشکش:۔

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے.....
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی.....تو بیس سال تک اس بیعت کو اس طرح قائم رکھا کہ کسی لمحہ پر بھی اس سے انحراف نہ فرمایا..... اہل بیت رسول اور خاندان بنو امیہ کے باہمی تعلقات اور رشتہ داریاں اس قدر مضبوط ہوتی گئیں..... کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف و جنگ کی شکل میں جو باہمی دوریوں کا ایک خلا پیدا ہوگیا تھا وہ بالکل پر ہوگیا تھا..... حتیٰ کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کے شیعوں کے ہاتھوں زخمی ہو کر.....اور طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرتے ہوئے کوفہ چھوڑ کر..... مدینہ چلے آئے تو ان ظالم کوفیوں نے سازش سے زہر کھانے میں ملا کر..... حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کرا دیا..... آپ کی شہادت کے بعد یہ لوگ ایک مرتبہ پھر متحرک ہوئے..... اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ورغلانے کی کوشش کی

.....

چنانچہ ملا باقر مجلسی شیعہ کا عظیم مجتہد لکھتا ہے.....

چوں حضرت امام حسنؓ بروضہ جنت ارتحال نمود شیعان در عراق بحرکت آمدند عریضہ بخدمت حضرت امام حسینؓ نوشتند کہ معاویہؓ را از خلافت خلع کردہ باشما بیعت می کنیم۔ حضرت دراں وقت صلاح دریں امر مدانستہ ایشاں را جواب گردانید و امر بصبر فرمود۔ (جلاء العیون ص ۳۷۰)

جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا..... تو عراق کے شیعہ حرکت میں آئے..... اور حضرت امام حسین کے پاس یہ عریضہ

لکھا کہ ہم معاویہ کہ خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں..... امام حسین نے اس وقت مصلحت نہ دیکھی..... اور شیعوں کو جواب دے دیا اور صبر کرنے کا حکم فرمایا.....

اس روایت سے یہ بات واضح ہو گئی..... کہ عراق کے شیعہ کی تو خواہش ہر وقت یہ رہی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ ..... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف میدان میں آئیں..... مگر ان ہر دو حضرات نے شیعوں کی اس خواہش کو پورا نہ کیا..... بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے وفا کی اور بیعت کے تقاضوں کو سو فیصد پورا فرما کر..... یہ ثابت کر دیا کہ رسول کے نواسے جسے حق اور عادل خلیفہ سمجھتے ہیں..... اس کی بیعت تو کر سکتے ہیں مخالفت نہیں کر سکتے.....

حضرت امیر معاویہ ؓ کی یزید کو وصیت:۔

اب جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقت آخر قریب آیا ..... تو انہوں نے امت کو افتراق و انتشار سے بچانے کے لئے..... یزید کو ولی عہد نامزد کر کے..... تمام مملکت اسلامیہ سے اس کے لئے بیعت لے لی..... جبکہ حضرت حسین ؓ، حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی.....

چنانچہ بوقت رحلت آخری وصیت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو یہ کی..... جسے شیعہ کے عظیم مجتہد ملاں باقر مجلسی نے..... جلاء العیون کے ص ۴۲۱ میں اس طرح لکھا ہے.....

امام حسین رضی اللہ عنہ پس نسبت و قرابت او آنحضرت رسالت میدانی و او پارہ تن آنحضرت است و از گوشت و خون آنحضرت پرورده است و

سن سیدانم کہ اہل عراق اورا بسوئے خود خواہند برد و یاری او نخواہند کرد او را تنہا خواہند گذاشت اگر برو ظفر یابی حقوق حرمت اور اشناس و منزلت و قرابت اور ابا حضرت رسالت پناہ دار اور ابکردہ ہائے او مواخذہ مکن۔ و رابطے کہ من دریں مدت با او حکم کردہ ام قطع مکن و زنہار کہ با او اسیے و مکروہ ہے عرسال۔

ترجمہ:۔ "لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ پس ان کی نسبت و قرابت ..... جناب رسالت مآب علیہ السلام سے تجھے معلوم ہے ..... کہ حضرت کے بدن کے ٹکڑے ہیں ..... اور آپ کے گوشت اور خون سے ..... انہوں نے پرورش پائی ہے ..... مجھے علم ہے کہ عراق والے ان کو اپنی طرف بلائیں گے ..... اور ان کی مدد نہ کریں گے ..... انہیں تنہا چھوڑ دیں گے ..... اگر تو ان پر قابو پائے تو ان کے حقوق عزت کو پہچاننا ..... اور ان کا مرتبہ اور قرابت جو رسول سے ہے اس کو یاد رکھنا ..... ان کے افعال کا ان سے مواخذہ نہ کرنا ..... اور اس مدت میں جو روابط میں نے ان سے مضبوط کئے ہیں ..... ان کو نہ توڑنا اور خبردار ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا" .....

اس وصیت کے علاوہ شیعہ کی ایک دوسری کتاب ..... ناسخ التواریخ میں حضرت معاویہ کی وصیت ..... ان الفاظ میں تحریر ہے .....

اے پسرا ہو با آزار مکن و خویشتن را نیک راہ نمائے کہ چوں در حضرت حق حاضر شوی خون حسین ؓ بن علی در گردن نداشتہ باش کہ ہنگاہ روئے آسائش دیدار نہ کنی و موبد و مخلد فرمائش عقاب و عذاب بینی۔

ترجمہ:۔ اے بیٹا ..... ہوس نہ کرنا اور نیک کردار رہنا ..... کہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو تو تیری گردن پر حسین ؓ بن علی ؓ کا خون نہ

ہو..... ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا..... اور ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا.....

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق.....

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنائی..... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پروردگار..... اس شخص سے برکت لے لے..... جو میرے حسین کی حرمت میں کمی کرے..... یہ حدیث سنائی اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی..... (ناسخ التواریخ ص ۱۱ ج ۶)

سامعین محترم..... ان دونوں شیعہ کتب کی پیش کردہ روایتوں پر بار بار غور کریں..... تو آپ کو خود اس بات کا احساس ہو گا..... کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کس قدر تاکیداً یزید کو وصیت کی..... کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ہرگز سختی کا معاملہ نہ کرے.....

حیرت کی بات یہ ہے کہ شیعہ کی کتب میں ایسی روایات بھی موجود ہیں..... اور پھر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی آڑ میں..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرا بازی کرنے سے باز نہیں آتے ہیں..... دراصل یزید اور شامیوں..... ابن سعد اور ابن زیاد وغیرہ پر تبرابازی کرتے کرتے.....

حضرت امیر معاویہ

حضرت ابوبکر صدیق

حضرت عمر فاروق

حضرت عثمان غنی

رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین..... تک تبرا کرنے کا

راستہ اس لئے ہموار کرتے ہیں..... تاکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون ناحق سے ہاتھ رنگنے والے..... اپنے ان آباؤ واجداد کے بھیانک کردار پر پردہ ڈال سکیں..... جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بلوایا..... اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی کے عین مطابق پھر ان کا نہ صرف ساتھ چھوڑ دیا..... بلکہ ان کے مقابل کھڑے ہوگئے..... اور ان کا پانی بند کر کے ان پر تیروں کی بارش برسائی..... اب میں اس حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہوں..... آپ حضرات دل کے کان کھول کر ان حقائق کو سنیں..... اور ان پر غور کریں..... اور دنیا کو بتلائیں کہ آج کس طرح "چور مچائے شور" کے مقولہ پر شیعت عمل پیرا ہے..... اور اپنے منہ کی سیاہی اتار کر..... اپنے سیاہ کرتوتوں کو چھپا کر..... بے گناہ خلفاء راشدین پر الزام تراشی میں مصروف ہے..... انشاء اللہ العزیز ان حقائق کو جھٹلانے کی سکت نہ آج کسی شیعہ میں ہوگی..... نہ قیامت تک کوئی اس حقیقت سے انکار کرسکے گا.....

بنام حضرت حسین رضی اللہ عنہ بارہ ہزار خطوط:۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر جب کوفہ پہنچی..... تو کوفہ کے ایک مشہور شیعہ سلیمان بن صرد کے گھر..... شیعوں کا ایک عظیم اجتماع ہوا..... جس میں سلیمان بن صرد نے کہا..... مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سن کر..... یزید کی بیعت سے انکار کر کے مدینہ سے مکہ روانہ ہوگئے ہیں..... چونکہ ہم سب لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے والد کے شیعہ ہیں..... اس لئے میرا مشورہ ہے کہ ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر اپنے پاس بلوائیں.....

اگر تم لوگ ان سے وفا کروگے..... اور فریب نہیں دوگے بلکہ عقیدت کے ساتھ ان کی مدد کروگے..... تو ہم ان کو بلائیں..... اس پر سب نے کہا ہم بدل و جان حاضر ہیں..... اور بہت ہی بلند و بانگ دعوے کئے..... اور یہ خط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا.....

"ایں نامہ ایست بسوئے حسین بن علی بن ابی طالب صلوہ اللہ علیہ از جانب سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر و سائر شیعان و از مومنان و مسلماناں اہل کوفہ سلام خدا برتو باد بدانکہ درایں وقت امامے و پیشوائے نداریم بسوئے ماتوجہ نمائی و بسرماقدم رنجہ فرمائی کہ ماہمگی مطیع توایم شاید کہ حق تعالیٰ برکت تو بردست ظاہر گرداند و نعمان بن بشیر حاکم کوفہ در قصرامارت نشستہ است در نہایت مزلت جمعہ او حاضر نمی شویم و در عید با او نمی رویم و چو خبر رسد کہ شما متوجہ ایں سمت گردیدہ اید اورا از کوفہ بیرون کنیم تا بہ اہل شام ملحق گردد۔

ترجمہ:۔ یہ خط حسین ؓ بن علی ؓ بن ابی طالب کے نام ہے..... سلیمان بن صرد خزاعی..... مسیب بن نخبہ' شداد حبیب بن مظاہر..... اور کوفہ کے تمام شیعوں و مومنوں..... اور مسلمانوں کی طرف سے آپ پر خدا کا سلام ہو.....

آپ کو معلوم ہو کہ اس وقت ہم لوگوں کا کوئی امام نہیں ہے ..... کوئی پیشوا نہیں ہے..... آپ ہماری طرف توجہ کیجئے..... اور ہمارے سر پر قدم رنجہ فرمایئے..... ہم آپ کے فرمانبردار ہیں..... شاید اللہ تعالیٰ آپ کی برکت..... ہمارے اوپر ظاہر فرمائے..... نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم..... قصرامارت میں نہایت ذلت کی حالت میں بیٹھا ہوا ہے..... لوگ نہ اس کے خطبہ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں..... اور نہ

اس کے ہمراہ عید میں باہر جاتے ہیں..... جس وقت ہمیں معلوم ہو گا کہ آپ یہاں تشریف لاتے ہیں..... تو ہم اسے کوفہ سے باہر کر دیں گے..... تاکہ وہ اہل شام سے جا کر مل جائے..... پھر اس خط کو عبداللہ بن سمع ہمدانی اور عبداللہ بن دال کو دے کر..... اور تاکید کر کے..... یہ خط دے کر روانہ کیا..... کہ جلد امام حسین کی خدمت میں یہ خط پہنچا دے.....

بعض اہل کوفہ بعد از دو روز از فرستادن قاصدان قیس بن مطہر' و عبداللہ بن شداد' و عماد بن عبداللہ را فرستادن تا صد پنجاہ نامہ کہ اہل کوفہ و عظمائے کوفہ نوشتہ بودن و یک یک کس' و دو دو کس و چہار و چہار کس و زیادہ کنار نامہ بانوشتہ بودند۔

ترجمہ:۔ پھر اہل کوفہ نے ان قاصدوں کو بھیجنے کے دو روز بعد..... قیس بن مطہر کو..... عبداللہ بن شداد کو..... عمار بن عبداللہ کو..... ایک سو پچاس خطوط دے کر روانہ کیا..... جو اہل کوفہ نے لکھے تھے..... اور ہر خط کے حاشیئے پر ایک ایک دو دو چار چار..... اور اس سے زیادہ لوگوں نے دستخط کئے تھے..... تاکہ ان خطوط کو یہ قاصد امام تک پہنچا دیں.....

"بعد از دو روز ہانی بن ہانی سبعی و سعید بن عبداللہ را بخدمت آنحضرت رواں کردند و نوشتند

بسم اللہ الرحمن الرحیم ایں عریضہ است بخدمت حسین بن علی از شیعان و فدویان و مخلصانہ آنحضرت' امابعد بہ زودی خود را بدوستان و ہوا خواہاں خود برساں کہ ہمہ مردم ایں ولایت منتظر قدوم مسرت لزوم تواند و بغیر رغبت نمی نمائند البتہ خود را بہ تعجیل تمام بایں مشتاقان استہام برسان

والسلام

ترجمہ:۔ پھر دو روز کے بعد ہانی بن ہانی..... سبعی سیعد بن عبداللہ کو..... اہل کوفہ نے..... حضرت امام حسین بن علی کی خدمت میں روانہ کیا.....

اور یہ لکھا..... بسم اللہ الرحمن الرحیم ..... یہ خط ہے..... حسین بن علی کی خدمت میں..... ان کے شیعوں' فدائیوں..... اور مخلصوں کی جانب سے..... امابعد..... آپ جلد اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں تک پہنچئے ..... کیونکہ اس ولایت کے تمام لوگ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر ہیں..... اور ذوق و شوق کے سوا کچھ نہیں ظاہر کرتے..... ضرور ضرور آپ بہت جلد اپنے کو ان مشتاقوں تک پہنچایئے.....

پس شیث بن ربیعی و نجار بن حجر بن یزید حارث و عروہ بن قیس و عمر بن حجاج و محمد بن عمر عریضہ ہائے دیگر نوشتند بایں مضمون امابعد صحراہا سبز شدہ و میوہ ہا رسیدہ اگر بایں صوب تشریف آری شکر ہائے تو مہیا و حاضر اندو شب و روز انتظار تشریف تو مے برند ایضا"۔

ترجمہ:۔ اس کے بعد.....

شیث بن ربیعی'

نجار بن حجر'

یزید بن حارث'

عروہ بن قیس'

عمر بن حجاج'

محمد بن عمر

نے اس مضمون سے خط لکھا کہ آج کل جنگل سرسبز شاداب ہیں ..... میوے تیار ہیں..... اگر آپ اس وقت اس طرف تشریف لائیں ..... تو شکریہ میں وہ سب حضور کی خدمت میں مہیا اور حاضر ہیں ..... ہم لوگ شب و روز آپ کے منتظر ہیں.....

۸۰ ہزار شیعہ کی ابن عقیل کے ہاتھ پر بیعت:۔

جب بقول مصنف ناسخ التواریخ بارہ ہزار خطوط حضرت حسین کو شیعوں کے پہنچے..... تو انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو ..... اپنا نمائندہ و سفیر بنا..... کر کوفہ روانہ کیا..... تاکہ وہ وہاں کے حالات خود ملاحظہ فرمائیں..... اور تمام تر صورت حال سے آگاہ کریں..... اور ساتھ ساتھ کوفہ کے شیعوں کو تسلی دیں ..... کہ امام حسین بھی کوفہ پہنچنے ہی والے ہیں.....

چنانچہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جب کوفہ پہنچے..... تو اہل کوفہ نے ان کا شاندار استقبال کیا..... اور اسی ہزار کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت کی..... اور بڑھ چڑھ کر اپنی وفاداریوں کا یقین دلایا..... حضرت مسلم بن عقیل نے جب یہ منظر دیکھا..... تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو وہ خط تحریر فرمایا..... جسے شیعہ مصنف منہج الاحزان کے ص ۵۵ پر لکھتا ہے.....

چوں مسلم بن عقیل در کوفہ رفت ابتدائی امر اجتماع مردم را مشاہدہ نمود عریضہ بخدمت آنحضرت نوشت و اہل کوفہ نیز عریضہ نوشتہ بودند کہ صد ہزار شمشیر از برائے تصرف مہیا است۔

ترجمہ:۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ گئے..... اور شروع میں بیعت کے لئے

لوگوں کا ہجوم دیکھا..... تو امام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا..... اہل کوفہ نے بھی ایک خط لکھا..... کہ آپ کی مدد کے لئے یہاں ایک لاکھ تلواریں تیار ہیں.....

رافضیت کی ابن عقیل سے بے وفائی:۔

ادھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا خط چلا..... اور ادھر شام سے یزید نے عبداللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا کر روانہ کیا..... وہ اکیلا کوفہ میں داخل ہوا..... اور سیدھا مسجد میں چلا آیا..... شیعہ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی انتظار میں تھے..... اس نقاب پوش سوار کو حضرت حسین سمجھ کر..... اس کے ہمراہ بھاگے ہوئے مسجد میں آئے..... اب ابن زیاد نے اپنا نقاب منہ سے اتارا..... اور شیعہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا..... تم لوگ شرارت اور بغاوت سے اگر باز نہ آئے..... تو میں تمہارے ساتھ عبرتناک سلوک اختیار کروں گا..... بس ایک شخص ابن زیاد کا اتنا دھمکانا ہی تھا..... کہ بقول شیعہ مورخ صاحب ناسخ التواریخ..... (بیعت حسین را متالعت یزید پیوستند) کہ سب نے بیعت توڑ دی..... اور یزید کی پیروی قبول کرلی..... حضرت مسلم بن عقیل جب ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں گئے..... تو وہاں اسی ہزار بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی حاضر نہ تھا..... آپ نے خود ہی اذان دے کر تنہا نماز ادا کر کے..... اپنے غلام سے حیرت سے پوچھا..... ما فعل اهل هذا المصر..... یعنی اس شہر کے لوگوں نے کیا کیا..... غلام نے جواب دیا.....

مردم این شہر بیعت حسین را بزیر پانہادند و بیعت یزید دادند (ناسخ

التواریخ)

اس شہر کے لوگوں نے بیعت حسین کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے .....اور یزید کی تابعداری قبول کرلی ہے.....

اب حضرت مسلم بن عقیل نے مختار کا گھر چھوڑ کر..... ہانی کے مکان میں پناہ لی..... پھر جب ہانی بھی گرفتار ہوگیا..... تو حضرت مسلم بن عقیل نے ایک جان توڑ کوشش کی ..... کہ کسی طرح اہل کوفہ کو سمجھائیں.....چنانچہ آپ نے قبائل کنندہ.....

مذحج،

تمیم،

اسد،

مضر،

ہمدانی کو پکارا..... بمشکل چار ہزار شیعہ آپ کی پکار پر جمع ہوئے..... لیکن جونہی ابن زیاد نے ان کو دھمکایا..... تو سب بھاگ گئے..... صرف تیس (۳۰) آدمی باقی رہ گئے.....جب حضرت مسلم نے نماز مغرب ادا کی اور سلام پھیرا تو دس آدمی باقی رہ گئے.....اور آپ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو وہ دس بھی غائب ہو چکے تھے.....اس طرح کوفیوں نے حضرت مسلم بن عقیل کو تنہا چھوڑ دیا..... یہاں تک کہ وہ گرفتار کر لئے گئے.....

ابن عقیل کا ابن علی کے نام خط:۔

جب حضرت مسلم بن عقیل گرفتار ہو گئے.....اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب انہیں قتل کر دیا جائے گا..... تو انہوں نے ابن سعد سے

کہا..... میرا یہ پیغام جلد از جلد امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیں.....
تاکہ وہ کوفہ آنے کا ارادہ ترک کردیں.....

چنانچہ ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۴۹ پر..... حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے خط کی عبارت اس طرح درج ہے.....

ھو یقول لک ارجع فداک ابی و امی باھل بیتک ولا یغررک اھل الکوفہ فانھم اصحاب ابیک الذی یتمنی فراقھم بالموت اوالقتل ان اھل الکوفہ قد کذبوک ولیس لکذوب رای (ناسخ التواریخ)

ترجمہ:۔ مسلم عرض کرتا ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں.....
آپ مع اہل و عیال واپس ہو جائیں..... اور اہل کوفہ کے فریب میں نہ آئیں..... کیونکہ یہ لوگ آپ کے والد کے وہی دوست ہیں..... جن سے وہ ہر وقت جدائی کی تمنا کیا کرتے تھے..... چاہے وہ جدائی موت یا قتل سے ہی کیوں نہ ہو..... کوفیوں نے آپ سے دروغ گوئی کی ہے .....
اور جھوٹوں پر بھروسہ نہیں ہے.....

حضرت حسین رضؓ کا اعلان:۔

چنانچہ جب یہ پیغام..... اور حضرت مسلم بن عقیل..... و عبداللہ بن لقیطر..... کی شہادت کی خبر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو زبالہ کے مقام پر پہنچی..... تو آپ نہایت ہی افسردہ ہوئے اور آپ نے فرمایا .....قد خذلنا شیعتنا (خلاصہ المصائب)

ہمیں ہمارے شیعوں نے ذلیل کر دیا..... شیعان ما دست ازیاری ما برداشتند۔ (جلاء العیون)

"ہمارے شیعوں نے ہماری مدد و نصرت کا ہاتھ اٹھا لیا

ہے" ..... اور ناسخ التواریخ ص ۱۶۳ جلد ۶ میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ ہمارے شیعوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے.....

سامعین محترم..... ان تینوں حوالوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زبانی صاف صاف یہ الفاظ صادر ہو رہے ہیں..... کہ ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل و خوار کرایا ہے..... اور ہمیں چھوڑ دیا ہے..... اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کوفہ کے لوگ کس قسم کے لوگ تھے ..... اور کس کردار کے مالک تھے..... ان ظالموں نے اس پر بس نہیں کی..... بلکہ آگے چل کر خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا .....اس کی تفصیلات میں آگے بیان کرتا ہوں.....

حسین رضؓ کو شیعوں کی حقیقت سے آگاہ کرنا:۔

(۱) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت محمد بن علی (ابن حنفیہ) نے ..... مکہ ہی میں آپ سے کہا کہ اے برادر مکرم جو کچھ غدر و مکر اہل کوفہ نے..... آپ کے والد محترم..... اور بھائی کے ساتھ کیا آپ بخوبی جانتے ہیں..... میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی اسی طرح کا سلوک نہ کریں..... (جلاء العیون)

(۲) خرزدق (جو بقول شیعہ عظیم شاعر تھا) سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مکہ ہی میں دریافت فرمایا کہ کوفہ کے لوگوں کا کیا حال ہے..... تو اس نے کہا.....

ہمہ مردم کوفہ از دل ترا دوست دارند و آرزوئے دیدار ترا دارند لیکن روز گیرودار شمشیر در روئے تو بکشند و قضا از آسمان فرود آید

(ناسخ التواریخ)

ترجمہ۔ کوفہ کے تمام آدمی دل سے آپ کے دوست ہیں ..... [illegible] کے دیدار کی آرزو رکھتے ہیں ..... لیکن بروز جنگ اپنی تلوار آپ پر چلائیں گے ..... اور قضاء آسمان آئے گی۔ (ناسخ التواریخ)

(۳) شیر بن غالب جو کوفہ سے آرہا تھا ..... اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مقام تنعیم پر ملا ..... تو آپ کے پوچھنے پر اس نے کوفیوں کے بارہ میں کہا ..... دلھا باتست وشمشیر ہا بنی امیہ ..... (منتخ التواریخ)

ترجمہ۔ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں ..... تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں .....

(۴) جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ مقام حاجز سے آگے ایک چشمہ پر پہنچے ..... تو وہاں مقیم عبداللہ بن مطیع سے کوفہ کا حال دریافت کیا ..... تو اس نے کہا۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ..... کہ آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں ..... (جلاء العیون)

(۵) منزل ثعلبہ پر عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمعل نے آپ کو امام مسلم کی شہادت کی خبر دی ..... اور عرض کیا ابن رسول اللہ اگر اہل کوفہ آپ سے نہ بھی لڑے تو وہ آپ کے ناصر و مددگار بھی نہیں ہوں گے ..... آپ واپس تشریف لے جائیں ..... (ناسخ التواریخ و جلاء العیون)

محترم سامعین ..... نہایت اختصار کے ساتھ یہ پانچ شہادتیں شیعہ کتب سے آپ کے سامنے بیان کی ہیں ..... ورنہ حضرت عبداللہ بن عمر ..... حضرت عبداللہ بن عباس ..... حضرت عبداللہ بن عقیل ..... اور بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین کے اقوال ..... کتب تاریخ میں کثرت سے موجود ہیں ..... جنہوں نے بار بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں کی فطرت اور نام نہاد شیعوں کی خصلتوں سے .....

آگاہ کرتے ہوئی بتلا دیا تھا..... کہ وہ بالکل وفادار نہیں ہیں ..... بلکہ غداری اور دھوکہ بازی ان کی نس نس میں سرایت کئے ہوئے ہے.....

کوفی بالاتفاق شیعہ تھے:۔

چنانچہ علامہ قاضی نور اللہ شوستری مجتہد.....اپنی کتاب مجالس المومنین کے صفحہ ۲۵ مجلس اول میں لکھتے ہیں.....

تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است گرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد (مجالس المومنین)

اہل کوفہ کے شیعہ ہونے پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ..... بلکہ ان کا سنی ہونا خلاف اصل اور دلیل کا محتاج ہے.....اگرچہ ابو حنیفہ (رحمتہ اللہ علیہ) کوفی ہی کیوں نہ ہوں.....

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مدمقابل کون؟:۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مدمقابل آنے والے لشکر میں..... ایک بھی حجازی یا شامی نہ تھا..... بلکہ سب کوفی شیعہ تھے.....

چنانچہ شیعہ کی نہایت معتبر کتب میں تفصیل کے ساتھ.....اس حقیقت کا اعتراف موجود ہے..... کہ کربلا کے میدان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو گھیر کر کوفہ جانے سے روکنے والے..... اور فرات کا پانی ان پر بند کرنے والے..... نہ شام سے آئے ہوئے.....یعنی یزید کے بھیجے ہوئے فوجی.....

نہ حجاز (یعنی مکہ و مدینہ) سے آئے ہوئے تھے..... بلکہ اہل

سنت کے مراکز ہیں..... بلکہ یہ تمام لوگ کوفہ کے شیعہ تھے..... اور ان میں اکثر وہ تھے..... جنہوں نے خود خطوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی..... مگر اب وہ ابن زیادہ کے ساتھ مل کر خاندان نبوت کا چراغ گل کرنے کو تیار ہو چکے تھے ..... چنانچہ خلاصۃ المصائب کے ص۲۰۱ کے یہ عبارت سنئے..... لیس فیھم شامی ولا حجازی بل جمیعھم من اھل الکوفہ (خلاصۃ المصائب)

ترجمہ:۔ امام کے مقابل فوج میں نہ کوئی شامی تھا..... نہ کوئی حجازی تھا ..... بلکہ سب کوفی تھے.....

ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۷۴ کی یہ عبارت بھی سنئے..... و ابی مخنف لشکر ابن زیاد راہشتاد ہزار سوار نگاشتہ و گوید کہ ہمگاہ کوفی بودند و حجازی و شامی ایشان نہ بود (ناسخ التواریخ)

ترجمہ:۔ اور ابی مخنف نے ابن زیاد کے لشکر کی تعداد ۸۰ ہزار لکھی ہے ..... اور کہا ہے کہ وہ سب کوفی تھے..... اور ان میں کوئی بھی حجازی اور شامی نہ تھا.....

خلاصۃ المصائب کے مصنف نے کوفی فوج کی کل تعداد..... جو زیادہ سے زیادہ لکھی ہے..... وہ چھ لاکھ ہے..... اب یہ بھی سنئے کہ مرقع کربلا نامی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر مقتل حسین کے مصنف ابو مخنف کے حوالہ سے لکھا گیا ہے..... کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہل بیت کی تباہی و بربادی کا نظارہ کرنے کے لئے..... تماش بین کی حیثیت سے جو کوفہ کے شیعہ کربلا میں پہنچے تھے..... صرف ان کی تعداد بھی آٹھ ہزار تھی..... بلکہ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے..... کہ "جو لوگ امام حسین کے مقابل آنے والے لشکر میں شریک نہ ہو سکے..... وہ معرکہ کربلا کے بعد ابن زیاد کی مدد

کو آئے.....(ص۲۱)

علامہ مسعودی مروج الذھب میں لکھتے ہیں..... حسین نے کربلا کا عزم کیا..... لڑائی ہوتی رہی..... یہاں تک کہ وہ قتل ہوئے .....اور ان کوفیوں نے قتل کیا..... شامی ان میں نہ تھے.....جو کچھ اہل بیت کے ساتھ ہوا وہ کوفیوں نے کیا.....

سامعین محترم..... اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کس طرح روز روشن کی طرح یہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے..... کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر آنے والے لشکر نہ صرف کوفی شیعوں کے تھے..... بلکہ آٹھ ہزار تماش بین بھی شیعہ ہی تھے..... ان تماش بینوں کو بھی اتنی غیرت نہ آئی..... کہ وہ کوفہ کے شیعوں کو شرم دلاتے.....اور انہیں اس شرمناک کھیل سے باز رکھتے..... بلکہ یہ بھی بڑھ بڑھ کر قاتلان حسین کو داد دیتے رہے..... ان روایات کے مطالعہ کے بعد اب ضرورت تو اس بات کی تھی..... کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ ہونے والے مظالم پر احتجاج کرتے ہوئے شیعان کوفہ کی مذمت کی جاتی .....اور ان کی خباثتوں سے نفرت کا اظہار کیا جاتا..... مگر اس حقیقت سے یکسر منہ موڑ کر الٹا قاتلان حسین کی ذریت..... کس قدر بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلفاء راشدین کو..... طعن و تشنیع اور تبرا بازی کا نشانہ بنانے کے لئے..... محرم کے ایام میں گھروں سے باہر نکل آتی ہے.....

حضرت حسین رضؓ کا شیعان کوفہ کو خطاب:۔

آپ نے مختلف موقوں پر ظاہر فرمایا ہے..... کہ ہم کو ہمارے

کوفی شیعوں نے بلا کر دغا و فریب دیا..... اور مصیبت پہنچائی ہے..... اور مجھ سے لڑائی کی ہے..... حتیٰ کہ خود شیعوں کو نام بنام مخاطب کر کے اعلان فرمایا.....

(۱) یعنی بے شک میرے شیعوں نے مجھ کو چھوڑ دیا..... اور میری نصرت و مدد کرنے سے انکار کر دیا.....

(ناسخ التواریخ صفحہ ۱۶۳)

(۲) کربلا میں خیمہ سے باہر آ کر آپ کرسی پر بیٹھے خطوط دیکھ رہے تھے ..... ایک ایرانی مکہ جا رہا تھا..... اس نے دیکھ کر اس بے بسی و بے کسی کی وجہ پوچھی..... امام نے جواب دیا..... کہ "کوفہ کے آدمیوں نے مجھے بلایا..... یہ ان کے خطوط ہیں..... حالانکہ یہی میرے قاتل ہیں..... لیکن جب اس فعل کے مرتکب ہوئے..... اور میری حرمت کا خیال نہ کیا..... تو خدا ان پر کسی ایسے شخص کو مسلط کرے کہ ان کو قتل کرے..... اور قوم بلقیس سے بھی زیادہ خوار و ذلیل کرے.....

جب آپ کربلا پہنچے اور دوستوں نے آپ کو روکا..... تو ظہر کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا..... میں تمہاری طرف نہیں آیا..... مگر جبکہ تمہارے خطوط متواتر اور تمہارے قاصد پے در پے میرے پاس پہنچے..... اگر تم اپنے عہد و گفتار پر قائم ہو..... تو مجھ سے تازہ پیمان کر کے میرا دل مطمئن کرو..... اور اگر اپنے قول سے پھر گئے ہو..... اور وعدہ کو توڑ دیا ہے..... اور میرے آنے سے ناراض ہو..... تو میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں.....

ان مکاروں، غداروں اور بے وفاؤں نے کچھ جواب نہ دیا..... بعد نماز ظہر آپ نے پھر فرمایا..... اگر جہالت و ضلالت میں تم

راسخ ہو..... اور سابق وعدے سے جو مجھے لکھا تھا پھر گئے ہو..... تو میں واپس جاتا ہوں..... اس پر تمام نے خطوط سے لاعلمی ظاہر کی..... تو آپ رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن سمعان سے کوفیوں کے خطوط سے بھری ہوئی دو تھیلیاں منگا کر سامنے ڈال دیں..... (جلاء العیون)

(۴) آپ نے کوفیوں کو مخاطب کر کے فرمایا.....

اگر شما رائے دگر گوں کیند و عہد بشکنید و حمل بیعت از گردن فروبند قسم بجان من راز شما شگفت نہ مائد چہ باپدر من علی و برادر من حسنؓ و پسر عم مسلم خبراین نہ آید فریفتہ کسی است کہ بصد و پیمان شما مغرور شود و آنکس کہ نکو ہیدہ کار کند آں نکو ہش برائے باز کردو زود باشد کہ خداوند مرا از شما بے نیاز گردانند..... (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۷۰)

"اگر تم لوگ ارادے بدل دو..... اور اقرار اور میری بیعت کو توڑ دو..... تو مجھے اپنی جان کی قسم کہ تم سے یہ بعید نہیں..... کیونکہ میرے باپ علی، بھائی حسن..... اور چچا کے لڑکے مسلم سے بھی تم نے یہی سلوک کیا..... بیوقوف ہے جو تمہارے قول پر دھوکہ کھائے..... اور جو برائی کرتا ہے اس کی برائی اس پر پلٹتی ہے..... خدا مجھ کو تم سے بے نیاز کرے.....

(۵) ابن سعد نے کوفہ آنے کی وجہ دریافت کرائی..... تو امام نے جواب کہلایا کہ "تمہارے شہر کے لوگوں نے..... مجھے بے شمار نامے لکھے..... اور بڑے ہی اصرار اور مبالغے کے ساتھ بلایا..... اگر میرا آنا نامنظور ہے تو مجھے واپس جانے دو..... (ناسخ التواریخ صفحہ ۵۵)

(۶) ذبح عظیم صفحہ ۳۳۵ سے بحوالہ ناسخ التواریخ پہلے حوالہ نقل کیا جاچکا ہے..... کہ امام نے مخالف فوج کی طرف رخ کر کے کربلا میں فرمایا.....

ویلکم یا اهل الکوفه انسیتم کیتکم و عهود کم التی اعطیتموها واشهد تم الله علیها ویلکم ادعوتم ذریه اهل بیت بینکم وزعمتم انکم تقتلون انفسکم دونهم حتی اذا اتو کم سلتموهم الی ابن زیاد و مصتموهم عن ماء الفرات بئس ماخلفتم بینکم فی ذریته مالکم لاسقاکم الله یوم القیامه۔ (زنج عظیم صفحہ ۳۳۵ بحوالہ ناسخ التواریخ)

"خرابی ہو تم پر اے اہل کوفہ..... کیا تم اپنے خطوں اور وعدوں کو بھول گئے ہو..... جس پر خدا کو درمیان دیکر لکھا تھا..... کہ اہل بیت آئیں ہم ان کی نصرت و متابعت میں اپنی جانیں نثار کردیں گے ..... تم پر افسوس ہے کہ جب وہ (ہم اہل بیت) آئے تو تم ان کو ابن زیاد کے حوالے کئے دیتے ہو..... اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو..... واقعی تم لوگ رسول ﷺ کے بدترین اخلاف ہو ..... کہ ان کی ذریت طاہرہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو..... خدا قیامت تک تمہیں سیراب نہ کرے"۔.....

(۷) امام نے اہل کوفہ کو میدان کربلا میں مخاطب کرکے فرمایا..... "تم نے آتش شر و فساد کو بھڑکایا..... عدل و انصاف کو چھوڑ کر دشمنوں کو خوش کرنے کے لئے..... اپنے دوستوں سے مکر و کینہ کرنے پر متفق ہوگئے..... مردار دنیا کی طمع میں آگئے..... حالانکہ ہم نے نہ کوئی نالائق فعل کیا نہ مشورہ غلط دیا..... تم نے ہم سے نفرت کرلی اور ہماری نصرت کرنے سے دست کش ہوگئے..... ہمارے مقابلہ میں فوج لاکر کھڑی کردی..... حالانکہ ہنوز تلواریں نیام میں تھیں..... اور

ب امن و راحت سے تھے..... تم نے عجلت کی جمع ہو گئے .....
ر آتش فساد کو مشتعل کر دیا.....

"چہ زشت مردم کہ شما بودہ اید"

یعنی تم کیسے برے لوگ ہو..... رب العالمین اس جماعت
ے ابر رحمت دور کر..... ان کو قحط سالیوں میں مبتلا کر..... جس طرح
ل مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں کیا تھا..... اولاد تقیف
کو ان پر مسلط کر کے انہیں جام موت پلا دے..... (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۹۴)

(۸) امام نے نہایت کبیدہ خاطر ہو کر کوفی شیعوں کو اس طرح خطاب پر
عتاب فرمایا..... کہ "اے بے وفایان جفا کار غدارو..... تم پر وائے ہو
تم نے بحالت اضطراری اپنی مدد کو ہمیں بلایا..... جب تمہاری درخواست
قبول کر کے میں تمہاری مدد کے لئے آیا..... تو تم نے شمشیر کینہ مجھ پر
کھینچی..... اپنے اعداء کی تم نے مدد کی..... دوستوں سے کنار کش
ہوئے..... بد خواہوں سے مل گئے.....

اے گمراہان امت'
ترک کنند گان کتاب'
متفرقان افراب'
پیروان شیطان'
ترک کنند گان سنت ہائے پیغمبران'
کشند گان و ہلاک کنند گان'
اولاد عترت واصیائے پیغمبران'
الحاق کنند گان اولاد زنا بغیر پدران'
ایذا رسانندہ مومنان و یاری کنندہ ظالمان

تم پر وائے اور نفرین ہو..... کہ فرزند حرب کی مدد کرتے ہو
..... اور فرزندان پیغمبر ﷺ کو ان کی خاطر سے قتل کرتے ہو..... تم میں بے وفائی و ترک نصرت ائمہ و پیشوایان دین خدا شائع ہوگی..... ان ظالموں پر لعنت خدا ہو..... جو اپنے عہد و پیمان کو موکدبہ قسم کرکے اب تنسیخ کرتے ہیں..... باوجودیکہ اپنے قول پر خدا کو گواہ کرچکے ہیں..... (پھر آسمان کی طرف رخ کرکے بددعا دی کہ) خداوندان سے باران رحمت کو روک لے..... اس لئے کہ انہوں نے مجھے فریب دیا اور جھوٹ بولے..... میرے دشمنوں کا ساتھ دیا اور ان کی مدد کی..... (جلاء العیون)

(۹) جب آپ نے شیعوں سے لڑنے کے لئے اپنے فرزند علی اکبر کو بھیجا ..... تو فرمایا خداوندان اشقیاء کی جمعیت کو پراگندہ کر..... اور برکات زمین ان سے باز رکھ.....

فانهم دعونا لينصر و ناثم عدونا علينا يقاتلونا۔ (خلاصہ المصائب نمبر۱۱۵)

کیونکہ انہوں نے مجھ کو بلایا کہ ہم مدد کریں گے..... پھر (جب میں آیا تو) انہوں نے مجھ سے عداوت کی..... اور مجھے قتل کرتے ہیں.....

(۱۰) خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عین معرکہ کربلا میں دستخطی خط لکھ کر ..... بلانے والے شیعوں کو نام بنام اس طرح مخاطب فرمایا..... کہ

اے شیث بن ربعی،

اے مجاز بن الحجر،

اے قیس بن الاشعث،

اے زید بن الحرث!

لم تکتبوا الی ان قدانبعث الشمارو احضرت الجنات
فاقدم علینا لک جند علی جند۔ (خلاصہ المصائب ص ۱۴۸)

"کہ تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا..... کہ درخت بار آور اور باغ سرسبز ہیں..... پس آپ ہمارے ہاں آیئے..... کہ آپ کی مدد کے لئے..... لشکر پہ لشکر موجود ہے.....

شہادت حسینؓ میں حصہ دار کون؟:۔

اب تک تو میں یہ بتا چکا ہوں..... کہ کربلا کے میدان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل لاکھوں ہزاروں کی تعداد میں آنے والے..... اور آپ کا محاصرہ کرنے والے وہی شیعہ تھے..... جنہوں نے آپ کو خط لکھ کر بلوایا تھا..... ان میں ایک بھی شام سے بھیجا ہوا نہ یزید کا کوئی لشکر شامل تھا..... نہ ہی کوئی مکہ اور مدینہ کا آدمی شریک تھا ..... اب اس لشکرِ کوفہ کے چند ان اہم افراد کا بھی الگ الگ کردار نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں..... تاکہ یہ بات کھل کر سامنے آجائے..... کہ کس ظالم نے کونسا انداز اپنایا.....

لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

کتب شیعہ کے مطالعہ سے اس لشکر میں اہم اہم جو لوگ نظر آتے ہیں..... ان میں پہلا شخص سلمان بن صرد خزاعی ہے..... جس کے گھر پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلوانے کا مشورہ ہوا تھا..... اور آپ کو

خطوط بھیجے گئے تھے..... اس کے ساتھ مسیب بن نجبہ بھی تھا..... یہ عبید اللہ بن سعد کے ہمراہ کربلا گئے..... (مجالس المؤمنین)

رفاعہ بن شداد'

مجاز بن حجر'

یزید بن حرث'

عروہ بن قیس

یہ چاروں بزرگ بھی ابن سعد کے لشکر میں شریک تھے..... ابن سعد نے عروہ بن قیس کو حضرت حسین ؓ کے پاس قاصد بنا کر بھیجنا چاہا..... تو یہ اس لئے تیار نہ ہوا کہ بقول ملاں باقر مجلسی یہ بھی ان بد نصیبوں میں سے تھا..... جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھے تھے..... (جلاء العیون)

شیث بن ربیعی تو چار ہزار کے لشکر کی قیادت میں کربلا آیا..... اور اس وقت تک داد شجاعت دیتا رہا..... جب تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء خاک و خون میں نہ تڑپ گئے..... (جلاء العیون)

حبیب بن مظاہر اگرچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر کے میسرہ کا فرد تھا..... مگر نہ صرف جان بچا گیا..... بلکہ قتل حسین کے روز ہنسا کرتا تھا..... خوشی مناتا اور یہ کہتا تھا..... کہ یوم عاشورہ سے زیادہ خوشی کا دن کوئی نہیں ہے..... (جلا العیون)

عمر بن حجاج'

محمد بن عمر'

قیس بن اشعث

تو وہ بد بخت تھے جنہوں نے خطوط لکھ کر امام کو بلوایا..... مگر کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسم سے چادر کھینچ کر لے بھاگے..... (خلاصۃ المصائب ص ۱۹۴ ج ۲)

عظیم شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں لکھتے ہیں..... کہ .....

سلیمان بن صرد خزاعی

مسیب بن نجبہ

رفاعہ بن شداد

عبداللہ بن مسمع

عبداللہ بن سعد

یہ پانچ شخص تو حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے مشہور اصحاب میں سے تھے..... اور شیعہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے ..... (مجالس المؤمنین)

شیث بن ربیعی تو وہ ہے کہ جو حضرت عباس علمدار سے کہتا تھا ..... کہ جا کر حسین سے کہدو..... اگر تمام روئے زمین بھی پانی ہو جائے تو بھی ہم تمہیں پانی کی ایک بوند تک نہ دیں گے..... جب تک تم یزید کی بیعت نہیں کرتے.....

(خلاصہ المصائب ص ۲۷)

عمر بن حجاج واقعہ کربلا کے بعد شمر کے ساتھ مل کر..... ایک ہزار سوار لیکر اسیران اہل بیت کو کوفہ سے شام لے کر گیا تھا.....

(خلاصہ المصائب ص ۱۹۲)

مجاز بن حجر اور یزید بن حارث بھی امام حسین کی مخالف فوج میں تھے..... اور ان کا نام لیکر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عین جنگ کے موقع پر انہیں پکارا..... اور جو خط انہوں نے لکھا تھا اسے یاد دلایا.....

(خلاصۃ المصائب ص ۱۴۸)

ایک محب علی ڈاکو کا عجیب لطیفہ:۔

ابو مخنف نے اپنی کتاب مقتل حسین میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے..... کہ حضرت ام کلثوم ؓ فرماتی ہیں جب ہمارے خیموں کو لوٹا جارہا تھا..... اور خواتین کے زیور تک اتروائے جارہے تھے..... تو ایک شخص آگے بڑھا..... جس نے حضرت سکینہ کے کان سے بالیاں اتارنا شروع کیں..... اور وہ اس ناپاک ونشائستہ حرکت کے ساتھ ساتھ رو بھی رہا تھا..... اس سے سوال کیا گیا کہ تم ایک طرف ہمیں لوٹتے ہو..... اور دوسری طرف روتے ہو اسکی کیا وجہ ہے.....

تو وہ بولا روتا تو میں اس بات پر ہوں..... کہ اہل بیت کے ساتھ حد سے بڑھ کر ظلم ہو رہا ہے..... اور میں شیعان علی میں سے ہوں ..... لوٹتا میں اس لئے ہوں کہ اگر میں نے نہ لوٹا تو پھر کوئی اور لوٹ لے گا.....

(خلاصہ از مقتل حسین)

سامعین محترم..... اس واقعہ پر مجھے تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے..... آپ خود ہی اس کردار کو دیکھ لیں..... اور موجودہ شیعوں کے

قاتلان حسین کی کہانی چشم دید گواہوں زبانی

امام زین العابدین کا بیان:۔

(۱) بعد شہادت حسین رضی اللہ عنہ جب پہلی مرتبہ بحالت اسیری..... اہل بیت کا قافلہ کوفہ میں داخل ہوا..... تو اہل کوفہ.....

ہائے ہائے گریستند و بسیار کس از لشکریان از کردہ پشیمان گزشتہ سرشک از دیدہ مے بارید ند فقال علی بن الحسین بصوت ضعیف اتنو خون و تبکون لا جلنا فمن قتلنا۔ (ناسخ التواریخ صفحہ ۲۴۳)

ہائے ہائے کر کے رونے لگے..... اور لشکر میں بہت سے اپنے کئے پر نادم ہو کر آنسو بہاتے تھے..... پس عابد بیمار نے ضعیف آواز میں تعجب سے فرمایا..... جب یہ ہم پر روتے اور نوحہ کرتے ہیں..... تو پھر ہم کو کس نے قتل کیا.....

اسی واقعہ کو شہید اعظم جلد دوئم صفحہ ۲۲۲ میں بایں الفاظ نقل کیا گیا ہے..... کہ امام زین العابدین نے کہا.....

"اے اہل کوفہ جب تم ہی ہم پر روتے ہو..... تو پھر تمہارے سوا ہمارا قاتل کون ہے"

(۲) بقول مجلسی امام زین العابدین نے اہل کوفہ سے یہ کہا..... کہ "میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو..... کہ میرے پدر بزرگوار کو تم نے خطوط لکھے..... اور ان کو فریب دیا..... اور ان سے عہد و پیمان کیا..... اور ان سے بیعت کی..... آخر کار ان سے جنگ کی..... اور دشمن کو ان پر مسلط کیا.....

پس لعنت ہو تم پر..... تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی..... اور راہ بد پسند کی..... یہ سن کر صدائے گریہ بلند ہوئی..... آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے..... ہم لوگ ہلاک ہوئے..... جب صدائے فغان کم ہوئی.....

حضرت نے فرمایا خدا اس پر رحمت کرے..... جو میری نصیحت قبول کرے..... سب نے فریاد کی اور کہا یا بن رسول اللہ ہم نے آپ کا کلام سنا..... ہم آپ کی اطاعت کریں گے..... اگر حکم دیں تو آپ کے ستم کاروں سے آپ کا خون طلب کریں..... حضرت نے فرمایا.....

ھیہات ھیہات..... اے غدارو..... اے مکارو..... اب میں دوبارہ تمارے فریب میں نہیں آؤں گا..... اور تمہارے جھوٹ کو باور نہیں کروں گا..... تم چاہتے ہو کہ مجھ سے بھی وہی سلوک کرو..... جو میرے بزرگوں سے کیا..... میرے پدر اور ان کے اہل بیت کل کے روز تمہارے مکر سے قتل ہوئے..... (جلاء العیون)

حضرت مسلم کا بیان:۔

(ا) آپ نے آخری وقت میں ابن سعد سے تیسری وصیت یہ کی ..... "امام کو میری طرف سے لکھ دو کہ کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی..... اور آپ کے پسر عم کی نصرت و یاری نہ کی..... ان کے وعدوں پر اعتماد نہیں آپ اس طرف نہ آئیں..... (جلاء العیون)

ہمارے پاس کوفہ نہ آئیں..... واپس ہو جائیں ورنہ جو مصیبت مجھ کو بھگتنی پڑی ہے..... ان کو بھی اٹھانا پڑے گی..... انکو لکھو

کہ مسلم نے کہا ہے..... کہ میرے والدین آپ پر نثار ہوں..... مع اہل بیت واپس ہو جایئے..... اہل کوفہ کے دھوکہ میں نہ آیئے..... واقعی یہ سب آپ کے والد کے وہی اصحاب ہیں..... جن سے بذریعہ قتل یا موت..... جناب امیر جدائی کے متمنی تھے..... کوفیوں نے آپ کی تکذیب کی ہے..... یہ جھوٹے ناقابل اعتماد ہیں..... (ناسخ التواریخ)

(۲) ابن اشعث نے فرمایا میری طرف سے امام کے پاس کسی کو جلد روانہ کر کے کہلا بھیجئے..... کہ وہ اس طرف مکرو غدر کوفیان بیوفا کے پاس آتے ہیں..... میرے والدین آپ پر فدا ہوں آپ مکہ واپس جائیں..... میں یہاں قید اور قریب قتل ہوں..... یہ اہل کوفہ وہی لوگ ہیں..... جن کے نفاق سے آپ کے والد پریشان ہو کر موت کے آرزو مند تھے.....

(جلاء العیون)

حر شہید کا بیان:۔

یہ بھی کوفیوں کی طرف تھے مگر شیعوں کا ظلم دیکھ کر دل بھر آیا ..... پھر امام کی طرف ہو کر شیعوں سے لڑے اور پکار کر کہا.....

یا اهل الکوفه نکلتکم امهاتکم دعوتم هذا العبد الصالح اذا اتکم ثم عدتم علیه لتقتلوه واقدتم بکظمه واحطتم بدون کل جانب لتمنعوه التوجه الی بلاد الله مفار کالا سهرو فعستموه واهله' عن جاء الفرات اجاری تشربه الیهود والنصاری والمجوس وتمرغ فیه خنازیر السوا بئسما خلفتم محمد ﷺ فی زریته لاسفاکم الله یوم الظماء۔

(خلاصہ المصائب صفحہ نمبر ۶۰)

اے کوفیو..... تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھیں.....
اس نیک بندے کو تم نے بلایا..... جب وہ آئے تو تم اس سے دشمنی کرتے ہو ..... اور ان کے قتل کے درپے ہو..... ان پر چارہ کا راستہ بند کیا..... اور ان کو ہر طرف سے گھیر لیا..... کہ کسی طرف نہ جاسکیں.....

پس وہ مثل قیدی کے ہوگئے..... ان پر اور ان کے اہل پر دریائے فرات کا پانی تم نے بند کردیا..... جس سے یہود و نصاریٰ و مجوسی پانی پیتے..... اور اس میں خنزیر لوٹتے ہیں ..... تم محمد ﷺ کے بہت برے ناخلف ہو..... کہ ان کی ذریت کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہو..... خدا قیامت میں تمہیں بھی سیراب نہ کرے..... (جلاء العیون)

بریر بن صغیر کا بیان:۔

امام کے اس جانثار نے لشکر اعداء کو یوں مخاطب کیا..... "تم پروائے ہو اے اہل کوفہ..... کہ تم اپنے موکدبہ قسم کے وعدوں اور خطوں کو..... جو تم نے کئے اور لکھے تھے بھول گئے..... اے بے شرمو..... تم نے اہل بیت کو لکھا تھا کہ یہاں آیئے..... ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کریں گے..... جب وہ آئے تو ان پر پانی بند کرتے ہو..... اور چاہتے ہو کہ ابن زیاد کو ان پر مسلط کردو..... تم نہایت برے لوگ ہو..... قیامت کے دن خدا تمہیں بھی سیراب نہ کرے"
..... (جلاء العیون)

یہ تو معلوم ہوچکا ہے کہ شہادت کے بعد..... جب اہل بیت اسیر ہوکر پہلی مرتبہ کوفہ آئے..... تو اہل کوفہ دیکھ کر رونے لگے .....

جس پر امام زین العابدین نے انہیں بڑی لعنت و ملامت کی..... اس طرح یکے بعد دیگرے مستورات نے بھی کیا.....

حضرت زینب کا بیان:۔

اے اہل کوفہ،
اے اہل غدر،
اے اہل مکر،
اے اہل حیلہ،

تم ہم پر گریہ کرتے ہو..... اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ..... تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو..... حالانکہ خود تم نے ہم کو قتل کیا..... واللہ لازم ہے کہ تم بہت گریہ کرو اور کم ہنسو..... تم نے عیب و عار و بدی کو خود خریدا..... اس عار کا دھبہ کسی پانی سے تمہارے جامہ سے زائل نہ ہوگا..... جگر گوشہ خاتم پیغمبران..... و سید جوانان بہشت کو قتل کرنے کا کس چیز سے تدارک کرسکتے ہو.....

اے اہل کوفہ تم پر وائے ہو..... تم نے کن جگر گوشہ ہائے رسول کو قتل کیا اور کن پردہ دار اہل بیت کو بے پردہ کیا..... کسی قدر تم نے فرزندان رسول کی خون ریزی کی..... تم نے ایسے برے کام کئے..... جن کی تاریکیوں سے زمین و آسمان گھر گیا..... تم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون برسا..... تم پر جو کچھ آخرت میں ظاہر ہوگا..... وہ ان آثار سے کہیں زیادہ بدتر ہوگا..... اور مدد نہ کئے جاؤ گے.....

(جلاء العیون)

حضرت فاطمہ کا بیان:۔

اے اہل کوفہ،
اے اہل غدر،
اے اہل مکر،
اے اہل تکبر،
اے اہل حیلہ،

تم نے ہماری تکذیب کی اور کافر سمجھا..... اور ہم پر قتال کرنا حلال جانا..... ہمارے مال کو غارت کیا..... ہم کو مانند اولاد ترک و کابل اسیر کیا..... ہلاک ہو تم اے اہل کوفہ..... کن کن خونوں کا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے قصاص کریں گے..... اس مکر و غدر کا جو کہ میرے جد علی بن ابی طالب اور فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تم نے کیا..... اور انہیں قتل کیا اور تم ہی میں سے فخر کنندہ نے فخر کیا کہ میں نے فرزندان علی کو شمشیرہائے بندی سے قتل کیا..... (جلاء العیون)

حضرت ام کلثوم کا بیان:۔

اے اہل کوفہ تمہارا حال بد ہو..... تمہارے منہ سیاہ ہوں ..... تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسین کو بلایا..... اور ان کی مدد نہ کی..... اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا..... وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر..... کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا ظلم و ستم کیا ہے..... اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار لگایا..... اور کیسے خون ہائے محترم کو بہایا..... اور دختران رسول مکرم کو نالاں کیا ہے.....

(جلاء العیون)

اے اہل کوفہ تمہارے مردوں نے ہم کو قتل کیا..... اور اب تمہاری عورتیں روتی ہیں..... خداوند عالم بروز قیامت ہمارا تمہارا حاکم ہے.....

(جلاء العیون و ناسخ التواریخ)

واقعہ کربلا کے بعد شیعان علی کی ندامت:۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زرد پشیمان کا پشیماں ہونا

شیعہ کے عظیم مجتہد نور اللہ شوستری لکھتے ہیں کہ.....

سلیمان بن صرد خزاعی کوفہ کے باشندہ ہیں بنی امیر پر انہوں نے اس لئے خروج کیا..... کہ جب کوفیوں نے اس بیعت کو جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کی..... توڑ کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت تک نوبت پہنچائی تو..... "سلیمان نے چند ماہ بعد حسرت سے دانتوں تلے انگلی دبا کر..... اپنے اوپر نفرین کی کہ ہم کو دنیا و آخرت میں نقصان ملا..... اس کے بعد کہ ہم نے امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا..... اور ان کے منہ پر تلوار کھینچی ..... حتیٰ کہ ہماری بیوفائی سے ان پر مصیبت گزری ..... جو کچھ گزری"..... اس جماعت کے رئیس پانچ آدمی تھے.....

سلیمان بن صرد خزاعی

مسیب بن نجبہ

عبداللہ بن سعد

عبداللہ بن دال

رفاعہ بن شداد

اور یہ پانچوں شخص حضرت کے مشہور اصحاب میں سے تھے ..... جب خون امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر ان لوگوں کا پختہ ارادہ ہوگیا..... تو ایک بڑی جماعت سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئی..... اور مسیب بن نجبہ بھی تھے جو عمر سعد کے ساتھ کربلا گئے تھے..... تو سب نے بات یوں شروع کی کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اتنی لمبی عمر دی..... کہ طرح طرح کے فتنوں مین مبتلا اور ناشائستہ باتوں کے ساتھ متہم ہوئے..... اب ہم اپنے برے کاموں پر شرمندہ ہوتے ہیں ..... اور چاہتے ہیں کہ توبہ کریں..... شاید اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول کرکے ہمارے اوپر رحم کرے.....

اس جماعت سے جتنے لوگ کربلا یزید کی طرف سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے گئے تھے..... سب اس طرح معذرت کرنے لگے ..... سلیمان بن صرد نے کہا میرے خیال میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ..... کہ ہم لوگ اپنے کو تیغ بکف میدان میں لائیں..... جیسے بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں نے باہم ایک دوسرے کو تلوار پر رکھ دیا تھا.....

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا..... آج یہ کہہ کر سب شیعہ استغفار کے لئے زانو کے بل گر پڑے.....

صد ہا ارمانوں سے جس نے مجھے ذبح کیا
قتل کے بعد کوئی دیکھے ندامت اس کی

رافضیو دیکھو..... سلیمان، مسیب..... عبداللہ بن سعد

..... عبداللہ بن دال..... رفاعہ..... یہ وہی سربرآوردہ شیعہ تو ہیں..... جنہوں نے امام کے پاس اپنا نام لکھ کر بھیجا اور بلایا..... امام نے بھی عنوان جواب میں جن کا نام بہ نام ذکر فرمایا تھا..... اب وہی شیعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے..... اور دست مسلم پر بیعت کرنے..... پھر بیعت کو توڑنے اور ابن سعد کے ساتھ کربلا جانے..... اور امام مظلوم پر تلوار کھینچنے..... پھر ان کو شہید کرنے کا کیسا صاف اقرار کرکے اپنے اوپر نفرین و ملامت کرتے ہیں ..... اور جرم قتل حسین پر نادم ہوتے ہیں..... اور سب زانو کے بل گر کر توبہ و استغفار کرتے ہیں..... شاید اسی موقعہ پر کسی شاعر نے کہا ہے.....

مرنے کے بعد آئے ہو میرے مزار پر
پتھر برسیں صنم تیرے ایسے پیار پر

سامعین محترم..... ان تمام تر تفصیلات سے آپ کو بخوبی علم ہو چکا ہے کہ وہ کون لوگ تھے..... جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ و مدینہ سے خطوط لکھ کر..... وفاداری کا یقین دلوا کر بلوایا..... اور پھر جب آپ ان کی دعوت پر پہنچے..... تو ان ظالموں نے تلواروں کے ساتھ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا..... اور میدان کربلا کو خون اہل بیت سے رنگین کرکے..... ایک عرصہ کے بعد پھر ندامت کے آنسو بہانے..... اور اپنے گناہوں کی تلافی کے لئے ..... ہر سال پیٹنے اور رونے دھونے کا کام شروع کردیا.....

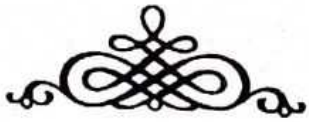
اگر آپ حضرت زینب بنت علیؓ رضی اللہ عنہا کی اس بددعاء کا جائزہ لیں..... جو انہوں نے کوفہ میں ماتم کرنے والوں کو دی تھی..... تو آج آپ کو اس بددعاء کا مصداق بننے والے آسانی سے نظر آجائیں

گے..... اور اس طرح حضرت ام کلثوم ؓ کی دعاء کا نشانہ بن کر سیاہ چہروں والے..... سیاہ کپڑوں میں ملبوس لعنتی طبقہ کی بھی آسانی سے پہچان ہو جائے گی.....

اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق کو سمجھنے..... اور انہیں علی الاعلان بیان کرنے کی توفیق بخشے.....

آمین ثم آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین



شیعہ کے کفر پر ۱۴ سو سالہ اکابرین کا فیصلہ

خطبہ:-

الحمد لله نحمده و نستعينه .....و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه ..... ونعوذ بالله من شرور انفسنا ..... و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ..... و من يضلله فلا هادى له ..... ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ..... و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا" عبده و رسوله ..... صلى الله عليه و على اله و اصحابه اجمعين ..... امابعد .....فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ..... بسم الله الرحمن الرحيم .....

انما يخشى الله من عباده العلماء ..... (پارہ ۲۲ سورۃ الفاطر ایت نمبر ۲۸) وقال تبارک و تعالى فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ○ (پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الانبیاء ایت ۷)

قال النبى صلى الله عليه وسلم ..... العلماء ورثه الانبياء ..... صدق الله العظيم .....و صدق رسوله النبى الكريم ..... ونحن على ذلک لمن الشاهدين والشاكرين ..... و الحمدلله رب العالمين .....

تمہید:-

محترم المقام!

علماء کرام!

مشائخ عظام!

بزرگان اسلام!

نوجوان ساتھیو!

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ ابدی اور فطری دین ہے ..... کہ جسے قیامت تک کی انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اتارا گیا ہے .....

چونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں ..... آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اب وہ کام جو سابق انبیاء علیہم السلام کے ذمہ تھا..... یعنی آسمانی شریعت کے بارے میں پیدا شدہ ابہام..... تحریفات کا رد اور تجدید دین کا فریضہ سرانجام دیکر ..... صاحب شریعت نبی کی صحیح تعلیمات کی طرف دوبارہ امتوں کو دعوت دینے کا کام .....اب اس امت کے علماء کرام سرانجام دیں گے .....اور اس کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی بیان فرمایا..... کہ "اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص بھیجتا رہے گا.....جو تجدید و احیاء دین کا مشن مکمل کرتا رہے گا.....

چنانچہ الحمدللہ آج چودہ سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ..... دین اسلام کا چمن اس طرح مہک رہا ہے ..... اور عمارت اسلام کی شوکت و عظمت کے منارے اس طرح بلند ہیں .....جس طرح چودہ سو سال قبل تھے۔ ..... بے شک اسلام قیامت تک رہنے کے لئے آیا ہے .....اسے دنیا کی کوئی طاقت یا نظام شکست نہیں دے سکتا.....اور اس کی ضرورت و اہمیت کا انکار کرنے پر انسانیت کو آمادہ نہیں کر سکتا ہے.....

بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے اسلام کی آفاقی تعلیمات ..... اور سنہرے اصولوں اور فطری ضابطوں کی قدر و قیمت بڑھتی جارہی ہے ..... اور دنیائے قانون کی مارکیٹ میں اس کی طلب مسلسل بڑھ رہی ہے.....

اسلام کی حسین عمارت کی چمک دمک ..... اور گلشن دین کی پر بہار فضا ..... رنگ برنگ پھولوں کی سجی ہوئی کیاریاں ..... اس حقیقت کا بول بول کر اقرار کررہی ہیں ..... کہ علماء امت نے نہ صرف چمن اسلام کی اپنے خون سے آبیاری کی ہے ..... بلکہ جب کبھی کفر و الحاد کے طوفانوں ..... دجل و تلبیس کے گرم جھونکوں .....اور فلسفہ و منطق کے سیاہ بادلوں ..... حکمرانوں کی ہوس و ہوا پر مبنی سنڈیوں نے ..... گلستان شریعت محمدی کی طرف قدم بڑھانے شروع کئے ..... تو وارثان نبوت خم ٹھوک کر میدان میں آگئے ..... اور ہر ہر جانب سے بستان دین کی حفاظت میں کامیاب ہوئے .....

سامعین محترم..... چودہ سو سال کے عرصہ میں اسلام کی طرف مختلف فتنوں پر مبنی لشکر بڑھے.....

مرجئہ

قدریہ

جبریہ

مشبہ

خارجیت

رافضیت

دین اکبری پر مبنی الحادیت و قادیانیت جیسے گروہ بڑھ بڑھ کر .....اسلام کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہوتے رہے.....اور اپنے

ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوششیں کرتے رہے ..... مگر اہل حق کے سپوتوں نے ہر بار انہیں ایسا منہ توڑ جواب دیا ..... کہ پھر وہ صدیوں تک اپنے زخم چاٹتے رہے .....

بعض فتنوں کی تو ایسی سرکوبی کی گئی ..... کہ انہیں دوبارہ اٹھنے کی بھی جرات نہ ہو سکی ..... اور وہ بے نام و نشان ہو کر رہ گئے ..... کچھ فتنوں کا اس انداز میں سر کچلا کہ انکی زندگی موت سے بدتر ہو کر رہ گئی ..... اور بعض کے ناپاک وجود پر ایسے کاری زخم لگائے کہ جس سے وہ اپاہج و معذور شکل اختیار کر کے ..... سسک سسک کر ہزار بار جینے اور ہزار بار مرنے کی اذیت سے ..... دوچار ہونے پر مجبور ہو گئے .....

بانی رافضیت کا تعارف:۔

سامعین محترم!..... فتنہ رافضیت بھی ان قدیم فتنوں میں سے ایک ہے ..... جسے یہودیت و ایرانی مجوسیت نے اسلام سے شکست کا بدلہ لینے کے لئے ..... منافقت کا لبادہ پہنا کر مسلمانوں کی صفوں میں داخل کر دیا تھا ..... عبداللہ بن سباء یہودی کے شاطرانہ ذہن نے ..... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کے رب ہونے کا اعلان اپنے ساتھیوں سے کرایا ..... یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انہیں آگ میں جلانا پڑا ..... اور ان کے پیرو مرشد کو مدائن کی طرف جلاوطن کر دیا ..... یہی ابن سبا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور شیخین کی عداوت کا سبق پڑھانے والا پہلا شخص ہے .....

علماء اہل سنت کی زبانی ابن سباء کی کہانی:۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ" لکھتے ہیں.....

"ذکر غیر واحد منهم ان اول من ابتدع الرفض والقول بالنص علی علی و عصمته کان منافقا زندیقا' اراد فساد دین الاسلام' واراد یصنع بالمسلمین ما صنع بولص بالنصاری' لکن لم یاتی له ما تاتی لبولص' لضعف دین النصاری و عقلهم' فان المسیح رفع ولم یتبعه خلق کثیر یعلمون دینه و یقومون به علما و عملا فلما ابتدع بولص ما ابتدعه من الغلو فی المسیح اتبعه علی ذلک طوائف' واحبوا الغلو فی المسیح' ودخلت معهم ملوک' فقام اهل الحق خالفوهم وانکروا علیهم' فقتلت الملوک بعضهم' وداهن الملوک بعضهم و بعضهم اعتزلوا فی الصوامع والدیارات۔ وهذه الامه ولله الحمد لا یزال فیها طائفه ظاهرة علی الحق فلا یتمکن ملحد ولا مبتدع من افساده بغلو وانتصار علی الحق' ولکن یضل من یتبعه علی ضلاله۔ (منہاج السنہ ص ۲۶۱ ج ۳)

ترجمہ:۔ "اور شیعہ جو اہل سنت کے خلاف امام معصوم وغیرہ کے دعوے کرتے ہیں..... یہ دراصل ایک منافق زندیق کا اختراع ہے..... چنانچہ بہت سے اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے جس نے رفض ایجاد کیا..... اور سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت و عصمت کا قائل ہوا..... وہ ایک منافق زندیق (عبداللہ بن سبا) تھا..... جس نے دین اسلام کو بگاڑنا چاہا..... اور اس نے مسلمانوں سے وہی کھیل کھیلنا

چاہا..... جو پولس نے نصاری سے کھیلا تھا..... لیکن اس کے لئے وہ پتہ ممکن نہ ہوا جو پولس کے لئے ممکن ہوا..... کیونکہ نصاری میں دین بھی کمزور تھا اور عقل کی بھی کمی تھی..... کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام (آسمان پر) اٹھالئے گئے..... جبکہ ان کے پیرو زیادہ نہ تھے..... جو لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیتے اور ان کے علم و عمل کو لے کر کھڑے ہو جاتے..... لہٰذا جب پولس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں غلو اختراع کیا..... تو اس پر بہت سے لوگ اس کے پیرو ہوئے..... اور وہ مسیح علیہ السلام کے بارے میں غلو کو پسند کرنے لگے..... اور ان غالیوں کے ساتھ بادشاہ بھی غلو میں داخل ہوگئے..... اس وقت کے اہل حق کھڑے ہوئے..... اور انہوں نے ان کی مخالفت کی..... اور ان کے غلو پر نکیر کی..... نتیجہ یہ نکلا کہ ان اہل حق میں سے بعض کو بادشاہوں نے قتل کردیا..... بعض نے مداہنت سے کام لیا اور ان کی ہاں میں ہاں ملائی..... اور بعض گرجوں اور خلوت خانوں میں گوشہ نشین ہوگئے..... اور امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہی..... اس لئے کسی ملحد اور کسی بدعت ایجاد کرنے والے کو یہ قدرت نہ ہوئی..... کہ امت کو غلو کی راہ پر ڈال دے اور حق پر غلبہ حاصل کرلے..... ہاں! ایسے ملحد ان لوگوں کو ضرور گمراہ کردیتے ہیں..... جو ان کی گمراہی میں ان کی پیروی اختیار کرلیں.....

اور حافظ شمس الدین الذہبی نے بھی المنتقی میں اسی کا خلاصہ درج کیا ہے..... علامہ شہرستانی "الملل والنحل" میں لکھتے ہیں:۔

"السبائیہ: اصحاب عبداللہ بن سبا الذی قال لعلی علیہ السلام انت

انت' یعنی انت الاله: فنفاه الی المداین' وزعموا انه کان یهودیا فاسلم' وکان فی الیهودیه یقول فی یوشع بن نون وصی موسی' مثل ما قال فی علی علیه السلام' وهو اول من اظهر القول بالفرض بامامه علی۔ (الملل والنحل ص۱۱ جلد دوم)

ترجمہ: "سبائیہ' عبداللہ بن سبا کے پیرو کہلاتے ہیں..... جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ آپ تو بس آپ ہیں..... یعنی آپ ہی خدا ہیں..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو مدائن کی طرف جلاوطن کردیا تھا..... کہتے ہیں کہ یہ یہودی تھا..... اور اپنی یہودیت کے زمانے میں یوشع بن نون کو موسیٰ علیہ السلام کا وصی کہا کرتا تھا..... جیسا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں..... یہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے اس عقیدے کا اظہار کیا..... کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا قائل ہونا فرض ہے....."

حضرت علامہ ابن حجر لسان المیزان" میں لکھتے ہیں.....

عن ابی الجلاس سمت علیا یقول لعبدالله بن سبا والله ما افضی الی بشی ء کتمه احدا من الناس' ولقد سمعت یقول: ان بین یدی الساعه ثلاثین کذابا وانک لا حدهم وقال ابو اسحاق الفزاری عن شعبه عن سلمه بن کهیل عن ابی الزعراء عن زید بن وهب ان سوید بن غفله دخل علی علی فی امارته فقال انی مررت بنفر یذکرون ابابکر' و عمر' یرون انک تضمر لهما مثل ذلک' منهم عبدالله بن سبا وکان عبدالله اول من اظهر ذلک۔ فقال علی مالی ولهذا الخبیث الاسود؟ ثم قال معاذ الله ان اضمر لهما الا الحسن الجمیل' ثم ارسل

الی عبداللہ بن سبا فسیرہ الی المدائن' وقال لا یساکننی فی بلد ۃ ابدا۔ ثم نھض الی المنبر حتی اجتمع الناس فذکر القصہ فی ثنانہ علیھما بطولہ وفی خرہ: الا ولا یبلغنی عن احد یفضلنی علیھما الا جلدتہ جد المفتری۔ واخبار عبداللہ بن سبا شھیر ۃ فی التواریخ' ولیست لہ روایہ' وللہ الحمد۔ ولہ اتباع یقال لھم السبائیہ' معتقدون' الاھیہ علی بن ابی طالب۔ وقد احرقھم علی بالنار فی خلافتہ۔"

(لسان المیزان ص ۲۹۰ ج ۳)

ترجمہ:۔ "ابو الجلاس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن سبا سے یہ کہتے ہوئے خود سنا ہے..... کہ اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی راز کی کوئی بات نہیں بتائی..... جس کو کسی سے چھپایا ہو..... اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے..... کہ "قیامت سے پہلے تیس جھوٹے ہوں گے"..... تو بھی ان میں سے ایک ہے.....

ابو اسحاق فزار نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں..... سوید بن غفلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے..... اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا..... جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کو برائی سے یاد کر رہے تھے..... ان کی رائے یہ ہے کہ آپ بھی (یعنی حضرت علی بھی) ان دونوں کے بارے میں..... یہی بات اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں..... اس گروہ میں سے ایک عبداللہ بن سبا ہے..... اور عبداللہ بن سبا سب سے پہلا شخص تھا جس نے اس کا (عداوت شیخین رضی اللہ عنہما کا) اظہار

کیا..... حضرت علیؓ نے میری بات سن کر فرمایا..... مجھے اس کالے خبیث (عبداللہ بن سبا) سے کیا تعلق؟..... پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ کہ میں شیخینؓ کے بارے میں..... بھلائی اور خوبی کے سوا کوئی اور بات اپنے دل میں چھپاؤں..... پھر آپ نے عبداللہ بن سبا کو بلا بھیجا..... پس اس کو مدائن کی طرف چلتا کیا اور فرمایا یہ میرے ساتھ ایک شہر میں نہیں رہ سکتا..... پھر اٹھ کر منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے..... یہاں راوی نے طویل قصہ ذکر کیا ہے..... جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخینؓ کی مدح و ثناء فرمائی.....' اس کے آخر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ یہ تھے:

"سن رکھو! جس شخص کے بارے میں بھی مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ مجھے شیخینؓ پر فضیلت دیتا ہے..... میں اس پر بہتان لگانے والے کی حد (اسی درے) جاری کروں گا....."

"عبداللہ بن سبا کے حالات تاریخ میں مشہور ہیں..... اور الحمدللہ کہ اس کی کوئی روایت نہیں..... اس کے کچھ پیروکار ہیں جن کو سبائیہ کہا جاتا ہے..... وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں..... اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو آگ میں جلایا تھا....."

ابن سبا کی کہانی شیعہ کتب کی زبانی

عبداللہ بن سبا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ربوبیت اور اپنی نبوت کا دعویدار تھا.....

چنانچہ علامہ مجلسی رجال کشی کے حوالہ سے امام جعفر صادق کا

ارشاد نقل کرتے ہیں.....

لعن الله عبدالله بن سبا انه ادعى الربوبيه فى امير المومنين' وكان والله امير المومنين عبدالله طائما الويل لمن كذب علينا' وان قوما يقولون فينا مالا نقوله فى انفسنا فنتبرا الى الله عنهم نبرا" الى الله عنهم۔ (بحار الانوار صفحہ ۲۸۶ جلد ۲۵)

ترجمہ:۔ "عبداللہ بن سبا پر اللہ کی لعنت ہو کہ اس نے امیرالمومنین کے بارے میں ربوبیت کا دعویٰ کیا..... اللہ کی قسم! امیرالمومنین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے تھے..... ہلاکت ہو اس کے لئے جو ہم پر جھوٹ باندھے..... کچھ لوگ ہمارے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو ہم خود اپنے بارے میں نہیں کہتے..... ہم اللہ کے سامنے ان لوگوں سے برائت کا اظہار کرتے ہیں.....

علامہ مجلسی نے رجال کشی اور "مناقب آل ابی طالب" کے حوالے سے.....امام باقرؑ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے.....

محمد بن فواديه عن سعد عن محمد بن عثمان عن يونس عن عبدالله بن سنان عن ابيه عن ابى جعفرؑ ان عبدالله بن سبا كان يدعى النبوة ويزعم ان امير المومنينؑ هوالله تعالى عن ذلك' فبلغ ذلك امير المومنينؑ فدعاء وساله وقرا.....الخ (بحارالانوار صفحه ۲۸۶ جلد ۲۵)

ترجمہ:۔ "عبداللہ بن سبا نبوت کا دعویٰ رکھتا تھا..... اور کہتا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام' اللہ ہیں..... اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر ہیں..... امیر المومنین علیہ السلام کو ان کی یہ بات پہنچی تو اسے بلا بھیجا.....اس

سے پوچھا تو اس نے اقرار کیا..... اور کہا کہ ہاں..... آپ وہی ہیں..... میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آپ اللہ ہیں..... اور میں نبی ہوں....."

ولایت علیؓ کے منکر پر پہلا فتویٰ:۔

ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کو اعلانیہ کافر کہنے والا پہلا شخص عبداللہ بن سبا تھا..... چنانچہ بحارالانوار کے فاضل محشی لکھتے ہیں.....

ان قبل ذلک یتقون ولا یقولون علانیه تلک الامور فظهر و ترک التقیه واعلن القول بذلک القول بکفر المخالفین من مختصاته لعنت الله علیه۔ (بحار الانوار.... صفحہ ۲۸۷ جلد ۲۵)

ترجمہ:۔ "عبداللہ بن سبا سے پہلے کے لوگ تقیہ سے کام لیتے تھے..... اور ان امور کو (کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی رسول ہیں احق بالامامت ہیں شیخین ؓ سے افضل ہیں) اعلانیہ نہیں کہتے تھے..... لیکن اس ملعون نے تقیہ چھوڑ دیا..... اور ان باتوں کو اعلانیہ ذکر کرنا شروع کردیا..... معلوم ہوا کہ جو لوگ تقیہ چھوڑ کر اعلانیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو..... وصی احق بالامامت اور حضرات شیخین ؓ سے افضل کہتے ہیں..... وہ ابن سبا کے مقلد ہیں..... اس سے پہلے کوئی شخص ان باتوں کا اعلانیہ اظہار نہیں کرتا تھا..... اور مخالفین امامت کو کافر کہنا بھی اس کی خصوصیات میں سے ہے..... اس پر اللہ کی لعنت ہو....."

ابن سبا کا دوسرا فتویٰ:-

امامت علی کی فرضیت اور مخالفین کی تکفیر کرنے والا پہلا شخص ابن سبا تھا..... چنانچہ نامور شیعہ مجتہدین و مصنّفین..... علامہ مامقانی "تنقیح المقال" میں اور علامہ مجلسی "بحار الانوار" میں..... "رجال کشی" سے نقل کرتے ہیں.....

وذکر بعض اهل العلم ان عبدالله بن سبا کان یهودیا فاسلم ووالی علیا علیه السلام وکان یقول و هو علی یهودیه فی یوشع بن نون وصی موسی باالغلو فقال فی اسلامه بعد وفاة رسول الله ﷺ فی علی رضی اللہ عنہ مثل ذلک وکان اول من اشهر بالقول بفرض امامه علی رضی اللہ عنہ و اظهر البراء ة و من اعدائه وکاشف مخالفیه واکفرهم فمن ههنا قال من خالف الشیعه اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیهودیه۔ (بحار الانوار صفحہ ۲۸۷ جلد ۲۵)

ترجمہ:۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا..... پس اسلام لے آیا اور حضرت علی کی "ولایت" کا قائل ہوا ..... یہ اپنی یہودیت کے زمانے میں یوشع بن نون علیہ السلام کے بارے میں غلو کرتے ہوئے کہا کرتا تھا..... کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں..... پس اسلام لانے کے بعد اسی قسم کی بات وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہنے لگا..... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ آپ کے وصی تھے.....

"یہ سب سے پہلا شخص ہے..... جس نے یہ مشہور کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں پر..... (جس سے اس ملعون کی مراد خلفاء

راشدین تھے) اعلانیہ تبرا کیا..... اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کو واشگاف کیا اور ان کو کافر کہا.....

"یہیں سے وہ لوگ جو شیعہ کے مخالف ہیں..... یہ کہتے ہیں کہ تشیع اور رافضیت' یہودیت کا چربہ ہے....."

علامہ کشی چوتھی صدی کے اکابر شیعہ میں تھے..... اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شیعہ اسماء الرجال پر قلم اٹھایا..... "رجال کشی" اور "رجال نجاشی"..... جن سے علامہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحارالانوار میں استفادہ کیا ہے..... ان دونوں کے بارے میں لکھتے ہیں.....

وکتابالرجال علیهما مدار العلماء الاخیار فی الاعصار والامصار (بحارالانوار.... صفحہ ۳۳ جلد ۱)

ترجمہ:۔ "رجال کی یہ دونوں کتابیں' انہی پر پسندیدہ علماء کا مدار ہے..... تمام زمانوں میں اور تمام شہروں میں....."

ابن سبا پر امام جعفر صادق کی لعنت:۔

عبداللہ بن سباء پر امام جعفر صادق نے لعنت کی تھی .....اور اس کا نام سننے پر امام زین العابدین کو گھبراہٹ ہو جاتی تھی.....

چنانچہ علامہ مجلسی نے "رجال کشی" کے حوالے سے امام جعفر صادقؒ کا ایک طویل ارشاد نقل کیا ہے..... جس کا ایک فقرہ یہ ہے.....

وکان امیرالمومنین علیه السلام اصدق من برا الله من بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم وکان الذی یکذب علیه و یعمل فی تکذیب صدقه بما یفتری علیه من الکذب عبدالله ابن سبا لعنه الله

(بحار الانوار... صفحہ ۲۱۷ جلد ۲)

ترجمہ:۔ "امیرالمومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے سچے تھے..... اور جو شخص آپ پر جھوٹ باندھتا تھا..... اور جھوٹ باندھ باندھ کر آپ کے سچ کو جھوٹا ثابت کرتا تھا..... وہ عبداللہ ابن سبا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو....."

چنانچہ علامہ مجلسی ہی نے "کشی" کے حوالے سے امام زین العابدین کا ارشاد نقل کیا ہے.....

لعن الله من كذب علينا' انى ذكرت عبدالله بن سبا فقامت كل شعرة فى جسدى لقد ادعى امرا عظيما' ما له' لعنه الله

(بحار الانوار... صفحہ ۲۸۶' جلد ۲۵)

ترجمہ:۔ "اللہ کی لعنت ہو اس پر جو ہم پر جھوٹ باندھے..... میں عبداللہ بن سبا کو یاد کرتا ہوں..... تو میرے بدن کے سارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں..... اس نے بہت بڑی بات کا دعویٰ کیا تھا..... اس کو کیا ہو گیا..... اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو.....

الغرض کہ جب ابن سباء کے پیروکاروں نے..... وقت کے ساتھ ساتھ باضابطہ اسلام کے متوازی ایک نئے مذہب کا روپ دھار لیا ..... اور اسلام و مسلمانوں کے منہ آنے لگے..... تو پھر رب العالمین نے فوراً" ہی ایسے علماء کو ان کے مقابل لا کھڑا کیا..... کہ جنہوں نے کھل کر اس باطل گروہ کی کارستانیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا..... اور ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا..... اور دین محمدی کی پاسداری کا حق ادا کیا.....

سپاہ صحابہ کا جرم فتویٰ لگانا نہیں بتانا ہے:۔

سامعین محترم..... جیسا کہ ابھی آپ دیکھیں گے کہ چودہ سو سال کے کیسے کیسے نامور ائمہ دین..... اور مجتہدین و مفتیان کرام نے شیعہ کے کفر پر فتاویٰ جات صادر کیے ہیں..... اور خاص طور پر سپاہ صحابہ کے قیام کے دنوں ہی میں برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے سینکڑوں مدارس کے مفتیان عظام نے متفقہ طور پر شیعیت کے کفر پر فتویٰ جاری کیا ہے.....

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اتنے بڑے بڑے حضرات مفتیان کرام نے..... شیعہ کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے..... تو پھر سپاہ صحابہ کو کس جرم کی سزا میں حکام وقت..... عقوبت خانوں..... زندانوں اور جیل خانوں کا مہمان بنا کر..... ظلم و تشدد کے نئے نئے حربے استعمال کر رہے ہیں..... سالہا سال سے قید تنہائیوں کا شکار کر کے بچوں تک سے ملاقات پر پابندیاں عائد کی جا چکی ہیں..... بے گناہ کارکنوں کو گرفتار کر کے پولیس کے ہاتھوں ماوراء عدالت گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے..... خود ساختہ عدالتوں سے سزائے موت کے فیصلے صادر کرا کر حق کہنے والوں کو تختہ دار کی طرف دھکیلا جا رہا ہے..... معصوم بچوں اور مدارس کے طلبہ کو ان کی قد کے برابر بیڑیاں پہنا کر..... مہینوں مہینوں کال کوٹھڑیوں میں اس طرح بند رکھا جا رہا ہے..... کہ وہ سورج تک نہیں دیکھ سکتے ہیں..... جب حکمرانوں سے پوچھا جاتا ہے کہ آخر ان معصوم بچوں کا قصور کیا ہے؟..... تو وہ جواب دیتے ہیں کہ شیعہ کو کافر کہنا ان کا جرم ہے..... میں یہ کہتا ہوں کہ جس جرم کی پاداش میں آج سپاہ صحابہ دار و رسن کی تنگ و تاریک راہوں سے گزر رہی ہے..... اس جرم کا ارتکاب

تو.....

پاکستان'

ہندوستان'

بنگلہ دیش'

سعودی عرب'

عرب امارات'

برطانیہ'

مصر'

اور دنیا کے دیگر ممالک کے سینکڑوں ہزاروں مفتیان کرام اور علماء عظام بھی کر چکے ہیں..... سپاہ صحابہ نے تو صرف اپنے اکابر و اسلاف کا فتویٰ بر سرعام سنایا ہے..... تو جواب ملتا ہے کہ آپ کا بر سرعام اعلان حق ہی جرم ہے.....

محترم سامعین..... ہم اس وقت تک بر سرعام اعلان حق کرتے رہیں گے..... جب تک شیعہ کے کفر کو پاکستان میں قانونی طور پر تسلیم نہیں کر لیا جاتا..... اور حکمران علماء کرام کے فتوؤں پر عمل درآمد نہیں کرتے.....

اکابرین اسلام کے فتاویٰ جات

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فتویٰ:۔

جب تم دیکھو کہ لوگ میرے اصحاب کو برا کہہ رہے ہیں.....
تو تم فورا" کہو کہ اللہ کی لعنت ہو تمہارے اس شر پر..... (رواہ الترمذی

بحوالہ بینات ص ۱۵۵)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

اگر میں اپنے شیعوں کو جانچوں تو یہ زبانی دعویٰ کرنے والے ..... اور باتیں بنانے والے نکلیں گے..... اور اگر ان کا امتحان لوں تو یہ سب مرتد نکلیں گے..... (روضہ کلینی صفحہ ۱۰۷ بحوالہ احسن الفتاویٰ جلد اول صفحہ ۸۴)

(۳) امام شعبی رحمہ کا فتویٰ:۔

میں تمہیں خواہشات کے غلام گمراہ رافضیوں اور ان کے شر سے بچنے کی نصیحت کرتا ہوں..... کیونکہ یہ مسلمانوں سے نفرت و بغض رکھتے ہیں..... (منہاج السنہ جلد ا صفحہ ۷، بحوالہ بینات صفحہ ۱۳۰)

(۴) امام مالک رحمہ کا فتویٰ:۔

امام صاحب نے سورۃ فتح کے آخری رکوع کی آیت "لیغیظ بھم الکفار" کو رافضیوں کے کفر کی قرآنی دلیل قرار دیا..... اور یہ اصول بیان فرمایا کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے جلے وہ کافر ہے ..... اور اس سلسلہ میں علماء کی کثیر تعداد نے امام صاحب کی تائید کی ہے..... (الاعتصام جلد ۲، صفحہ ۱۲۶۱، بحوالہ بینات صفحہ ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۵۴، تفسیر ابن کثیر روح المعانی پارہ ۲۶)

(۵) محدث ابو زرعہ رازی رحمہ کا فتویٰ:۔

جب تو کسی کو دیکھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب میں سے کسی کو ناقص قرار دے رہا ہے..... پس تو سمجھ جا کہ شیخ وہ زندیق ہے..... (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۱، صفحہ ۱۰، بحوالہ بینات صفحہ ۱۵۶)

(۶) ابن حزم اندلسیؒ کا فتویٰ:-

پورا فرقہ امامیہ چاہے اس کے متقدمین ہوں یا متاخرین..... اس بات کا قائل ہے کہ قرآن بدل دیا گیا ہے..... اور اس میں وہ کچھ بڑھایا گیا ہے جو اس میں نہیں تھا..... اور اس میں سے بہت کچھ کم بھی کیا گیا ہے..... (النحل والملل جلد ۳، صفحہ ۱۸۱، بحوالہ بینات صفحہ ۱۵۶)

روافض مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں..... (النحل والملل جلد ۲، صفحہ ۷۸، بحوالہ بینات صفحہ ۸۲)

(۷) قاضی عیاض مالکیؒ کا فتویٰ:-

"جو شخص ایسی بات کہے کہ جس سے امت گمراہ قرار پائے ..... اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر ہو..... ہم اسے قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے"..... "اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے..... جو قرآن کا اور اس کے کسی ایک حرف کا انکار کرے یا اس میں کوئی تبدیلی یا زیادتی کرے"..... "اسی طرح ہم غالی شیعوں کو ان کے اس قول کی وجہ سے قطعی کافر قرار دیتے ہیں..... کہ ان کے نزدیک اماموں کا درجہ نبیوں سے اونچا ہے"..... (کتاب الشفاء جلد ۲، صفحہ ۲۸۶، ۲۸۱، ۲۹۰، بحوالہ بینات صفحہ ۸۲، ۸۳)

(۸) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فتویٰ:۔

شیعوں کے تمام گروہ اس بات پر متفق ہیں..... کہ امام کا تعین اللہ تعالیٰ کے واضح حکم سے ہوتا ہے..... وہ معصوم ہوتا ہے ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام و خلیفہ نہ ماننے کی وجہ سے چند ایک کے سوا تمام صحابہ مرتد ہوگئے..... ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام کو دنیا اور دین کی تمام چیزوں کا علم ہوتا ہے..... یہودیوں نے تورات میں تحریف کی..... اور اسی طرح روافض نے بھی اپنے اس دعویٰ کی وجہ سے قرآن میں تبدیلی کی ہے..... قرآن مجید میں تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں..... (غنیتہ الطالبین صفحہ ۱۵۶' تا ۱۶۲' بحوالہ بینات صفحہ ۸۲ تا ۸۵)

(۹) امام فخرالدین رازیؒ کا فتویٰ:۔

رافضیوں کی طرف سے قرآن مجید میں تحریف کا دعویٰ اسلام کو باطل کردیتا ہے (تفسیر کبیر بحوالہ ایضا" صفحہ ۱۱۸)

(۱۰) علامہ کمال الدین ابن ہمامؒ کا فتویٰ:۔

اگر رافضی صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہے..... تو وہ کافر ہے..... (فتح القدیر جلدا' باب الامامت بحوالہ ایضا" صفحہ ۸۸)

(۱۱) شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا فتویٰ!

عصر حاضر کے ان مرتدین سے اللہ کی پناہ..... یہ لوگ کھلم کھلا' اللہ اور اس کے رسول ﷺ ..... اور اس کی کتاب اور اس کے دین کے دشمن ہیں..... اسلام سے خارج ہیں..... یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی ساتھیوں سے عداوت رکھتے ہیں..... اور اسی طرح کے مرتد اور کافر ہیں جیسے وہ مرتدین تھے..... جن سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی..... (منہاج السنہ جلد ۲' صفحہ نمبر ۱۹۸ تا ۲۰۰' بحوالہ ایضا" صفحہ ۲۶)

اگر کوئی صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کو جائز سمجھ کر کرے ..... تو وہ کافر ہے..... صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے..... جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہے وہ کافر ہے..... رافضی کا ذبیحہ حرام ہے..... حالانکہ اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں کا ذبیحہ جائز ہے..... اور روافض کا ذبیحہ کھانا اس لئے جائز نہیں کہ شرعی حکم کے لحاظ سے یہ مرتد ہیں.....

(۱۲) فتاویٰ بزازیہؒ :-

ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کا منکر کافر ہے..... عثمان علی' طلحہ' زبیر' اور عائشہؓ کو کافر کہنے والے کو کافر کہنا واجب ہے .....(جلد ۶ صفحہ نمبر ۳۱۸ بحوالہ بینات۔ صفحہ نمبر ۱۵۷)

(۱۳) مفتی اعظم سلطنت عثمانیہ کا فتویٰ:۔

شیعوں سے جنگ جہاد اکبر ہے..... اور ان سے جنگ میں جو ہمارا آدمی مارا جائے گا وہ شہید ہو گا..... شیعہ اسلامی فرقوں سے خارج ہیں..... ان کا کفر ایک سطح پر نہیں رہتا بلکہ بتدریج بڑھتا رہتا ہے..... ہمارے گزشتہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان پر تلوار اٹھانا جائز ہے..... اور یہ کہ ان کے کافر ہونے میں جس کو شک ہو وہ خود کفر کا مرتکب قرار دیا جائے گا..... چنانچہ

امام اعظم

امام سفیان ثوری

اور امام اوزاعی

کا مسلک یہ ہے کہ اگر یہ لوگ توبہ کر کے اسلام میں آجائیں ..... تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا..... اور امید کی جاسکتی ہے کہ دوسرے کافروں کی طرح توبہ کے بعد ان کی بخشش ہو جائے گی..... لیکن

امام مالک،

امام شافعی،

امام احمد بن حنبل،

امام لیث بن سعد

اور بہت سے آئمہ کبار کا مسلک یہ ہے..... کہ نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی..... اور نہ ان کے اسلام لانے کا اعتبار کیا جائے گا ..... بلکہ حد جاری کرتے ہوئے ان کو قتل کر دیا جائے گا.....(رسائل ابن عابدین بن شامی ص ۳۶۹ ج ا بنیات ص ۲۷)

(۱۴) علامہ قاریؒ کا فتویٰ:۔

یہ لوگ اکثر صحابہؓ کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں..... اس سے ان کے کفر پر سب کا اجماع ہے..... جس میں کوئی اختلاف نہیں..... (تتمہ مظاہر حق۔ بحوالہ ایضاً صفحہ ۱۱۲)

(۱۵) حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فتویٰ:۔

صحابہؓ پر طعن کرنا درحقیقت پیغمبر کو طعن کرنا ہے..... جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توقیر نہ کی..... وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہی کب ہے..... جو احکام شرعیہ قرآن و حدیث کی راہ سے ہم تک پہنچے ہیں..... وہ صحابہؓ کے ذریعے سے ہی تو پہنچے ہیں..... صحابہؓ قابل طعن ہوں گے تو انہوں نے جو چیزیں نقل کی ہیں..... وہ بھی قابل طعن ہوں گی..... ان میں سے کسی پر طعن تبرا کرنا دین پر طعن کرنا ہے..... (مکتوب امام ربانی بحوالہ ایضاً صفحہ ۱۵۲)

اس میں شک نہیں کہ شیخین صحابہؓ میں سے سب سے افضل ہیں..... پس بات، ظاہر ہے کہ ان کی تکفیر بلکہ تنقیص بھی کفر زندیقی اور گمراہی کا موجب ہے..... (اردو افضل صفحہ ۳۱ بحوالہ ایضاً صفحہ ۱۲)

(۱۶) فتاویٰ عالم گیری:۔

رافضی اگر شیخینؓ (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرے..... اور ان پر لعنت کرے تو وہ کافر ہے..... روافض دائرہ

اسلام سے خارج ہیں..... اور ان کے احکام وہ ہیں جو شریعت میں مرتدین کے ہیں..... (فتاویٰ عالم گیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ بحوالہ ایضاً صفحہ ۸۸

(۱۷) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا فتویٰ:۔

شیعوں کی اصطلاح میں امام معصوم ہوتا ہے اور اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے..... اللہ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کیلئے مقرر کیا جاتا ہے..... اور اس پر باطنی وحی آئی ہے پس در حقیقت وہ ختم نبوت کے منکر ہیں..... اگرچہ زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں..... (تفہیمات الہیہ صفحہ ۲۴۴ بحوالہ ایضاً صفحہ ۷۸)

اگر کوئی خود کو مسلمان کہتا ہے..... لیکن بعض ایسی دینی حقیقتوں کی جن کا ثبوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی ہے..... ایسی تشریح و تاویل کرتا ہے..... جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ، تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہے..... تو اس کو زندیق کہا جائے گا..... وہ لوگ زندیق ہیں..... جو کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اہل جنت میں سے نہیں ہیں..... جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں..... لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں کہا جائے گا..... لیکن نبوت کی جو حقیقت ہے یعنی کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مبعوث ہونا..... اس کی اطاعت کا فرض ہونا..... اور اس کا معصوم ہونا..... یہ سب ہمارے اماموں کو حاصل ہے..... تو یہ عقیدہ رکھنے والے زندیق ہیں ..... اور جمہور متاخرین حنفیہ و شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے..... کہ یہ سب واجب القتل ہیں..... (مسوی شرح موطی جلد ۲، بحوالہ ایضاً صفحہ ۹۱)

(۱۸) شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ:۔

فرقہ امامیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منکر ہیں۔
اور کتب فقہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت
نے انکار کیا وہ اجماع امت کا منکر ہوا اور وہ کافر ہو گیا..... حنفی مسلک
مطابق امامیہ شیعہ شرعی حکم کے لحاظ سے مرتد ہیں.....(فتاوی
بحوالہ بنیات صفحہ ۱۵۸، ۱۶۳)

(۱۹) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا فتویٰ:۔

شیخینؓ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھم کو برا بھلا کہنے سے کافر ہو
ہے..... جو شیعہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگ
ہیں.....وہ مومن نہیں ہیں.....(تفسیر مظہری اردو جلد ۸ صفحہ ۳۰۶

(۲۰) صاحب درمختار کا فتویٰ:۔

شیخینؓ میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہنے والا.....ان میں
کسی پر طعن کرنے والا کافر ہے.....اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جا
گی.....(درمختار جلد ۴ بحوالہ بنیات صفحہ نمبر ۱۵۸)

(۲۱) علامہ ابن عابدین شامی کا فتویٰ:۔

جو سیدہ عائشہ پر تہمت لگائے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا
کرے.....تو اس کے کفر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں.....(د
جلد ۲ صفحہ ۲۹۴ بحوالہ بینات صفحہ ۸۱)

(۲۲) مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کا فتویٰ:۔

جو اہل اھواء دعوی اسلام کے باوجود ضروریات دین میں سے کسی بات کے منکر ہوں..... خواہ ان کا انکار کسی ایک تاویل ہی کی بنیاد پر ہو..... ان کے کفر میں اور ترکہ کے مستحق نہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں..... جیسا کہ غالی روافض کا معاملہ ہے..... جو قطعیات دین کی تکذیب اور ادعاء تحریف قرآن وغیرہ کی وجہ سے..... خدا اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں..... (بینات صفحہ ۱۱۷)

(۲۳) علامہ رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ:۔

شیعہ بے ادب ہرچند کلمہ زبان سے کہے لیکن مسلمان نہیں ہو سکتا..... اگر ایک آیت قرآن شریف کا کوئی کلمہ گو منکر و مکذوب ہو تو وہ کافر ہوتا ہے..... کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مومن نہیں ہوتا..... اذیت محبوبہ رسول خدا ﷺ اذیت رسول اللہ ﷺ ہے ..... اور موذی رسول کافر ہے..... ایسے شریروں کی تکفیر ہر مسلمان پر واجب ہے..... (ہدایت الشیعہ صفحہ ۱۴ بحوالہ بینات صفحہ ۱۸)

(۲۴) مولانا خلیل احمد سہارنپویؒ کا فتویٰ:۔

محققین کے نزدیک سبھی روافض کافر بحکم مرتد ہیں..... لہٰذا ان کا ذبیحہ حلال نہیں..... (فتاویٰ مظاہر علوم جلد اول صفحہ ۲۱۳ کتاب الذبائح بحوالہ بینات صفحہ ۱۲۶)

(۲۵) مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ کا فتویٰ:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کی خلافت کا منکر بھی کافر ہے..... (اکفار الملحدین صفحہ ۱۵۱ ایضاً صفحہ ۱۵۶

(۲۶) مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کا فتویٰ:۔

سوال:۔

ایک لڑکی نابالغہ کا عقد اس کے والدین کی رضامندی سے ایک لڑکے نابالغ شیعہ سے ہوا..... اور اس کی رخصتی سن بلوغ تک موقوف قرار پا کر ماں باپ کے پاس رہی..... اور جب وہ کچھ سمجھدار ہوئی تو اس کو یہ معلوم ہوا کہ اس کا خاوند شیعہ ہے..... اس وجہ سے لڑکی کے دل میں زوج کی طرف سے تنفر پیدا ہوا..... بالآخر ۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ کو وہ بالغ ہوگئی..... اور بالغ ہونے کی پہلی آن میں اس نے نکاح سے انکار کر دیا..... جس کی تقریری و تحریری بہت سی شہادتیں موجود تھیں..... اب لڑکی کے والدین اس کا عقد کسی سنی المذہب سے کرنا چاہتے ہیں..... لہٰذا صورت مذکورہ میں پہلے نکاح کا عند الشرع کیا حکم ہے..... اور لڑکی کے والدین اب اس کا نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟.....

الجواب:۔

بعض شیعہ باعتبار عقیدہ کے کافر ہیں..... اور بعض فاسق و

مبتدع ہیں..... جن کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتے ہیں..... اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی..... اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر ہیں..... اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر افترا کے قائل ہیں..... وہ باتفاق فقہاء کافر ہیں..... اور ایسے شیعہ سے نکاح لڑکی سنیہ کا منعقد ہی نہیں ہوتا..... پس اگر شوہر لڑکی مذکورہ کا اسی عقیدہ کا ہے تو یہ نکاح شرعاً" منعقد نہیں ہوا..... اب اس کا نکاح دوسری جگہ کفو میں کردیا جائے..... شامی میں ہے.....

وبهذا ظهران الرافضي ان كان ممن يعتقد الوهيه علي وان جبرائيل غلط في الوحي وان كان ينكر صحبته الصديق ويقذف السيدة الصديقه فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومه من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا ويسب الصحابه فانه مبتدع لا كافر۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ شیعہ تفضیلی کافر نہیں ہیں..... بلکہ مبتدع اور فاسق ہیں..... واللہ تعالیٰ اعلم۔ (نقل از فتاوی دارالعلوم ج ۲ صفحہ ۵۰۶)

فائدہ:۔

علماء کی طرف سے یہ احتیاط شروع سے چلی آرہی ہے..... کیونکہ شیعوں نے اپنے آپ کو ہر زمانہ میں تقیہ کے پردوں میں چھپائے رکھا..... جن علماء نے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا..... اور ان کے عقائد جب بھی واضح ہوئے..... تو علماء نے ان کے مطلق کفر کا فتویٰ دیا ہے..... آج ان کے عقائد بالکل واضح ہو چکے ہیں..... خصوصاً"

تحریف قرآن

مسئلہ امامت،
تکفیر شیخین ؓ
و دیگر صحابہ کرام ؓ کو مرتد و منافق سمجھنا

اس لئے علماء کا فتوی ان کے مطلق کفر کا ہے.....اسی بنیاد پر
مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ کے فتوی پر دیگر علماء دیوبند کے
ساتھ..... مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ نے بغیر کسی قید کے دستخط
فرمائے.....

علامہ لکھنوی کے فتویٰ پر دیگر علماء کرام کی تصدیق:۔

سامعین محترم.....امام اہلسنّت مولانا عبدالشکور لکھنوی کے
مرتب کردہ فتوی پر..... شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی
صاحب اور دیگر علماء نے تصدیق کی ہے.....چنانچہ

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحب ؒ
حضرت مولانا حافظ عبدالرحمان امروھوی صاحب ؒ
حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسین چاندپوری صاحب ؒ
حضرت مولانا اصغر حسین صاحب ؒ
حضرت مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوری صاحب ؒ
حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب ؒ
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ
حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب ؒ
حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب ؒ
اور مہتمم دارالعلوم دیوبند حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب

نے.....مذکورہ فتویٰ کی تائید و تصدیق فرمائی ہے۔

استفتاء:۔

حامداو مصلیا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہیں یا خارج از اسلام.....اور ان کے ساتھ مناکحت جائز اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟.....ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں؟..... نیز اگر وہ کسی مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینا چاہیں تو لیا جائے یا نہیں؟.....

الجواب:۔

"واللہ الموفق للصواب" شیعہ اثنا عشریہ قطعا" خارج از اسلام ہیں..... ہمارے علمائے سابقین کو چونکہ ان کے مذہب کی حقیقت کماینبغی معلوم نہ تھی.....بوجہ اس کے یہ لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں.....اور کتابیں بھی ان کی نایاب تھیں ..... لہٰذا بعض محققین نے بنابر احتیاط ان کی تکفیر نہیں کی تھی ..... مگر آج ان کی کتابیں نایاب نہیں رہیں..... اور ان کے مذہب کی حقیقت منکشف ہوگئی..... اس لئے تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہوگئے ہیں..... ضروریات دین کا انکار قطعا" کفر ہے..... اور قرآن شریف ضروریات دین میں سب سے اعلی وارفع چیز ہے.....اور شیعہ بلا اختلاف کیا ان کے متقدمین اور کیا متاخرین ہوں سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں..... ان کی معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی موجود ہیں.....جن میں پانچ قسم کی تحریف قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے.....

کمی بیشی،

تبدیلی الفاظ،

تبدیلی حروف،

خرابی ترتیب،

سورتوں میں،

آیتوں میں،

کلمات میں،

اب پانچ قسم کی تحریف کی روایات کے ساتھ ان کے علماء کا اقرار رہا ہے..... کہ یہ روایات متواتر ہیں..... تحریف قرآن پر صریح الدلالتہ ہیں..... اور انہیں کے مطابق اعتقاد ہے۔ علماء میں گنتی کے چار آدمی تحریف قرآن کے منکر ہیں.....

شیخ صدوق ابن بابویہ قمی،

شریف مرتضیٰ،

ابو جعفر طوسی،

ابو علی طبرسی،

مصنف تفسیر مجمع البیان تو ان چار اشخاص کے اقوال کے خلاف ہیں..... اس لئے خود علمائے شیعہ نے ان کو رد کر دیا ہے..... پوری تحقیق اس بحث کی میری کتاب تنبیہ الحائرین میں ہے..... من شاء فلیطالعہ۔

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی پہلے شیعوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیتے تھے..... مگر تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے ان کو معلوم ہوا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں..... لہٰذا انہوں نے فواتح الرحموت

شرح مسلم الثبوت میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا..... اور لکھا کہ قرآن شریف کی تحریف کا جو قائل ہو وہ قطعاً" کافر ہے..... المختصر شیعوں کا کفر بربنائے عقیدہ تحریف قرآن محل تردد نہیں ہے..... علاوہ اس کے دوسرے وجوہ کفر بھی ہیں..... مثل عقیدہ بداء قذف ام المومنین ؓ وغیرہ کے مگر ان میں کچھ تاویل کی گنجائش ہے..... لہٰذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً" ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام اور ان کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے..... ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو جنازے میں شریک کرنا جائز نہیں ہے..... ان کی مذہبی تعلیم ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ سینوں کے جنازہ میں شریک ہو کر ..... یہ دعا کرنا کہ اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے..... اور اس پر عذاب نازل کر..... واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ احقر العباد ناچیز محمد عبدالشکور عافاہ مولاہ

(ماہنامہ الفرقان لکھنؤ دسمبر ۱۹۸۷ء تا جولائی ۱۹۸۸ء)

علامہ نعمانی کا استفتاء:۔

امام اہل سنت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمتہ اللہ علیہ کے مفصل استفتاء کے جواب میں..... مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن رحمتہ اللہ علیہ نے فتویٰ تحریر فرمایا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ؒ کا جواب:۔

الجواب:۔ فاضل مستفتی نے شیعہ اثنا عشریہ کے جن حوالہ جات کا ذکر کیا ہے..... وہ ہم نے خود شیعہ کتابوں میں پڑھے ہیں..... بلکہ ان سے بڑھ کر شیعوں کی کتابوں میں ایسی عبارات صاف صاف موجود ہیں

.....جس سے ثابت ہوتا ہے کہ.....

(الف) وہ تمام جماعت صحابہؓ کو مرتد اور منافق سمجھتے ہیں ..... یا ان مرتدین کے حلقہ بگوش ہیں.....

(ب) وہ قرآن کریم کو جو امت کے ہاتھوں میں موجود ہے..... بعینہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ نہیں سمجھتے..... بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اصل قرآن جو خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا..... وہ امام مہدی غائب کے پاس غار میں موجود ہے..... اور موجودہ قرآن (نعوذباللہ) محرف کر دیا گیا ہے..... بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملا دی گئی ہیں..... قرآن شریف ضروریات دین میں سب سے اعلیٰ و اشرف چیز ہے..... اور شیعہ بلا اختلاف ان کے متقدمین اور متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں..... جن میں پانچ قسم کی تحریف بیان کی گئی ہے.....

کمی

بیشی

تبدیلی الفاظ

تبدیلی حروف

تبدیلی ترتیب

تبدیلی کلمات

تبدیلی آیات

اور صورتوں میں بھی تبدیلی

اصول کافی اور فروع کافی..... اور اس کا تتمہ "الروضہ" ملا

ہو تحریف کی گئی ہیں

جلاء العیون'

حق الیقین،

حیات القلوب،

زاد المعاد،

نیز حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب..... فصل الخطاب، فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب..... جو ۳۹۸ صفحات پر مشتمل ہے ..... اس میں قرآن کریم کا محرف ہونا ثابت کیا گیا ہے..... مؤلف مذکور طبرسی نے بزعم خود بے شمار روایات سے قرآن کریم تحریف ثابت کی ہے.....

(ج) قادیانیوں کی طرح وہ لفظی طور پر ختم نبوت کے قائل ہیں..... اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں..... لیکن انہوں نے نبوت محمدیہ کے مقابلہ میں ایک متوازی نظام عقیدہ امامت کے نام سے تصنیف کر لیا ہے..... ان کے نزدیک امامت کا ٹھیک وہی تصور ہے ..... جو اسلام میں نبوت کا تصور ہے.....

چنانچہ امام نبی کی طرح منصوص من اللہ ہوتا ہے..... معصوم ہوتا ہے..... اور مفترض الطاعت ہوتا ہے..... اس کو تحلیل و تحریم کا اختیار ہوتا ہے..... اور یہ کہ بارہ امام تمام انبیاء سابقین سے افضل ہیں.....

ان عقائد کے ہوتے ہوئے اس فرقہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا..... صرف انہیں تین عقیدوں کی تخصیص نہیں بلکہ بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا..... کہ شیعیت دین اسلام کے مقابلہ میں ایک بالکل الگ اور متوازی مذہب ہے..... جس میں کلمہ طیبہ سے لیکر میت کی تجہیز و تکفین تک تمام اصول و فروع اسلام سے الگ ہیں

..... اس لئے شیعہ اثناء عشریہ بلاشک و شبہ کافر ہیں..... علماء امت نے اثنا عشری شیعوں کو ہر زمانے میں کافر قرار دیا.....

فاضل مستفتی نے بڑی محنت سے استفتاء مرتب کیا ہے .....

اور اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تقریباً" ہر دور میں شیعہ اثنا عشریہ کو دائرہ اسلام سے خارج اور کافر قرار دیا گیا ہے..... اس استفتاء کی تحریر کردہ عبارتوں کے بعد جواب استفتاء کے لئے مزید عبارت کی ضرورت نہیں..... تاہم بعض عبارت طرداً للباب پیش کی جاتی ہیں.....

اس کے بعد محترم مفتی صاحب نے سب سے پہلے تفسیر روح المعانی کی عبارت نقل فرمائی..... جس میں مذکور ہے کہ امام مالک نے سورہ الفتح میں خداوندی ارشاد لیغیظ بھم الکفار سے روافض کی تکفیر پر استدلال کیا ہے.....

اس کے آگے مفتی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات نقل فرمائے ہیں..... جن میں آپ نے اپنے صحابہ کرام کی عنداللہ مقبولیت اور ان کے عظیم مرتبہ کا ذکر فرمایا ہے..... آگے اس سلسلہ کلام میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" سے طویل اقتباس نقل کیا ہے..... جس میں مدلل طور پر صحابہ کرامؓ کی عدالت اور باقی تمام امت پر ان کی افضلیت کا بیان ہے.....

ان کے بعد امام ابوزرعہ رازی کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ..... جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کی تنقیص کرتا ہے..... تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے .....

کیونکہ حضور نبی برحق ہیں..... اور قرآن حق ہے..... اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ یعنی قرآن کے ذریعہ جو کچھ امت کو ملا وہ

سب حق ہے..... اور وہ سب صحابہ کرام ؓ ہی کے ذریعہ ہم کو ملا ہے..... اور انہوں نے ہی ہم کو پہنچایا ہے..... تو یہ زندیق یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ان شاہدوں کو مجروح کردیں..... اور اس طرح قرآن و حدیث کے پورے ذخیرہ کو ناقابل اعتبار کردیں..... تو یہ لوگ زندیق یعنی دین کے چھپے دشمن ہیں.....

آگے محترم مولانا مفتی ولی حسن صاحب نے.....

فتاویٰ عالمگیریہ

فتاویٰ بزازیہ

البحرالرائق

خلاصۃ الفتاویٰ

درمختار

فتاویٰ عزیزیہ

اور امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری ؒ کی "اکفار الملحدین" سے عبارتیں نقل فرمائی ہیں..... جن میں صراحتا" روافض کی تکفیر کی گئی ہے..... اس سب کے بعد فتوے کے خاتمہ میں مفتی صاحب ممدوح نے تحریر فرمایا ہے..... لہٰذا شیعہ اثناء عشریہ رافضی کافر ہیں..... مسلمانوں سے ان کا نکاح' شادی بیاہ جائز نہیں بلکہ حرام ہے..... مسلمانوں کے لئے ان کے جنازے میں شرکت جائز نہیں ہے..... ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے..... ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے..... غرض ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک اور معاملہ کیا جائے"..... واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مفتی ولی حسن

رئیس دارالافتا جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

الجواب صواب

احمد الرحمان عفی عنہ مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی'

حبیب اللہ نائب مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ / و صدر مجلہ

دعوت و تحقیق اسلامی کراچی۔

الجواب صحیح رضاء الحق عفااللہ عنہ'

الجواب صحیح! محمد ولی' الجواب صحیح! محمد عبدالسلام عفااللہ عنہ' محمد بدیع الزمان

مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی' سید مصباح اللہ شاہ عفااللہ

عنہ مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی' محمد ادریس غفرلہ استا

حدیث جامعۃ الاسلامیہ' محمد قاسم مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤ

عبدالرزاق لدھیانوی' جامعۃ الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان۔

(۲۸) مرشد المجاہدین حضرت اقدس کا فتویٰ:۔

بقیہ السلف استاذ العلماء مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید ا

صاحب مدظلہ العالی فتویٰ تحریر فرماتے ہیں کہ

شیعہ بلاشبہ کافر ہیں ان کے کفر میں ذرا سے تامل کی بھی کو

گنجائش نہیں..... ان کی کتابیں کفر سے لبریز ہیں..... جن میں س

سے بڑی وجہ تکفیر عقیدہ تحریف قرآن ہے..... جو ان کے ہاں متواترات

مسلمات میں سے ہے..... اس مذہب کا جاہل سے جاہل..... ہر فرد

مرد اور ہر عورت بلکہ ہر بچہ یہی عقیدہ رکھتا ہے..... کہ ان کے گھر

میں جو بچہ بھی جیسے ہی ہوش سنبھالتا ہے..... اس کے دل و دماغ میں مذہ

کا یہ بنیادی عقیدہ زیادہ سے زیادہ راسخ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ج

ہے..... ان کا چھوٹا بڑا ہر فرد اسے جزو ایمان بلکہ مدار ایمان سمجھتا ہے..... میں یہ بات کئی شہادتوں کے بعد پورے یقین کے ساتھ کہہ رہا ہوں.....

اگر کوئی شیعہ عقیدہ تحریف قرآن سے انکار کرتا ہے..... تو وہ بطور تقیہ ایسا کرتا ہے..... اس کی کئی مثالیں انھیں کی کتابوں میں موجود ہیں..... جب ان پر ان کی کتابیں پیش کی جاتی ہیں..... تو جواب دیتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص مجتہد ہے..... اس لئے جس مصنف نے تحریف قرآن کا قول کیا ہے..... وہ اس کا اپنا اجتہاد ہے جو ہم پر حجت نہیں..... ایسی صورت میں ان کے تقیہ کا پول کھولنے کے دو طریقے ہیں.....

(۱) عقیدہ تحریف قرآن اصول کافی میں بھی موجود ہے..... اور اس کتاب میں شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ امام مہدی نے اس کی تصدیق کی ہے..... یہ لوگ امام مہدی کی تصدیق اس کتاب کے ٹائٹل کی پیشانی پہ چھاپتے ہیں..... اس لئے اصول کافی' کے فیصلہ سے انکار کرنا ..... امام کی عصمت اور اس کے علم غیب سے انکار کرنا ہے.....

(۲) ان کے جن مصنّفین اور مجتہدین نے تحریف قرآن کا قول کیا ہے ..... یہ ان سب کو کافر کہیں اور ایسی تمام کتابیں جلا ڈالیں ..... اپنے اس قول و عمل کا اخباروں میں اشتہار دیں..... میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شیعہ بھی اس پر آمادہ نہیں ہو سکتا..... جو چاہے اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے..... کیا اس کے بعد کسی کو اس حقیقت میں کسی قسم کی تامل کی کوئی گنجائش نظر آسکتی ہے کہ بلا استثناء شیعہ کا ہر فرد کافر ہے.....

شیعہ کا کفر دوسرے کفار سے بھی زیادہ خطرناک ہے..... اس لئے کہ یہ بطور تقیہ مسلمانوں میں گھس کر ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد

کرنے کی تگ ودو میں ہر وقت مصروف کار رہتے ہیں..... اور اس میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں..... اللہ تعالیٰ سب اہل اسلام کو ان کا دجل و فریب سمجھنے کی فہم عطا فرمائیں..... اور ان کے شر سے حفاظت فرمائیں..... ان کے مذہب کی تفصیل میری کتاب "حقیقت شیعہ" میں ہے..... فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد رئیس دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی "صفر ۱۴۰۷ھ"۔

الجواب صحیح عبدالرحیم نائب مفتی دارالافتاء والارشاد ۱۶ صفر ۱۴۰۷ھ

تصدیقات علماء پاکستان:۔

"پاکستان کے کئی ممتاز علماء کرام نے حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ و مفتی اعظم پاکستان کے اسی فتوے پر اپنے تصدیقی دستخط فرمائے ہیں..... چنانچہ ان حضرات کے دستخط ذیل میں نقل کئے جارہے ہیں.....

محمد عبدالستار تونسوی عفی عنہ صدر تنظیم اہل سنت پاکستان'

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ 'مدیر ماہنامہ بینات بنوری ٹاؤن کراچی'

محمد اکمل غفرلہ مفتی دارالافتاء جیکب لائن کراچی ۶/۲/۱۴۰۷ھ'

غلام محمد مفتی جامعہ حمادیہ فدا الرحمان درخواستی انوار القرآن نارتھ کراچی'

سیف الرحمان عفی عنہ 'نائب مہتمم جامع العلوم ضلع بہاول پور محسن الدین

احمد عفا اللہ عنہ موسس مدرسہ شریعۃ العالیہ بنگلہ دیش۔

عبدالقیوم محمد عبدالرزاق محمد نعیم مہتمم جامعہ بنوریہ کراچی نمبر ۱۶"

(۲۹) یادگار اسلاف خادم خاص شیخ الہند کی توثیق

اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ کے خادم خاص.....
اکابر دیو بند کی یادگار حضرت مولانا محمد عزیر گل صاحب مد ظلہ العالی کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا..... اور آپ کو استفتاء اور فتویٰ پڑھ کر سنایا گیا..... تو اس پر خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت سی دعائیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا..... کہ یہ فتوی وقت کا اہم تقاضا اور ضرورت ہے..... کیونکہ ان کے عقائد اب بالکل واضح ہو گئے ہیں..... اور مسلمانوں کو کھلم کھلا ایذاء پہنچانے کے در پے رہتے ہیں..... آپ سے دستخط کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ میں اس فتوے کی توثیق کرتا ہوں..... بینائی نہیں رہی جس کی وجہ سے پندرہ سال سے قلم نہیں اٹھایا..... اور ہاتھ میں ریشہ بھی ہے..... اس لئے دستخط سے معزور سمجھیں..... دوبارہ درخواست کی گئی کہ تبرک کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس پر آپ کے دستخط ہوں..... تو از راہ شفقت اس درخواست کو قبول فرمایا..... اور حضرت نے ہاتھ پکڑ کر فتوے پر دستخط فرمائے..... آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس سے پہلے شیعوں کے کفر کا فتوی مولانا عبدالشکور لکھنوی لکھ چکے ہیں..... جس پر ہمارے تمام اکابر نے دستخط فرمائے تھے..... اس طرح شیعوں کے کفر کا فتوی علمائے دیوبند کا متفقہ موقف ہے.....

(۳۰) خلیفہ مجاز حضرت تھانوی کی توثیق:۔

حضرت مولانا فقیر محمد مد ظلہ العالی خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت

تھانوی قدس سرہ سرپرست اعلی جامعہ امداد العلوم پشاور..... و دیگر علماء و اساتذہ جامعہ نے شیعہ کے کفر پر جاری کردہ فتویٰ پر توثیق فرما کر وکالت صحابہ کا حق ادا کر دیا ہے.....

حضرت لکھتے ہیں.....

شیعہ پکے کافر ہیں..... ان کے کفر کو اور ان کی شناعت کو ہمارے حضرت مجدد ملت نور اللہ مرقدہ بھی اپنے فتوی اور ملفوظات میں بار بار بیان فرما چکے ہیں..... علماء دیوبند نے جب شیعوں کے کفر کا فتوی دیا..... تو اس پر مولانا عبدالماجد دریا بادی کے اشکالات کے ہمارے حضرت قدس سرہ نے جواب دیئے..... شیعوں کا پورا دین اور مذہب کلمہ سے لے کر نماز جنازہ اور دفن تک ہر ہر چیز اسلام اور مسلمانوں سے مختلف ہے..... ان کا سب سے بڑا کفریہ ہے..... کہ یہ موجودہ قرآن کو محرف مانتے ہیں..... امامت کے قائل ہیں اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مرتد و منافق سمجھتے ہیں..... اس لئے یہ کافر ہیں اور میں مفتی صاحب کے فتوے کی تصدیق و توثیق کرتا ہوں..... جو علماء اور مشائخ شیعوں کے خلاف علمی و عملی کام کر رہے ہیں..... وہ جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے اور ان کو کامیاب فرمائے..... میں ہر وقت ان لوگوں کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں.....

(حضرت مولانا فقیر محمد مدظلہ سرپرست اعلی جامعہ امداد العلوم پشاو) ر۔

شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان کی توثیق

ہم اپنے بزرگ اور قابل صد احترام علماء کرام کی تائید کرتے ہوئے ..... روافض اثنا عشریہ کے اسباب کفر پر ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں.....

(محمد حسن جان شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم پشاور)
روافض کی کتب کا مطالعہ سے ان کی تکفیر خود بخود معلوم ہوتی ہے.....

امان اللہ استاذ حدیث جامعہ امداد العلوم.....
عبدالرحمان ناظم جامعہ امداد العلوم
محمود مدرس جامعہ امداد العلوم

(۳۱) شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کی توثیق:۔

حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی و علماء دار العلوم حقانیہ نے مفتی صاحب کے فتویٰ پر یوں توثیق فرمائی ہے کہ.....

حضرت مولانا مفتی حسن صاحب مدظلہ مفتی اعظم پاکستان فقہ اور فتاوی میں ہمارے مقتدا اور امام ہیں..... اور ہم مقتدی حضرات فتاوی میں صرف آپ کے اقتدا کرتے ہیں..... اس لئے اس فتوی کی تصدیق و توثیق کی حضرت مفتی صاحب کے فتوے کے بعد کوئی ضرورت نہیں..... آپ کا فتوی ہم تمام علماء دیوبند اور خدام کے لئے حجت اور دلیل ہے..... آپ کے حکم کے پیش نظر سعادت کے لئے دستخط کر رہا ہوں..... ورنہ حضرت مفتی صاحب کے دستخط ہم سب کی طرف سے کافی ہیں.....

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ اور حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ کے اس جہاد کو قبول فرمائے..... ان بزرگوں نے اس فتنہ کا بروقت احساس کیا..... اور اس مرض کو سرطان بننے سے قبل ہی امت مسلمہ سے کاٹ کر علیحدہ کرنے کی کوشش کی ہے..... ادنی خادم کی حیثیت سے اس جدو جہد اور

جہاد میں حضرت مفتی صاحب کا ساتھ دوں گا..... اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے.....

حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ، مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و رکن قومی اسمبلی پاکستان۔

میرا مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن مدظلہ کے جواب سے اتفاق ہے..... بلاشک و شبہ یہ فرقہ مرتد ہے..... اس سے نکاح حرام اور کالعدم ہے.....

(مفتی فرید عفی عنہ مفتی و استاذ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

سمیع الحق نائب مہتمم و استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک و رکن ایوان بالا پاکستان

عبدالقیوم حقانی

عبدالحلیم

غلام الرحمان

انوارالحق استاذ دارالعلوم حقانیہ۔

(۳۲) علماء مدرسہ نجم المدارس۔ڈی آئی خان کی آراء:۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ کا اثنا عشری شیعوں کے بارے میں فتوی لفظ بلفظ دیکھا فتوی یہی ہے افسوس یہ ہے کہ اس کے عام اظہار میں بہت تاخیر ہو چکی ہے..... اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں.....

قاضی عبدالکریم مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی

قاضی عبداللطیف کلاچوی فاضل دارالعلوم دیوبند رکن ایوان بالا پاکستان

قاضی عبدالحلیم نائب مہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس

قاضی محمد نسیم ناظم مدرسہ نجم المدارس

محمد زمان مدرس نجم المدارس

امان اللہ مدرس نجم المدارس،

قاضی محمد اکرم مدرس نجم المدارس

گلاب نور کلاچی،

حافظ عبدالواحد کلاچی،

عزیز الرحمان کلاچی،

عبداللہ کلاچی،

حبیب الرحمان کلاچی۔

(۳۳) علماء دارالعلوم سرحد پشاور کی آراء:۔

المجیب مصیب

محمد ایوب جان بنوری مہتمم و شیخ الحدیث دارلعلوم سرحد

عبداللہ مدرس دارلعلوم سرحد

شفیع الدین مدرس دارالعلوم سرحد

سمیع اللہ مدرس دارالعلوم سرحد،

جلیل الرحمان مدرس دارالعلوم سرحد،

شہاب الدین مدرس دارلعلوم سرحد،

احسان الحق مدرس دارالعلوم سرحد۔

(۳۴) علماء مرکز دارالقراء پشاور کی آراء:۔

الجواب صحیح! محمد جان شیخ الحدیث مرکزی دارالقراء نمک منڈی پشاور

۳۵ علماء جامعہ اشرفیہ پشاور کی آراء:۔

محمد اشرف قریشی مدیر صدائے اسلام و مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور

(۳۶) علماء دارلعلوم ہادیہ پشاور کی آراء:۔

الجواب صحیح! رحمت ہادی مہتمم دارلعلوم ہادیہ پشاور

(۳۷) علماء مدرسہ معراج العلوم بنوں کی آراء:۔

جو استفتاء میرے سامنے آیا اور اس میں فرقہ اثنا عشریہ کے عقائد ہیں..... اس کی رو سے یقیناً اس قسم کے عقائد رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے..... اس سے مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا ناجائز ہے .....اس قسم کے عقائد رکھنے والی جماعت جب کہ کافر ہے.....اور پھر اپنے آپ کو یہ مسلمان ظاہر کرتے ہیں..... اور عامتہ المسلمین کو گمراہ کرتے ہیں..... یہ مار آستین ہیں..... جس کا ضرر علانیہ کفار سے بہت زیادہ مسلمانوں کو چاہئے..... کہ ان کی اس تلبیس میں نہ پھنسیں..... ان سے اظہار برات کرکے ان کے کفریات کو عام طور پر مشتہر کریں.....

(فضل غنی مفتی مدرسہ معراج العلوم بنوں)

ایسے عقائد رکھنے والے کافر ہیں..... اور ان سے مسلمان جیسا معاملہ نہیں ہونا چاہئے.....

(صدرالشہید مہتمم مدرسہ معراج العلوم بنوں)

اس قسم کے عقائد رکھنے والا جو کہ استفتاء میں مذکور ہیں ..... خواہ وہ فرقہ اثنا عشریہ ہو یا اور ہو وہ کافر ہے.....

(عبدالرؤف مدرس معراج العلوم مجیب الرحمان' روشان مدرس معراج العلوم' احمد شاہ مدرس معراج العلوم..... سعد اللہ مدرس معراج العلوم بنوں.....

(۳۸) علماء جامعہ مدنیہ تجوید القرآن بنوں کی آراء:۔

ایسے عقائد والے کافر ہیں..... حضرت گل مہتمم جامعہ مدنیہ تجوید القرآن و خطیب جامع مسجد حق نواز بنوں.....

علماء جامعہ مدنیہ اسماعیل کی آراء:۔

تصحیح عقائد تک ایسے عقائد رکھنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں.....

حافظ سیدنا حبیب شاہ ناظم اعلیٰ جامعہ مدنیہ'
عبیداللہ مدرس جامعہ مدنیہ..... عبدالغنی مدرس جامعہ مدنیہ

علماء جامعہ علوم شرعیہ بنوں کی آراء:۔

حضرات علماء کرام کے فتاویٰ درباره شیعہ حضرات خصوصاً" اثنا عشریہ نظر سے گزرے تفصیل کا موقع تو نہیں ہے..... البتہ قرآن پاک اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کے عقائد بالکل واضح کفریہ ہیں..... ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک قطعاً" حرام ہے..... ان کے ساتھ رشتے ناطے نکاح حرام ہیں..... ان کے عقائد سے عوام

الناس کو آگاہ کرنا علماء کرام کا فرض ہے..... لہٰذا بندہ علماء کرام کے فتووں کی من و عن تائید کرتا ہے.....

فقط ننگ اسلاف حضرت علی عثمانؒ مہتمم مدرسہ عربیہ علوم شرعیہ بنوں.....

علماء جامعہ حلیمیہ پینرو ضلع بنوں کی آراء:۔

الجواب صحیح.....

محمد محسن مہتمم جامعہ حلیمیہ

محمد شفیع جامعہ حلیمیہ

جان محمد مدرس جامعہ حلیمیہ

حضرت علی جامعہ حلیمیہ

محمد انور مدرس جامعہ حلیمیہ۔

علماء و خطباء بنوں کی آراء:۔

الجواب صحیح!

حاجی محمد جاذب خطیب جامع مسجد واس چوک بنوں

محمد زمان خطیب جامع مسجد حافظ جی عید گاہ لکی روڈ بنوں

عبدالرحمٰن خطیب جامع مسجد مدنی،

غیاث الدین ڈومیل وزیر ضلع بنوں

غیاث الدین سواتی مندہ خیل بنوں

زرولی شاہ مہتمم مدرسہ عربیہ کنزالعلوم بنوں

عمر خاں مہتمم مدرسہ اسلامیہ خزینہ العلوم تاجہ زئی بنوں۔

الجواب صحیح!

عبدالغفار تاجہ زئی

قاری نورالرحمان شیری خیل بنوں

محمد طیب کوثر ناظم اعلی مدرسہ انوارالعلوم میرا خیل بنوں

عمرخاں خطیب جامع مسجد ننگر خیل بنوں

شیر محمد خطیب جامع مسجد تجوڑی بنوں۔

علماء دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت کی آراء:۔

الجواب صحیح

فضل اللہ مہتمم دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت

حمید اللہ جان

ناظم اعلی دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت

تاج محمد مدرس دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت

محمد کمال مدرس دارلعلوم لکی مروت

محمد کفائیت اللہ

صلاح الدین مدرس دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت۔

علماء جامعتہ العلوم الاسلامیہ لکی مروت کی آراء:۔

الجواب حق فماذا بعد الحق الا الضلال۔

عزیز الرحمان مفتی جامعتہ العلوم الاسلامیہ لکی مروت ضلع بنوں

الجواب صحیح قاری فضل الرحمان مہتمم جامتہ العلوم الاسلامیہ لکی مروت ضلع بنوں۔

علماء جامعہ عثمانیہ مچن خیل لکی مروت کی آراء:۔

الجواب صحیح!

عبدالمتین، مہتمم جامعہ عثمانیہ موضع مچن خیل لکی مروت ضلع بنوں

علماء و خطباء لکی مروت کی آراء:۔

الجواب صحیح!

حبیب اللہ مروت، الجواب صحیح! نعمت اللہ لکی مروت۔

علماء دارالعلوم تعلیم القرآن کوہاٹ کی آراء:۔

اثنا عشری شیعہ کے بارے میں احقر کے سامنے پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب دامت برکاتھم..... اور ہندوستان کے محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتھم کے تفصیلی جوابات و فتاویٰ جات پیش کئے گئے..... ہمیں بھی حرف بہ حرف ان کے جواب سے اتفاق ہے..... اور ہمارے نزدیک بھی اثناء عشری رافضی بلاریب کافر ہیں..... ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک کرنا چاہئے..... واللہ اعلم بالصواب۔ (مولانا معین الدین خادم دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ)

علماء دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کی آراء:۔

ہم اس فتوے کی حرف بہ حرف تائید کرتے ہیں..... محمد شاہ

غفرلہ مفتی دارالعلوم، غلام محمد صادق مدرس، فخرالاسلام مدرس، مولانا ایاز احمد غفرلہ۔

علماء دارالعلوم اسلامیہ عربیہ مردان کی آراء:۔

میں نہہ دل سے مفتی ولی حسن بنوری ٹاؤن کراچی کی طرف سے شائع شدہ فتوی کی تصدیق کرتا ہوں..... واللہ اعلم مولانا محمد امین گل عفی عنہ (شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تخت بھائی مردان)

علماء دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان کی آراء:۔

ہم حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کے استفتار کے جواب میں..... حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی کے فتوی کی مکمل تائید و توثیق کرتے ہیں.....

علماء الدین مہتمم دارلعلوم نعمانیہ عبدالحمید مدرس، امیر عباس مدرس، عطاء اللہ شاہ مفتی دارالعلوم نعمانیہ، سراج الدین نائب مہتمم۔

علماء و خطباء ڈیرہ اسماعیل خاں کی آراء:۔

الجواب صحیح!

غلام رسول خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا غلام بادشاہ خطیب مدنی مسجد ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا عبدالرشید ڈیرہ اسماعیل خاں، مولانا فیض اللہ فاضل دیوبند ڈیرہ اسماعیل خاں، محمد رمضان خطیب جامع مسجد قوۃ الاسلام، سراج الدین مروت صدر مدرسہ دارالعلوم۔

CamScanner

علماء پنجاب کی آراء گرامی

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی آراء:۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان فرماتے ہیں.....

فقیر مذکورہ فتاویٰ سے متفق ہے..... شیعہ اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے بلاشک کافر ہیں..... فقیر ابو الخلیل خان محمد خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف.....

علماء جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کی آراء:۔

قرآن کریم کی تحریف و شیخین کی تکفیر..... اور مسئلہ امامت جو عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہے کی بنا پر مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی مدظلہ کے فتوی کی تائید ہے..... تفضیلی فرقے کے بارے میں وضاحت ہونی چاہئے.....(سعید الرحمٰن) مہتمم جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی

علماء جامعہ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد کی آراء:۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن کے فتوی کے بعد شیعہ اثنا عشریہ کے کفر میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں..... ہم مفتی صاحب کے فتوی کی تائید کرتے ہیں..... (محمد عبداللہ مدیر جامعہ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد عبدالمتین ناظم، محمد شریف، عبدالباسط، عبدالعزیز، عبدالغور، ظہور احمد)

خطباو علماء لاہور کی آراء:۔

الجواب صحیح

عبدالقادر آزاد جامعہ مدنیہ اٹک شہر

احقر علماء کرام کے ارشادات سے پورا متفق ہے..... محمد زاہد الحسینی غفرلہ، مہتمم جامعہ مدنیہ اٹک شہر)

الجواب صحیح! محمد نصیرالحسینی، مدرس جامعہ مدنیہ اٹک شہر

ان ھذا ھوالجامعہ عبیداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

الجواب صحیح! محمد مالک کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

الجواب صحیح! محمد موسیٰ البازی عفی عنہ استاذ حدیث و تفسیر جامعہ اشرفیہ لاہور

الجواب صحیح! محمد اجمل قادری امیر انجمن خدام الدین لاہور۔

الجواب صحیح! (قاری) محمد اجمل خان مرکزی ناظم جمیعتہ علماء اسلام پاکستان و مہتمم مدرسہ عربیہ رحمانیہ لاہور۔

الجواب صحیح! سید نفیس الحسینی خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری۔

اصاب من اجاب واجادل! الجواب و ما ذا بعد الحق الا الضلال۔۔۔۔ ابو محمد قاسمی۔۔ لاہور۔

علماء جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ آراء:۔

الجواب الصواب! ابوالزاہد محمد سرفراز صفدر صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔

علماء دارالعلوم فیصل آباد کی آراء:۔

الجواب صحیح! مفتی زین العابدین مفتی، مہتمم دارالعلوم فیصل آباد۔

علماء دارالعلوم فیض محمدی فیصل آباد کی آراء:۔

الجواب صحیح! محمد انور کلیم اللہ مہتمم دارالعلوم فیض محمدی۔

الجواب صحیح! ضیاء الحق مفتی دارالعلوم فیض محمدی و خطیب مرکزی جامع مسجد فیصل آباد۔

الجواب صحیح! محمد عابد مدرس دارالعلوم فیض محمدی، محمد الیاس مدرس اشرف المدارس فیصل آباد۔

علماء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کی آراء:۔

الجواب صحیح! عبدالمجید شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا ضلع ملتان

علماء مدرسہ عربیہ دارلھدی بھکر کی آراء:۔

الجواب حق محمد عبداللہ مہتمم مدرسہ عربیہ دارالھدی بھکر

جامعہ خیرالمداس ملتان کے مفتیان علماء کرام کی آراء:۔

شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ مندجہ ذیل کفریہ عقائد کے قائل

۱۔ موجودہ قرآن کریم غیر محفوظ و ناقص ہے اس میں تحریف و کم بیشی کی گئی ہے.....

۲۔ عقیدہ امامت۔

۳۔ سوائے تین چار کے باقی تمام صحابہ مرتد کافر ہیں۔

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اور الزام تراشی جو تکذیب قرآن کو مستلزم ہے۔

واضح رہے کہ شیعوں کے یہ کفریہ عقائد شیعہ مذہب کی انتہائی معتبر اور مستند کتابوں میں درجہ شہرت و تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور ان کے مجتہدین بلا تاویل ان کفریات کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں.....

لہٰذا شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ جو عقائد بالا کے قائل ہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں..... مسلمانوں سے ان کا نکاح شادی بیاہ جائز نہیں حرام ہے..... مسلمانوں کے لئے ان کے جنازے میں شرکت جائز نہیں..... اور ان کا ذبیحہ حلال نہیں..... واللہ اعلم۔ عبدالستار عفااللہ عنہ مفتی خیرالمدراس ملتان

اگر کوئی شیعہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے عقائد نہیں تو وہ اپنی مذہبی کتابوں سے بے خبر ہے یا تقیہ کرتا ہے..... کیونکہ تقیہ (جھوٹ) ان کے مذہب میں عبادت ہے..... اور اگر وہ اپنے دعوی میں سچا ہے تو اس پر لازم ہے..... کہ وہ ایسے تمام مجتہدین کی تکفیر کرے..... جو تحریف قرآن وغیرہ عقائد کفریہ کے قائل ہیں..... فقط

الجواب الصحیح! محمد عبداللہ عفا اللہ عنہم، نائب مفتی خیرالمدراس ملتان، اجاب بہ المفتی عبدالستار دامت برکاتہم فیہ الکفایہ و علیہ المعول بل الحق الذی لامحیص عنہ

محمد اسحاق غفرلہ مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

علماء جامعہ قاسم العلوم ملتان کی آراء:۔

مذکورہ بالا استفتاء اور حضرات مفتیان کرام کے فتاوی میں دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے..... کہ شیعہ تحریف قرآن کریم کے قائل ہیں..... افک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قائل ہیں..... صحبت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں..... جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کا قول کرتے ہیں..... سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جائز اور کار خیر سمجھتے ہیں..... اور عقیدہ امامت یعنی اماموں کے لئے وہی اوصاف ثابت کرتے اور عقیدہ رکھتے ہیں..... جو انبیاء علی نبینا علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے ثابت ہیں..... الحاصل امور دین میں سے مسائل ضروریہ کے منکر ہیں..... لہٰذا یہ عقائد رکھنے والے شیعہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں.....

الجواب صحیح۔ محمد نور شاہ غفرلہ مفتی و استاذ حدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان، اصاب من اجاب، منظور احمد نائب مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح! فیض احمد مہتمم جامعہ

علماء بلوچستان کی آراء

علماء مدرسہ مظہر العلوم شاہد رہ کوئٹہ کی آراء:۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن مدظلہ کے فتویٰ کی ہم تائید توثیق کرتے ہیں..... عبدالغفور مہتمم مدرسہ مظہر العلوم شاہد رہ

کوئٹہ انوار الحق خطیب جامع مسجد کوئٹہ عبدالمنان ناصر لورالائی بلوچستان آغا محمد مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ لورالائی عبدالستار صدر سواد اعظم اہلسنّت بلوچستان عبدالقیوم نائب صدر سواد اعظم اہلسنّت بلوچستان مولا بخش مہتمم مدرسہ عربیہ صدیقیہ مستہنگ ضلع قلات و ناظم اعلی سواد اعظم اہلسنّت بلوچستان۔

علماء مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ کی آراء:۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن کا فتویٰ وقت کی اہم ضرورت ہے .....الجواب صحیح عبدالوحید مہتمم مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ حافظ حسین احمد ناظم و مدرس مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ۔

علماء سندھ کی آراء

حضرت بیر شریف والوں کا فتویٰ:۔

سندھ کی مشہور مذہبی شخصیت .....پیر طریقت مرشد العلماء ماحی شرک بدعت..... حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمتہ اللہ علیہ بیر شریف والے لکھتے ہیں.....

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد..... راقم الحروف سے شیعہ کے متعلق فتویٰ طلب کیا گیا..... حضرت امام مالک رحمتہ علیہ نے جو فتویٰ دیا ہے..... وہ صاحب المذہب اور مدینہ منورہ کے بڑے عالم اور قرون اولی المشہود ۃ بالخیر زمانہ کی شخصیت ہیں میں ان کے فتویٰ کا تابع ہوں..... (فقط عبدالکریم قریشی ساکن بیر

شریف قمبر ضلع لاڑکانہ)

نوٹ:۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا ہے .....
جیسا کہ مقدمہ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں حوالہ کے ساتھ مذکور ہے۔

علماء مدرسہ اشرفیہ سکھر کی آراء:۔

شیعہ کافر ہیں ہم مفتی ولی حسن صاحب کے فتویٰ کی تصدیق و تائید کرتے ہیں.....

محفوظ احمد مفتی و مدرس مدرسہ اشرفیہ سکھر، خلیل احمد بندھانی مدرسہ اشرفیہ سکھر، عبدالہادی مدرس مدرسہ اشرفیہ سکھر

الجواب صحیح!

محمد سلیم خطیب مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ سکھر، الجواب حق بلاارتیاب محمد بشیر مبلغ ختم نبوت سکھر۔

علماء مدرسہ مدینہ العلوم سکھر کی آراء:۔

میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی کے فتوی کی تائید کرتا ہوں..... عبدالمجید مہتمم مدرسہ مدینہ العلوم سکھر۔

علماء حیدر آباد کی آراء:۔

شیعہ اثناء عشریہ کافر ہیں کیونکہ یہ قرآن کے منکر ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مرتد سمجھتے ہیں..... عقیدہ امامت کے اعتبار سے ختم نبوت کے منکر ہیں..... ہم سب مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی کی تصدیق کرتے ہیں.....

CamScanner

عبدالرؤف مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم حیدر آباد
عبدالسلام صدر سواد اعظم اہل سنت حیدر آباد، عبدالمتین خطیب جامع مسجد وحدت کالونی حیدر آباد۔

علماء جامعہ فاروقیہ کراچی کی آراء:۔

الجواب بملهم الحق والصواب اثنا عشری شیعہ فرقہ جو ضروریات دین اور اسلام کے مسائل قطعیہ کا منکر ہو..... مثلاً" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا قائل ہو..... یا قرآن کے بارے میں حضرت جبرائیل کی غلطی کا قائل ہو..... یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا منکر ہو..... (وامثال ذالک) تو یہ بالاتفاق کافر ہیں..... جن کے بارے میں علماء حق پہلے بھی کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں..... لہٰذا ایسے غلط عقائد رکھنے والوں سے سلسلہ مناکحت .....اور ان کا ذبیحہ نذر نیاز کی چیزیں کھانا..... اور ان کی نماز جنازہ پڑھنا یا ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا..... اسی طرح ان کو مسلمانوں کا حاکم یا سربراہ بنانا..... یہ سب ناجائز اور حرام ہیں.....

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب اور مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے..... روافض کے کفر کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے..... ہم اس کی تائید کرتے ہیں.....

نظام الدین شامزی رئیس دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی نمبر۲۵،

عنایت اللہ استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی محمد انور استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی، حمید الرحمان، محمد عادل خاں نائب مہتمم جامعہ

فاروقیہ کراچی، عبید اللہ خالد مدرس جامعہ فاروقی کراچی، محمد یوسف ناظم جامعہ فاروقیہ کراچی، محمد زیب استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی، سعید حسن نائب مفتی جامعہ فاروقیہ کراچی، روزی خان نائب مفتی جامعہ فاروقیہ کراچی، عبدالسلام بلوچستانی معین مفتی جامعہ فاروقیہ کراچی، محمد طاہر وٹو معین مفتی جامعہ فاروقیہ کراچی۔

علماء جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی کی آراء:۔

فاضل مستفتی نے شیعہ عقائد کو ان کی کتابوں کے حوالوں سے واضح کردیا ہے..... ان عقائد کفریہ کی وجہ سے شیعہ اثناء عشریہ کا کفر بالکل واضح ہے..... جیسا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ العالی نے فتویٰ دیا ہے.....

ہم مفتی صاحب کے فتوے کے ایک ایک لفظ کی تائید کرتے ہیں..... کہ شیعہ بلاریب و شک کافر ہیں .....ان سے مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنا جائز نہیں.....

فقط واللہ اعلم بالصواب کتبہ خالد محمود جامعہ بنوریہ، محمد نعیم مہتمم جامعہ بنوریہ کراچی، عبدالحمید ناظم تعلیمات جامعہ بنوریہ کراچی، محمد اسلم شیخوپوری مدرس جامعہ بنوریہ کراچی، احمد ممتاز مفتی و مدرس جامعہ بنوریہ کراچی، محمد عمر فاروق مدرس جامعہ بنوریہ کراچی، محمد حسین مدرس، مشتاق احمد، فیاض الرحیم فیصل، ظفر احمد، محمد مظہر۔

الجواب صحیح!

مزمل حسین کا پڑیا نائب مدیر ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ کراچی،

الجواب صحیح!

محمد جمیل کان معاون مدیر ماہنماہ اقراء ڈائجسٹ کراچی' الجواب صحیح!

محمد کفایت اللہ معین ناظم تعلیمات جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

علماء مدرسہ فرقانیہ طیبہ کراچی کی آراء:۔

چونکہ رافض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں..... اور اللہ کی کتاب قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں..... اس لئے یہ پکے کافر ہیں..... جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے..... میں اس فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں.....

(فقط محمد طیب نقشبندی بقلم خود خادم مدرسہ فرقانیہ طیبہ و خطیب جامع مسجد صابری ٹرسٹ گارڈن کراچی نمبر۳)

الجواب صحیح! زین شاہ ہاشمی خطیب جامع مسجد یٰسین لیمار مارکیٹ کراچی

علماء جامعہ اسلامیہ درویشیہ کراچی کی آراء:۔

میں مفتی ولی حسن صاحب کے فتوی کی حرف بہ حرف تائید کرتا ہوں.....

محمد مظہر شاہ مہتمم جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی۔

مجھے مفتی صاحب کے فتویٰ سے اتفاق ہے..... تاج علی شاہ ناظم جامعہ اسلامیہ درویشیہ کراچی۔

CamScanner

اکابرین جمیعت علماء اسلام کی شیعہ کے کفر پر مہر تصدیق:۔

قائد جمعیت مفکر اسلام حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنے دست مبارک سے تحریر کردہ فتویٰ۔

اگر شیعہ ایسا عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا تھے .....یا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی ہے..... یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھتا ہے..... یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے منکر ہے..... یا خلفاء ثلاثہ کو سب دینا جائز سمجھتا ہے تو وہ خارج از اسلام ہے..... اور نکاح صحیح نہیں ہوا۔ جہاں چاہیں اس عورت کا نکاح کر سکتے ہیں..... واللہ اعلم محمود عفاء اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان (رجسٹرڈ فتاویٰ جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۰۱۸)

(نوٹ) (خیال رہے کہ فتویٰ میں ذکر کردہ عقائد کا شیعوں کا عقائد ہونا ان کی کتب سے پتہ چل چکا ہے۔

حسن اتفاق:۔ حضرت مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ کے فتوی کی نقل گزشتہ روز ۳ مارچ کو مجھے قاسم العلوم ملتان سے اس وقت پر پہنچی جب میں اس زیر مطالعہ کتاب "خطبات جیل" کی تالیف میں مصروف تھا۔ محمد اعظم طارق)

مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن کے فتویٰ کی تائید:۔

سامعین محترم..... مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ کی تائید، تصدیق فرمانے والے اکابرین جمعیت علماء اسلام کا ذکر کرتا چلوں.....

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مہتمم دارالعلوم اکوڑا خٹک

حضرت مولنا محمد اجمل خان مد ظلہ ' مولانا صدر الشہید بنوں
شیخ الحدیث مولانا عبد الکریم صاحب بیر شریف سندھ '
شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر مد ظلہ '
حافظ حسین احمد صاحب مد ظلہ مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ '
مولانا محمد عبد اللہ صاحب مد ظلہ بھکر '
مولانا محمد ایوب جان بنوری رحمتہ للہ علیہ پشاور '
حضرت مولانا قاضی عبد الکریم صاحب مد ظلہ کلاچی '
میاں محمد اجمل قادری صاحب مد ظلہ '
حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب مد ظلہ '
شیخ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب پشاور۔

ہندوستان کے علماء کرام کے اہم فتاویٰ جات

شیعہ کے کفر پر دار العلوم دیوبند کا فتویٰ:۔

حضرت علامہ فاضل مجیب کا جامع اور مدلل جواب حرف بہ حرف صحیح ہے..... شیعہ اثنا عشری کے جو عقائد ذکر کئے گئے ہیں..... یعنی قرآن کی تحریف کا قائل ہونا..... ان کا اپنے بارہ اماموں کو معصوم و مفترض الطاعۃ جاننا..... شرعی احکام کی تحلیل و تحریم میں انہیں مختار ماننا..... انہیں انبیاء علیہم السلام کے ہم پلہ بلکہ ان سے افضل قرار دینا..... قرآن و حدیث کے اولین چشم دید گواہ یعنی حضرات صحابہ کرام کی خصوصاً حضرات شیخین ؓ کی تکفیر کرنا..... ان پر سب و شتم اور لعن طعن کرنا..... بلاشبہ یہ عقائد صریح کفر ہیں..... ان عقائد کی بنیاد پر یہ لوگ

قطعی کافر اور مرتد ہیں.....

صحابہ کرام ؓ پر سب و شتم کرنے والوں کے حق میں امام مالک نے بہت پہلے ہی کفر کا فتویٰ دیا ہے.....اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مال فئی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے.....

چنانچہ علامہ شاطبی الاعتصام میں لکھتے ہیں۔

قال مصعب الزبیری وابن رافع دخل هارون (یعنی الرشید) المسجد فرکع ثم اتی قبرالنبی صلی الله علیه وسلم فسلم علیه ثم اتی مجلس مالک فقال السلام علیک ورحمت الله وبرکاته ثم قال لمالک هل لمن سب اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الفئی حق؟ قال لا۔ ولا کرامه ولا مسرة قال۔ من این قلت ذلک قال: قال الله عزوجل لیغیظ بهم الکفار' فمن عابهم فهو کافرولا حق لکافر فی الفئی (الاعتصام ص۲۶۱ ج۲) فقط واللہ اعلم۔ (حبیب الرحمان خیرآبادی مفتی دارالعلوم دیوبند)

بے شک جو لوگ قرآن کریم کو محرف مانتے ہوں.....یا شرعی احکام کی تحلیل و تحریم میں کسی کو بھی مختار مانتے ہوں کافر و مرتد ہیں ..... واللہ اعلم بالصواب۔ سعید احمد عفا اللہ پالنپوری خادم دارلعلوم دیوبند

حامدا و مصلیا و مسلما یہ عقائد ثلثہ مذکورہ ایسے باطل و غلط ہیں.....کہ محض ان کی وجہ سے بھی فرقہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد میں کسی قسم کے شک و اشتباہ کی گنجائش نہیں رہتی.....بلکہ جس شخص کے اندر ان عقائد ثلثہ مذکورہ سے ایک عقیدہ بھی ہو گیا تو اس کے بھی کفر و ارتداد میں کوئی شک و شبہ نہیں رہے گا.....فقط العبد نظام الدین مفتی دارلعلوم

دیوبند ۲۴/۳/۱۴۰۷ھ

من اجاب اصاب محدث جلیل حضرت استاذ العلام مدظلہ نے اثنا عشری شیعہ کے کافر ہونے کا جو فتوی دیا ہے..... وہ حرف با حرف صحیح ہے ..... محمد ظفیر الدین غفرلہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

باسمہ سبحانہ و تعالی حامدا و مصلیا و مسلما

امابعد.....

فرقہ اثناء عشری حو تحریف قر ن کا برملا قائل ہے..... دونوں بزرگوں نے اپنی تحریروں سے اس فرقہ کی بہت سی تحریفات کو ان کی معتبر کتابوں سے مع حوالے کے نقل فرما دیا ہے..... اسی ایک کفریہ عقیدہ کے بعد ان کے کفر اور ارتداد میں کوئی شک باقی نہیں رہتا..... حضرت علامہ مجیب مدظلہ کا جواب پوری طرح مدلل ہے یہ احقر اس سے متفق ہے ..... فللہ درہ جزاہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیرالجزاء کتبہ الاحقر الافقر..... عبدالرحمان غفرلہ مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۹ ربیع الاول (مہر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند)

شیعہ اثنا عشری کے معتقدات چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ امور کے مخالف ہیں..... اس لئے ان کا دین اسلام سے خارج ہونا ظاہر ہے..... (احقر نصیر احمد عفی عنہ استاذ حدیث) احقر معراج الحق غفرلہ (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) ارشد غفرلہ (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/۱۴۰۷)

الحق ابلج والباطل لجلج۔ ناکارہ عبدالحق قاسمی خادم دارالعلوم دیوبند ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۰۷، شبیر احمد عفی عنہ۔

فرقہ اثنا عشریہ کو احقر کافر سمجھتا ہے..... محمد حسین، عبدالخالق مدراسی عفی عنہ، عبدالرحیم بستوی، نسیم احمد بارہ بنکوی، ریاست علی غفرلہ۔

فرقہ اثناء عشریہ کا کفر و ارتداد اظہر من الشمس ہے۔ عبدالرؤف کفاہ اللہ افغانی، مجیب اللہ قاسمی (گونڈوی)، عبدالخالق سنبھلی، ۱۳/۴/۱۴۰۷ھ، محمد عثمان عفی عنہ، احرار الحق غفرلہ، شاہد حسین قاسمی، عزیز احمد قاسمی۔

جو فرقہ اپنے ائمہ کو نہ صرف حضرات انبیاء کی طرح مطاع بلکہ کان ومایکون جاننے والا اور ان میں متصرف سمجھے..... قرآن حکیم میں تحریف و تبدل کا قائل ہو..... اور حضرات صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے ثلاثہ کو نعوذ باللہ منافق و مرتد قرار دے..... ایسے فرقہ کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے؟..... بلاریب یہ فرقہ کافر ہے..... اور حضرت مجیب نے اس کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے بالکل درست ہے..... (حبیب الرحمان قاسمی، خادم دارالعلوم دیوبند ۱۴/۴/۱۴۰۷ھ)

فرقہ اثناء عشریہ کے اعتقادات باطلہ ان کی تکفیر کے لئے کافی ہیں..... احقر حضرت مجیب مدظلہ کے جواب کی تصویب و تائید کرتا ہے ..... (قمرالدین خادم حدیث دارالعلوم دیوبند ۱۴/۴/۱۴۰۷ھ)

تکفیر کے لئے تحریف قرآن کا اعتقاد ہی کافی ہے..... خورشید انور۔

اذا ثبت حقیقه العقائد الاثنا عشریه فتکفیر هم واجب بلاشبهه۔ (محمد یوسف غفرلہ، زبیر احمد، لقمان الحق فاروقی)

فرقہ اثناء عشریہ کا قرآن مجید کو محرف ماننا..... منصب امامت کو درجہ نبوت سے فائق و برتر جاننا..... صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرنا وغیرہ

موجبات کفر ہیں.....(بلال اصغر' المصدق شمیم احمد)

مولانا مفتی محمود گنگوہی کا فتویٰ:۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی دامت فیوضھم (دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں.....

الحمدلله رب العالمین والصلو ة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی اله الطاهرین واصحابه الطیبین اجمعین الی یوم الدین۔ اما بعد!

جب سے فرقہ شیعہ امامیہ اثناء عشریہ نے جنم لیا اسی وقت سے علمائے حق نے اس کی تردید کی اس کے زیغ ضلال کو واضح کیا..... کسی نے یہ مختصر لکھا کسی نے تفصیل سے بیان کیا..... شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں اس پر بسط سے کلام کیا.....

بادشاہ ہمایوں کے دور میں یہ فرقہ منظم شکل میں جماعتی حیثیت سے ہندوستان آیا..... اور اپنے مخصوص نظریات (بغض صحابہ اور ان پر لعن طعن) کی اشاعت کرنے لگا..... ہمایوں نے علامہ ابن حجر مکی کو خط لکھا جس پر "تطہیر اللسان و الجنان" تصنیف کی گئی..... نیز دوسری کتاب "الصواعق المحرقہ تصنیف فرمائی.....

اس کے بعد اکبر کا دور آیا تو یہ فرقہ ترقی کرنے لگا..... یہاں تک کہ جو دین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس کے مقابلہ میں دوسرا دین مستقل بنایا گیا.....

اسی زمانہ میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ تھے..... ان کو قتل کرنے کی تجویز کی گئی مگر وہ تجویز کامیاب نہیں

ہوئی..... یہاں تک کہ اکبر کا انتقال ہو گیا.....

پھر جہانگیر تخت نشیں ہوا تو اس نے حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اجین' ریاست گوالیار میں قید کر دیا اور برسوں قید رکھا..... پھر ایک خواب کی بنا پر متنبہ ہو کر اپنی غلطی کا اقرار کیا..... اور ان کو جیل سے نکال کر معافی مانگی.....

حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرق ضالہ میں اس فرقہ کو سب سے زیادہ خطرناک بتایا ہے..... تحریر فرمایا ہے کہ قرآنی اسلام کے مقابلہ میں اس فرقہ نے دوسرا اسلام تیار کیا ہے..... اس کے عقائد کو شمار کرایا ہے..... کہ یہ عقائد قرآن کریم اور احادیث متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہیں..... جن اکابر نے اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا..... انہوں نے اس احتیاط کی بنا پر کف اللسان والقلم کیا ہے..... کہ ممکن ہے مرنے سے پہلے توبہ نصیب ہو جائے..... بغیر توبہ کے مرنے پر یہ احتیاطی پہلو بھی ختم ہو گیا..... فتاویٰ عالمگیری میں ہے.....

الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذ بالله فهو کافر ولو قذف عائشه رضی الله عنها بالزنا کفر بالله و من انکرامامه ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فهو کافر و علی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر و کذلک من انکر خلافه عمر رضی الله عنه فی اصح القول کذافی الظهیریه ----- ویجب اکفارهم باکفار عثمان و علی وطلحه و زبیر و عائشه رضی الله عنهم۔

ویجب الاکفار الزیدیه کلهم فی قولهم بانتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا و سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم کذافی

الوجیز للکروی ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعه الاموات الی الدنیا و بتناسخ الارواح بانتقال روح الاله الی الانمه و بقولھم فی خروج امام باطن و بتعطیلھم الامر والنھی الی ان یخرج الامام الباطن و بقولھم ان جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی الله علیه وسلم ھم خرجو عن مله الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذافی الظھیریه فتاوی عالمگیریه مختصرا" (ج۲ ص ۲۸۳)

مشہور مفسر و محدث حافظ ابن کثیر نے سورہ فتح کی آیت (لیغیظ بھم الکفار) کی تفسیر میں نقل کیا ہے..... کہ امام مالک نے اس آیت کو روافض کے کفر کی ایک قرآنی دلیل قرار دیا ہے.....

تفسیر خازن اور اور معالم التنزیل میں بھی امام مالک کے استدلال کی طرف جمالی اشارہ موجود ہے.....

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے..... "ازالتہ الخفا" میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مناقب اور دینی کارنامے تفصیل سے بیان فرمائے ہیں.....اور اس فرقہ پر شدومد سے رد فرمایا ہے.....

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے..... تحفہ اثنا عشریہ عمیں اس فرقہ باطلہ کے عقائد شنیعہ لکھ کر اس کا خوب رد فرمایا ہے.....

حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے..... اس فرقہ کی تردید میں "ہدایت الشیعہ" تصنیف فرمائی.....

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ نے.....ہدایتہ الشیعہ میں بڑے دلائل سے اس فرقہ کے معتقدات کا رد کیا ہے.....

حضرت مولانا خلیل احمد رحمتہ اللہ علیہ سہارنپوری نے ہدایات

الرشید میں تفصیل سے اس فرقے کا رد فرمایا.....

علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے.....نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا اورانکر صحبہ الصدیق رضی اللہ عنہ اواعتقد ان لوحی فی علی اوان جبرائیل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح المخالف للقران۔ (شامی ج ۳ ص ۲۹۴)

الغرض اپنے اپنے دور میں اہل سنت والجماعت (ھم ما انا علیہ و اصحابی) اس فرقے پر رد کرتے چلے آئے ہیں.....اس فرقے کی کتابیں کمیاب یا نایاب تھیں..... مگر اب چھپ چکی ہیں جو شخص ان کا مطالعہ کرے گا..... وہ خود بھی دیکھ لے گا وہ کس قدر کفریات پر مشتمل ہیں..... مثلاً "کافی" منہج الصادقین' البرہان فی تفسیر القرآن..... فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب' حیات القلوب اور کشف الاسرار وغیرہ وغیرہ فقط واللہ الھادی الی صراط مستقیم..... املاہ العبد محمود غفرلہ' چھتہ مسجد دارالعلوم دیوبند

علماء مظاہر علوم' سہارنپور کے فتاویٰ جات:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ استفتاء میں اس فرقہ (شیعہ اثنا عشریہ) کے جو عقائد مفصل و مدلل تحریر فرمائے گئے ہیں.....ان کی بنا پر یہ فرقہ بالیقین اور بلاشبہ کافر اور مرتد ہے..... جیسا کہ حضرت اقدس مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب نے تحریر فرمایا ہے.....احقر نے مستقل جواب لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی..... جو کچھ حضرات اکابر علماء نے تحریر فرمایا ہے وہی کافی ہے..... یحییٰ غفرلہ' دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور ۱۴۰۷ھ' مہردارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

بسم الله الرحمن الرحیم..... الجواب بعون الملک الوھاب ..... حامدا" و مصلیا" و مسلما" .....امابعد.....

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب اعظمی

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی

کے جوابات بغور دیکھے، نیز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپور کا فتویٰ یہ ہے.....

"محققین کے نزدیک سبھی روافض کافر بحکم مرتد ہیں..... لہٰذا ان کا ذبیحہ حلال نہیں..... البتہ جو علماء ان کو بحکم اہل کتاب کہتے ہیں..... ان کے نزدیک جائز ہوگا..... فقط واللہ اعلم حررہ۔ خلیل احمد عفی عنہ

الجواب صحیح

عنایت الٰہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ مظاہر علوم اول ص ۲۱۳ کتاب الذبائح)

حضرات اکابر کے جوابات صحیح ہیں..... املاہ احقر مجد القدوس خبیب رومی، عفا اللہ عنہ، خادم افتاء و تدریس مظاہر علوم سہارنپور (۱۴۰۸ھ)

الجواب صحیح

بلا ارتیاب۔ محمد امین غفرلہ خادم افتاء مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح

اشتیاق احمد مظاہری قاسمی ندوی مفتی مظاہر علوم سہارنپور

(۱۴۰۸ھ)

لاجوبتہ کلھا صحیحہ۔ بندہ ذوالفقار علی غفرلہ رفیق دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور
(۹/۲/۱۴۰۸ھ) مہردارالافتاء مدرسہ مظاہرالعلوم سہارنپور

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ:۔

ھوالصواب! شیعوں میں اثناء عشری فرقہ قرآن میں تحریف کا قائل ہے..... ان کا عقیدہ ہے قرآن مجید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے بارے میں صریح آیات تھیں..... ان کو صحابہ کرام ؓ نے خاص طور پر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما نے قطع برید کرکے نکال دیا ہے..... اور موجودہ قرآن مجید ناقص ہے..... (نعوذ باللہ) اسی طرح وہ عقیدہ امامت کی وجہ سے ختم نبوت کے بھی قائل نہیں ہیں..... نیز ان کے بہت سے ایسے عقائد ہیں..... جو کتاب اللہ کی نصوص صریح کے مخالف ہیں..... اس لئے فرقہ اثناء عشریہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے.....

ان کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا محض تقیہ پر مبنی ہے ..... اور سیاسی مفاد کی خاطر ہے..... فقط محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ
(۴۔۲۔۱۴۰۸ھ مفتی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

شیعہ کی تکفیر پر بریلوی علماء کے فتاویٰ جات

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا فتویٰ:۔

جس شخص یا فرقہ میں یہ (شیعوں والے) اوصاف ہوں وہ دائرہ

اسلام سے خارج ہے..... ایسے شخص یا گمراہ فرقہ سے حسب اقتضائے "الحب لله و البغض لله" خلط ملط ہونا اور راہ رسم رکھنا منع ہے..... شیخین ؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا..... "جمہور المسلمین" کے نزدیک کافر ہے..... ایسے اشخاص سے برتاؤ کرنا اور اتحاد رکھنا بالکل ممنوع ہے..... (آفتاب ہدایت صفحہ ۱۰۵، ناشر مدنی مسجد چکوال)

اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خانؒ :۔

بالجملہ ان رافضیوں، تبرائیوں (شیعوں) کے باب میں حکم قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتدین ہیں..... اور ان کے ہاتھوں کا ذبیحہ مردار ہے..... ان کے ساتھ مناکحت (نکاح) نہ صرف حرام ہے بلکہ زناء ہے..... معاذ اللہ مرد رافضی ہو اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے.....

اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں سے ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہو گا..... محض زنا ہو گا..... اولاد ولد الزنا ہے..... باپ کا ترکہ نہ پائے گی..... اگر اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً" ولد الزناء کا باپ کوئی نہیں..... عورت ترکہ کی مستحق ہو گی..... نہ مہر کی کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں ہے.....

رافضی اپنے کسی قریبی حتیٰ کہ باپ بیٹے..... ماں بیٹی کا ترکہ نہیں پا سکتا..... سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خواہ اپنے مذہب رافضی کے ترکے میں اس کا اصلاً" کوئی حق نہیں..... ان کے مرد عورت، عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد

حرام ہے.....

جو ان کے ملعون عقیدہ پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے..... باجماع تمام آئمہ دین خود کافر، بے دین ہے..... اور اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہیں.....

مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں..... اور اس پر عمل کر کے سچے مسلمان بنیں.....(ردالرفضہ صفحہ ۲۳ ناشر مرکزی مجلس رضا پوسٹ بکس نمبر۲۲۰۶ لاہور)

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کا فتویٰ:۔

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کا یہ فرمان بہت ہی مشہور ہے ..... کہ اگر اوپر بہتے ہوئے پانی سے سوئر پانی پی لے تو اس سے پینا جائز ہے..... اور اگر شیعہ وہاں سے پانی پی لے تو پینا جائز نہیں..... کیونکہ وہ نجس اور دشمن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہیں۔

سیال شریف کا دوسرا فتویٰ:۔

شیعیت اسلام کے خلاف بدترین سازش ہے..... اور یہ یہود و مجوس وغیرہ کی اسلام سے بدلہ لینے کی مزموم کوشش ہے..... جس کو صرف اسلام کا لیبل لگا کر پیش کیا گیا ہے..... جو کہ درحقیقت یہودی اور مجوسی نظریات اور اعمال و اخلاق کا ایک چربہ ہے..... اور معجون مرکب ہے اسے اسلام، قرآن، اہل بیت سے قطعا" کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے.....

اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام اور عالم اسلام کو اس مزموم اور ناپاک سازش اور فریب کاری سے محفوظ فرمائے.....(آمین)
(شیخ الحدیث محمد اشرف سیالوی خادم دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف)

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کا فتویٰ:۔

جس فرقہ کے لوگوں کے یہ عقائد ہوں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منافق مانے.....اور قرآن کریم کو غیر متبدل سمجھتے ہیں.....اور متعہ کو جو باجماع امت حرام ہے .....اس کو جائز سمجھے.....ایسے فرقہ کو ضرور باالضرور غیر مسلم اقلیت ٹھہرانا ضروری ہے.....ان کو مسلمان ماننا غلطی ہے .....(مولوی محمد رمضان، مفتی دارلعلوم حزب الاحناف، لاہور)

مفتی دارالعلوم غوثیہ لاہور کا فتویٰ:۔

الجواب:۔ جن لوگوں کے ایسے عقائد ہیں جو استفتاء میں لکھے گئے ہیں .....جو بلا شک و شبہ دائرہ اسلام سے خارج اور غیر مسلم قرار پاتے ہیں.....ان کا غیر مسلم قرار پانا ان کے زندیق ملحد ہونے کی صورت میں ہوگا.....

ملحد و زندیق وہی لوگ ہیں جو ضروریات دین کا نام لیں لیکن ضروریات دین کے منکر ہوں.....جیسے مرزائی قادیانی اور دوسرے بد دین .....جو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا شریعت مطہرہ پر ایمان بھی ظاہر کرتے ہیں.....مگر ان کی شان میں کھلی تنقیص بھی کرتے ہیں .....اس قسم کے لوگ در حقیقت اسلام سے خارج ہیں.....ان کا حکم یہ ہے کہ علمائے

دین کے ذریعے حکومت ان پر حق واضح کرے تاکہ حجت تمام ہو..... اگر باز آجائیں تو انہیں فائدہ ورنہ ان کا خاتمہ کرنا بھی حکومت اسلامیہ کا فریضہ ہے..... اقلیت قرار دینے کا کوئی معنی نہیں بنتا..... (مفتی غلام سرور قادری ممبر مرکزی زکوۃ کونسل اسلام آباد۔ دارالعلوم غوثیہ لاہور)

مفتی جامع نظامیہ رضویہ لاہور کا فتویٰ:۔

جو شخص یا گروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت میں طعن کرتا ہے..... وہ سورہ نور کی آیات کا منکر ہے..... جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات بیان کی گئی ہے..... اور قرآن کا منکر کافر ہے ..... اور جو شخص موجودہ قرآن کو کلام اللہ نہیں مانتا..... وہ قرآن کریم کی آیت کریمہ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کا منکر ہوتا ہے.....

مذکورہ غلط اور گمراہ کن نظریات رکھنے والا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا..... ایسے شخص یا گروہ سے مسلمانوں کو تعلق رکھنا..... ان کے جلسوں اور جلوسوں میں شامل ہونا ناجائز اور حرام ہے.....

بحکم قرآن "فلا تقعد بعدالذکری مع القوم الظلمین"..... "مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کو اپنے معاشرے سے خارج کر دیں ..... اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں"..... (عبداللطیف مدرسہ جامعہ نظامیہ رضویہ' اندرون لوہاری گیٹ لاہور)

شیعہ کی تکفیر پر اہل حدیث علماء کے فتاویٰ جات

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کا فتویٰ:۔

شیعہ مذہب کے عقائد جاننے والا کسی دلیل سے بھی شیعہ کو مسلمان قرار نہیں دے سکتا..... شیعہ نے ہندوؤں، سکھوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں اسلام کی توہین ایسے انداز سے کی ہے..... جس کے بعد اس گروہ کے کفر میں کوئی شک باقی نہیں رہا..... میں اہل حدیث اور عالم اسلام کے ہر مسلمان سے کہوں گا..... "خمینی اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں..... (الشیعہ والتشیع)

علامہ نعمانی کے استفتاء کے جواب میں:۔

فتویٰ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف (مدیر الاعتصام، لاہور) مع تصدیق حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.....

"استفتاء میں شیعہ حضرات کے جن عقائد کا ذکر کیا گیا ہے جو ان کی نہایت معتبر اور مستند کتابوں میں درج ہیں..... نیز ان کے مترجم قرآن کے حواشی (ترجمہ و حواشی فرمان علی شائع کردہ کراچی) سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے..... یہ عقائد ان کے کفر کے اثبات کے لئے کامل ہیں..... ایسے سخت گمراہ کن عقائد رکھنے والا فرد اور گروہ یقیناً مسلمان نہیں ہو سکتا.....

موجودہ شیعہ اگر اپنی کتابوں کو مستند سمجھتے ہیں..... (اور یقیناً

وہ سمجھتے ہیں) اور ان میں درج باتوں پر ان کا یقین ہے..... (اور یقیناً ہے) تو ان کے کفر میں شبہ نہیں کیا جاسکتا..... مگر وہ اپنی کتابوں اور ان میں درج باتوں سے اظہار برات نہ کریں.....

علاوہ ازیں ان کا طرز عمل بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے..... کہ وہ اہل سنت مسلمانوں سے اپنے آپ کو یکسر علیحدہ اور بالکل الگ تصور کرتے ہیں..... اور عقائد میں بنیادی اختلافات کے ساتھ ساتھ ملکی اور اسلامی قوانین میں بھی اپنا الگ شیعی تشخص منوانے پر مصر ہیں..... اور ان کا یہ شیعی تشخص یکسر اسلامی تشخص سے مختلف ہے.....

اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ اہل اسلام آستین کے ان سانپوں کو پہچانیں..... اور اہل وطن ان کی ان سازشوں سے آگاہ رہیں..... جو وہ اسلامی معاشرے میں رہتے ہوئے..... اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لئے کر رہے ہیں.....

اسلامی ممالک اور معاشروں میں ان کا ناپاک وجود جسد ملت اسلامیہ میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے..... اس کا کاٹ پھینکنا اسلام کے بقا اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لئے انتہائی ضروری اور اس سے تغافل و تسہل ناقابل معافی جرم ہے..... وما علینا الا البلاغ هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

تصدیق:۔

(حافظ) صلاح الدین یوسف ایڈیٹر ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور

واقعی شیعہ، شیعی مسلمات کی رو سے اسلام سے علیحدہ قوم قرار پاتی ہے۔ (محمد عطاء اللہ حنیف ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

علماء جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کا فتویٰ:۔

شیعہ اثنا عشریہ رافضیہ کافر ہیں..... اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں..... کیونکہ یہ غالی فرقہ ان مسائل کا انکار کرتا ہے..... جو قطعی الثبوت، قطعی الدلالت اور ضروریات دین میں سے ہیں..... جس کی مختصر سی تشریح یوں ہے کہ.....

دین کے مسائل دو قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱) وہ مسائل جن پر امت کا اتفاق ہے۔

(۲) وہ مسائل جن میں اختلاف ہے۔

پہلی قسم کے مسائل میں بعض ایسے مسائل بھی ہوتے ہیں ..... جو قطعی الثبوت بھی ہوتے ہیں..... اور قطعی الدلالت بھی .....

قطعی الثبوت ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو..... جن کے روایت کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر..... آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن میں مختلف طبقات..... اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں..... کہ ان سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کرلینا محال سمجھا جائے..... (اسی کو اصطلاح میں تواتر اور ایسی احادیث کو احادیث متواترہ کہتے ہیں).....

اور قطعی الدلالہ ہونے کا مطلب یہ ہے..... کہ جو عبارت

قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے..... یا حدیث متواتر سے ثابت ہوئی ہے..... وہ اپنے مفہوم مراد کو صاف صاف ظاہر کرتی ہو ..... اس میں کسی قسم کی الجھن یا ابہام نہ ہو..... کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے.....

پھر اس قسم کے مسائل قطعیہ اگر مسلمانوں کے ہر طبقہ خاص و عام میں اس طرح مشہور و معروف ہو جائیں..... کہ ان کا حاصل کرنا کسی خاص اہتمام اور تعلیم و تعلم پر موقوف نہ رہے.....

بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثۃ" وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہوں..... جیسے قرآن مجید اللہ کا کلام ہے.....

نمازوں کی تعداد'

رکعتوں کی تعداد'

روزہ'

حج'

زکوٰۃ' کا فرض ہونا'

چوری'

شراب نوشی کا گناہ'

اذان'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا'

حدیث دین کا حصہ ہے وغیرہ تو ایسے مسائل قطعیہ کو ضروریات دین کے نام سے تعبیر کرتے ہیں..... اور جو مسائل اس درجہ مشہور نہ ہوں..... کہ ان سے ہر عام و خاص واقف ہو..... جیسے رضاعی رشتوں کی حرمت اور بعض اور حرام چیزیں جن کی قرآن میں تصریح ہے..... اور

امت کا ان پر اتفاق ہے..... مگر ہر شخص کا ان سے واقف ہونا ضروری نہیں ہے..... ایسے مسائل صرف قطعیات کہلاتے ہیں ضروریات نہیں.....

ضروریات دین کا انکار باجماع امت کفر ہے..... ناواقفیت و جہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا..... اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی.....

البتہ قطعیات محضہ جو شہرت میں اس درجہ کو نہیں پہنچے ..... ان کا انکار اگر بے خبری کی بنا پر کیا جائے..... تو کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا.....

بلکہ اسے سمجھایا جائے گا کہ اس کا انکار کفر ہے..... اگر پھر بھی وہ انکار پر قائم رہ..... ے تو کفر کا حکم اس پر صادر کیا جائے گا.....

شیعہ اثناء عشریہ رافضیہ چونکہ موجودہ قرآن کا انکار کرتے ہیں .....جو ضروریات دین میں سے ہے..... اور خلافت راشدہ کا بھی انکار کرتے ہیں..... جس پر امت کا اجماع ہے..... اور اسی طرح صحابہ کرام ؓ کا انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل و اعلیٰ ..... اور عدل و ثقہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کا ان سے راضی ہونا..... اور ان کے لئے جنت کی خوشخبری کا بھی انکار کرتے ہیں ..... جو قرآن و حدیث کی نصوص سے ثابت ہونے کی بنا پر قطعیات اسلام میں سے ہے.....

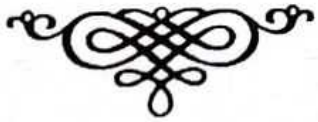
نیز صحابہ کرام ؓ کے متعلق تو یہ بدترین عقیدہ رکھتے ہیں ..... کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے تین حضرات..... (مقداد بن اسود، سلمان فارسی، عمار بن یاسر) کے باقی تمام کے تمام صحابہ ؓ دین چھوڑ کر اللہ اور رسول ﷺ کے بے وفا ہوگئے

تھے.....

لہٰذا یہ فرقہ مذکورہ کفریہ عقائد کی بنا پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے..... (محمد علی جانباز خادم جامعہ ابراہیمیہ' سیالکوٹ) (مہر جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ)

سامعین محترم..... آج کا یہ عنوان طوالت اختیار کرگیا..... بس اسی پر اتفاق کرتے ہوئے اللہ کریم سے ہدایت کی دعاء کروں گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو صحابہؓ کی سچی محبت اور فرمانبرداری نصیب فرمائے..... اور زندگی کا باقی حصہ پاک پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے..... آمین

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔



سپاہ صحابہ کا مشن کیا ہے؟

خطبہ:۔

الحمدلله نحمده و نستعينه ونستغفره..... ونومن به ونتوكل عليه ..... ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا..... من يهده الله فلا مضل له ..... ومن يضلله فلا هادى له..... ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له..... ونشهد ان سيدنا و مولنا محمدا" عبده ورسوله ..... اما بعد..... فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم..... بسم الله الرحمن الرحيم..... هوالذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولوكره المشركون..... (پارہ۱۰ سورۃ التوبہ ایت ۳۳)

وقال تبارک وتعالى..... وانتم الاعلون ان كنتم مومنين ..... (پارہ۴ سورۃ ال عمران ایت۱۳۹)

قال النبى صلى الله عليه وسلم يدالله على الجماعه..... وقال عليه الصلو ة والسلام..... انما الاعمال باالنيات و انما لامرى ء ما نوى ..... اوكما قال عليه الصلوة والسلام.....

صدق الله العظيم..... وصدق رسوله النبى الكريم..... ونحن على ذلک لمن الشاهدين والشاكرين..... والحمد لله رب العلمين .....

تمہید:-

محترم المقام!

حضرات علماء کرام!

و مشائخ عظام!

بزرگان اسلام!

اور سپاہ صحابہ کے غیور کارکنو!

سپاہ صحابہ کی عمر چودہ سال ہو رہی ہے..... اور چودہ سال کے عرصہ میں اس نو عمر جماعت پر..... جس قسم کی پریشانیاں..... مصائب و آلام..... اور آزمائشوں کے لمحے آئے..... وہ اگر کسی پرانی جماعت پر آتے تو وہ نہ صرف ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہوتی..... بلکہ وہ اپنا وجود تک کھو بیٹھی ہوتی..... کیونکہ منظم سے منظم جماعت کو بھی..... جب مسلسل قیادتوں سے محروم کیا جارہا ہو..... قیادت سے لے کر عام کارکن تک کو..... آرام و سکون سے کام کرنے..... اور اپنے پیغام کو آگے بڑھانے کا موقع دینے کی بجائے..... قدم قدم پر روکا جارہا ہو..... زبان بندیوں..... ضلع بندیوں..... اور نظر بندیوں کے ذریعہ زبانوں پر تالے..... کانفرنسوں اور جلسوں کی راہوں پر پولیس ناکے لگائے جا رہے ہوں..... تو کوئی کسی کو اپنی بات کیسے سنا سکتا ہے..... اور درد دل سے آشنا کیسے کر سکتا ہے.....

صرف اسی پر بس نہیں..... ایک طرف اسلام کا ازلی دشمن ..... راکٹ لانچروں اور بموں سے مسلح ہو کر..... حق و صداقت کی بلند ہونے والی صدا کو خاک و خون میں تڑپاتا چلا جاتا ہے..... اور حق کی

آواز پر لبیک کہنے والے نمازیوں..... طالب علموں اور معصوم بچوں تک کو..... گولیوں سے چھلنی کیے جاتا ہے..... تو دوسری طرف وقت کے حکمران..... لاقانونیت اور انتقام کی راہ اختیار کرکے ..... کفر و ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والوں ہی کو ..... عقوبت خانوں اور زندانوں کا مہمان بنانے..... ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے زیور پہنا کر..... کئی کئی ماہ تک سورج کی روشنی تک سے محروم کرکے..... کال کوٹھڑیوں میں بند رکھنے میں..... اور ملاقاتوں پر کلی طور سے پابندیاں عائد کرنے میں مصروف ہوں..... صرف اسی پر بس نہیں درجنوں کارکنوں کو..... جعلی پولیس مقابلوں میں ..... عوام کے محافظ کہلانے والوں کے ہاتھوں..... قتل کرانے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہوں..... تو کیا ایسی حالت میں..... کسی جماعت کا زندہ رہنا ممکن ہے.....

مگر یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامت ہے..... کارکنوں اور قیادت کی قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے..... کہ سپاہ صحابہ آج بھی اسی طرح میدان عمل میں موجود ہے..... اپنے مشن اور نصب العین کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے..... جس طرح پہلے تھی.....

مخلص ناکام نہیں ہوتے:۔

اخلاص و للھیت کے ساتھ دین کا کام کرنے والے لوگ ..... اور خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دینے والی جماعتیں..... ہر میدان کی فاتح ہوا کرتی ہیں..... اور ان کے پایہ استقلال میں حوادثات زمانہ..... اور فرعونوں کے مظالم لغزش پیدا کرنے میں..... کامیاب نہیں ہوا کرتے.....

جو جماعتیں دولت اخلاص سے مالامال ہوتی ہیں..... عروج و سربلندی ان کا مقدر ہوتی ہے..... ناکامی و نامرادی..... باہمی اختلافات..... اور دھڑے بندی کا منحوس سایہ..... ان سے دور رہتا ہے..... اخلاص ہی وہ جذبہ ہے..... جو قیادت کو ایک کارکن کے دکھ سکھ میں شریک کرتا ہے..... اور کارکن کو قیادت پر قربان ہونے کا سبق پڑھاتا ہے..... اخلاص وہ شجر سایہ دار ہے..... کہ جس پر کبھی خزاں کا موسم نہیں آتا..... اور ایسا چشمہ صافی ہے کہ جس سے ایک دنیا سیراب ہوتی ہے..... مگر نہ اس کا پانی خشک ہوتا ہے نہ ذائقہ بدلتا ہے.....

اخلاص کیا ہے:۔

کسی بھی دینی کام کو اس نیت سے سرانجام دینا..... کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے اخلاص کہلاتا ہے.....

جب دین کی خدمت کا مقصد رضاء الٰہی کا حصول قرار پا جائے..... تو پھر نہ مالی مفاد..... دنیاوی منصب..... اور نہ کی عہدہ خواہش..... انسان کے پاؤں کی زنجیر بننے میں کامیاب ہوتا ہے..... نہ اولاد..... نہ اعزہ..... نہ اقرباء..... نہ دوستوں کی محبت اسے غلط کام پر آمادہ کر سکتی ہے ..... نہ عزت و شہرت کی بھوک اسے ستاتی ہے..... نہ غربت و افلاس کا غم اس کے قریب پھٹکتا ہے.....

یہ اخلاص ہی ہے..... جو عقوبت خانوں کے مظالم اور ظلم و تشدد کے کوڑوں میں لذت آشنائی..... اور رخ جمال یار کا دیدار کرنے جیسی پر کیف..... اور وجد آفرین مسرت سے سرشار کر دیتا ہے.....

اور بقول شاعر

بڑھتا ہے ذوق جرم یاں ہر سزا کے بعد

کا مصداق بنا دیتا ہے..... ہاں ہاں..... یہ اخلاص ہی ہے .....جو ابراھیم علیہ السلام کو نار نمرود میں چھلانگ لگانے..... اور بلال رضی اللہ عنہ کو دھکتے انگاروں پر احد احد کے نعرے لگانے پر مجبور کر دیتا ہے..... یہ اخلاص ہی کا کرشمہ ہے..... جو مکہ کے چوک میں تختہ دار کی طرف جاتے ہوئے..... خبیب رضی اللہ عنہ سے کہلاتا ہے.....

ولست ابالی حین اقتل مسلما

علی ای شق کان للہ مصرعی

ترجمہ:۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے جب کہ میں اسلام قبول کرنے کے جرم میں قتل کیا جارہا ہوں..... کہ اللہ کے لئے مجھے کیسے تڑپایا جائے گا.....

اخلاص پیدا کب ہوتا ہے:۔

اخلاص اس وقت انسان کے قلب و ذہن میں راسخ ہوتا ہے..... جب اس کے سامنے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے..... کہ میرا مشن اور نظریہ حق ہے..... میں جس کام کے لئے قدم آگے بڑھا رہا ہوں..... وہ دین کی ایسی خدمت ہے کہ اس وقت اس سے بڑھ کر دین کی خدمت کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے..... میرا دین اس وقت مظلوم ہے اور اللہ کا یہ آخری دین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر پکار پکار کر کہہ رہا ہے..... ان تنصروا اللہ ینصرکم ..... آؤ میری مدد کرو..... اگر تم اللہ کی یعنی اس کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا..... لہٰذا میرے دین نے مجھے پکارا ہے..... اور اس آواز پر

لبیک کہنا مجھ پر فرض ہو چکا ہے..... اب میری زندگی شریعت محمدی کی امانت ہے..... میں جب تک زندہ رہا اس دین کی حفاظت کے لئے کمربستہ رہوں گا..... اور میری موت بھی اس دین حق کی پاسداری میں شہادت کی صورت میں آئے گی..... غرضیکہ اخلاص کامل اسی وقت نصیب ہوتا ہے..... جب انسان کو اپنے موقف کی سچائی پر اتنا یقین ہو..... کہ وہ اس کے مقابل انسان تو انسان کسی فرشتہ کی بات کو تسلیم کرنے پر بھی تیار نہ ہو.....

مشن کی صداقت پر یقین:۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل و بصیرت کی نعمت سے نوازا ہے ..... وہ اس کے ذریعہ اپنے نفع اور نقصان..... دوست اور دشمن کے مابین تمیز کرتا ہے..... اور حق و باطل میں پہچان پیدا کرتا ہے..... کچھ باتیں انسان کو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں..... کچھ سننے اور کچھ سمجھنے سے..... جب اس کے یہ تینوں ذرائع کسی بات کی صداقت پر متفق ہو جاتے ہیں..... تو پھر وہ اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے..... اور جب کسی نظریہ کی صداقت انسانی قلب و دماغ پر ثبت ہو جاتی ہے..... تو پھر وہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ اسے اس نظریہ کے مخالفین کے سامنے بیان کیا جائے..... تاکہ وہ اسے قبول کرلیں.....

سائنسی اور طبی..... اور تحقیقی نظریات کی صداقت کے واضح ہو جانے کے بعد..... انسان کا اسے بیان کرنے سے خاموش رہنا ممکن ہے..... وہ مصلحت کا راستہ اپنانے پر مجبور ہو سکتا ہے..... مگر دین اور مذہب پر مبنی نظریات کی صداقت جب انسان کے رگ و ریشے میں سما جاتی

ہے..... پھر تو اس مومن حق کا خاموش رہنا ممکن ہی نہیں ہوتا..... ؎

وہ

جنگلوں میں

آبادیوں میں

شہروں میں

ویرانوں میں

چمنستانوں میں

زندانوں میں

آذان حق کا فریضہ سرانجام دینے پر مجبور و بے قرار ہوتا ہے.....

ایسے شخص کا علاج نہ تو کوئی ڈاکٹر کر سکتا ہے..... اور نہ ہی اس پر کسی ناصح کی تقریر و وعظ کا اثر ہوتا ہے..... ہاں! وہ شخص اس بپھرے ہوئے شیر کو قابو میں لا سکتا ہے..... جس کے پاس دلائل کے ایسے ہتھیار ہوں..... اور حقائق کے ایسے آفتاب ہوں..... کہ جو ایسے شخص کی سوچ کے دھارے کو بدل دیں..... اور اس کی آنکھوں کو دھوکہ اور فریب کی پٹیوں سے نجات دلا کر..... حقائق کی اس واقعی روشنی سے منور کر دیں..... کہ جس کا نور کسی تاریکی سے ماند نہ پڑ سکتا ہو.....

سپاہ صحابہ کا مشن کیا ہے:۔

میری اب تک کی گفتگو سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے..... کہ اخلاص کی دولت اس کو نصیب ہوتی ہے جسے اپنے مشن کی صداقت پر کامل یقین ہو..... اور مشن کی صداقت پر یقین تبھی ہوتا ہے..... جب دلائل و حقائق ایسے ہوں کہ جنہیں جھٹلایا نہ جا سکتا ہو..... اب میں عرض

کرتا ہوں کہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں میں جو کرنٹ اور جوش و جذبہ کی ایک لہر پائی جاتی ہے..... اور وہ جیلوں ہتھکڑیوں اور موت سے بھی خوف زدہ ہونے کو تیار نہیں ہیں..... اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنے موقف کی صداقت پر اتنا یقین ہے..... کہ شاید سورج کے وجود اور روشنی پر اتنا یقین نہیں ہو گا..... اس یقین کی دولت نے انہیں اس حق کی راہ پر ڈالا ہے..... جس پر گامزن ہو کر اب ان کی منزل شہادت یا مشن کی تکمیل قرار پا چکی ہے.....

میں سپاہ صحابہ کے مخالفین سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ..... وہ اس جماعت کے کارکنوں کو تشدد اور قتل و غارت گری یا ریاستی جبر کے ذریعہ مرعوب کر کے مشن حق سے دور کرنے کی پر حماقت سوچ سے نجات حاصل کریں..... کیونکہ عملاً وہ گذشتہ دس سال سے اس ہتھیار کو بار بار آزما کر دیکھ چکے ہیں..... کہ ناکامی ان کا مقدر ہے اور ادھر.....

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

والی کیفیت ہے اگر وہ سپاہ صحابہ کا راستہ روکنا چاہتے ہیں تو دلائل سے اس کا موقف غلط ثابت کریں..... حقائق و واقعات کی بنیاد پر اس کے حوصلوں کو شکست دیں..... اور جذبوں کو پست کریں..... اور اگر خود وہ بھی اس کے موقف و مشن کی حقانیت کو پہچان جائیں تو پھر تعاون کریں ..... اگر ان کی مجبوریاں ایسا کرنے کی اجازت نہ دیتی ہوں تو پھر کم از کم مخالفت نہ کریں.....

سپاہ صحابہ کا مشن غلبہ اسلام ہے:۔

سپاہ صحابہ کا مشن کسی عام شخص کی ذہنی اختراع یا کسی نام نہاد مفکر

کی سوچ پر مبنی نہیں ہے..... بلکہ اس کا مشن وہی ہے جو چودہ سو سال قبل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر مبعوث کیا گیا تھا..... جسے قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے.....

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون.....

کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر اس لئے بھیجا ہے..... کہ وہ دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیں..... اور اگرچہ یہ بات مشرکوں پہ ناگوار گزرے.....

چونکہ یہ ساری کائنات اللہ کی مخلوق و مملوک ہے..... اس لئے اس خالق و مالک کی منشاء یہ ہے..... کہ اس کی مخلوق حضرت انسان اس کی زمین میں اس کے نظام پر عمل پیرا ہو..... اللہ کا نظام اسلام ہے..... اور اس پر چلنے سے ہی انسانوں کی دنیا اور آخرت سنور سکتی ہے..... اسلام کے دم قدم ہی سے یہ دنیا نمونہ جنت کا منظر اور سلامتی کا گھر بننے کی صلاحیت رکھتی ہے..... انسان کسی دوسرے انسان تو کیا جاندار اور غیر جاندار کا خیر خواہ اس وقت بن سکتا ہے..... جب وہ اسلام کی اعلی و ارفع تعلیمات پر عمل پیرا ہو..... ورنہ انسان طمع و لالچ..... اور خواہشات نفسانی کا غلام بن کر اس جہان کو جہنم نظیر بنا دیتا ہے..... اور کشت و خون کا بازار گرم کر کے فساد فی الارض کی اس پیشین گوئی کی تکمیل کرنے لگ جاتا ہے..... جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت فرشتوں نے کی تھی.....

جبکہ آدم علیہ السلام کی خلافت فی الارض کا مقصد ہی زمین کو نظام الٰہی کی برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ ور کرنا تھا..... سارے انبیاء علیہم

السلام اسی پیغام کو لے کر دنیا میں آتے رہے..... کہ اے خواہشات کے بتوں کی پوجا کرنے والو..... اے رحمان کی راہ سے ہٹ کر شیطان کی راہوں پر سرپٹ دوڑنے والے انسانو..... واپس پلٹو ..... اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ..... غرضیکہ غلبہ اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا بھی مشن تھا..... اور اس مشن کی تکمیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی.....

غلبہ اسلام کے لئے کردار صحابہ لازم ہے:-

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے غلبہ کے لئے ..... جس چیز پر سب سے زیادہ محنت کی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے..... دوسرے لفظوں میں صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا شاہکار ہیں..... اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پسینہ کی کمائی ہیں..... صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوابوں کی تعبیر ہیں .....اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہد مسلسل کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں.....

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو قرآن کی تعلیمات سے آراستہ کر کے..... اور ان کے قلوب کا تزکیہ فرما کر..... انہیں ایک ایسی مثالی فوج اور فرمانبردار جانثاروں کی شکل میں ڈھالا..... کہ پھر اس جماعت کو لے کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عمل میں اترے ..... تو دنیا کی کوئی طاقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم نہ روک سکی..... اور دیکھتے ہی دیکھتے صرف بیس سال کے عرصہ میں قیصر و کسریٰ جیسی طاقتور قوتیں..... اور مادی وسائل و افرادی قوت سے مالا مال حکومتیں..... گھٹنے ٹیکتی چلی گئیں.....

یہ صحبت رسول ﷺ اور تربیت نبوی ہی کا اثر تھا..... کہ

مال

دولت

جائیداد

جاگیر

عہدہ

منصب

اقتدار

حکومت

کی خواہش و طلب اس مقدس جماعت کے دلوں سے رخصت ہو چکی تھی.....ان کا

سونا

جاگنا

لڑنا

صلح کرنا

دن کو گھوڑے کی پشت پر بیٹھنا

رات کو مصلی پر کھڑا ہونا

حتی کہ ان کا جینا اور مرنا

صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے تھا.....اور جس قوم میں یہ خوبیاں پیدا ہو جائیں..... پھر اس کا راستہ روکنا کسی کے بس کا روگ نہیں رہتا ہے.....

کارکنوں کو نصیحت:۔

میں اس موقعہ پر سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ تم ان صحابہ کرام کے سپاہی ہو..... جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے غلبہ کے لئے تیار کیا تھا..... تم اس مقدس جماعت کے نوکر کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہو..... جسے اللہ کی طرف سے سلام آئے..... جنہیں مومن حق قرآن نے کہا جنہیں مفلحون راشدون مہتدون..... کے تمغے بارگاہ ایزدی سے نصیب ہوئے..... جنہیں رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا سرٹیفکیٹ ملا..... اور جنت کا ٹکٹ ان کے ہاتھوں میں تھما دیا گیا..... لہٰذا آج اگر تم بھی غلبہ اسلام کو اپنا مشن بنا کر ..... اصحاب رسول ﷺ کے سپاہی بن کر..... کامیابی کی منزل پانے کے خواہاں ہو..... تو پھر تمہیں اپنے کردار کا جائزہ لینا ہوگا..... پھر تمہیں اپنی سیرت و صورت میں لازمی تبدیلی لانا ہوگی..... پھر تمہیں ہنود و یہود..... نصاریٰ و مجوس کی طرز زندگی پر لعنت بھیج کر..... حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے سرفروش صحابہ کرام کی اداؤں کو اپنانا ہوگا..... آج اگر کسی نوجوان کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم..... اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شکل و صورت..... اور تہذیب و ثقافت اپناتے ہوئے گھن آتی ہے..... محنت و مزدوری سے رزق حلال کماتے ہوئے تکلیف محسوس ہوتی ہے..... بے حیائی اور فحاشی کو خیرباد کہتے ہوئے اس کا دل دکھتا ہے..... فرائض اسلام کی ادائیگی بوجھ محسوس ہوتی ہے..... اخلاقی بیماریوں کا علاج کرانے کو جی نہیں چاہتا..... تو پھر ایسے نوجوان سے میں بصد معذرت عرض کرتا ہوں.....

کہ وہ اصحاب رسول ﷺ کے سپاہی ہونے کا دعویٰ مت کرے..... اور اپنے کردار سے اس مقدس جماعت کی بدنامی کا باعث بننے کی کوشش مت کرے..... کیونکہ ایسے شخص کو ان اعلیٰ اور ارفع شخصیات کی طرف خود کو منسوب کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے.....

صحابہ کا سپاہی منافق نہیں ہوتا:۔

میں مزید وضاحت کے ساتھ تمام کارکنوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں ..... کہ وہ الگ تنہائی میں بیٹھ کر خوب غور و فکر کریں..... اور بار بار اس بات کو سوچیں..... کہ کہیں ہم منافقت کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ہیں..... یعنی ہماری زبانوں پر جو نعرے ہیں..... اور ہمارے ہاتھوں میں جو پرچم ہے..... ہمارا عمل اس کے برعکس تو نہیں ہے..... مثلاً ایک شخص زبان سے غلبہ اسلام اور نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کا نعرہ بلند کرتا ہے..... مگر عمل سے وہ ثابت کرتا ہے..... کہ میں خود رزق حرام کو ترک کر سکتا ہوں..... نہ نماز پابندی سے ادا کر سکتا ہوں..... اور نہ ہی فحاشی اور عریانی سے اجتناب کر سکتا ہوں..... اور نہ ہی مجھے سنت نبوی ﷺ و سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرنا اچھا لگتا ہے..... تو کیا ایسا بد عمل انسان تضاد عملی کی جیتی جاگتی تصویر نہیں ہے..... یقیناً ایسا شخص عملی منافقت کا مجسم پیکر ہے..... اور اس کی کسی بھی اچھی بات کا کوئی اثر نہیں ہوگا..... ممکن ہے وقتی طور پر چند لوگ اس کی باتوں سے متاثر ہو جائیں..... مگر یہ باتیں دیرپا ثابت نہیں ہو سکتی ہیں.....

لہٰذا میں تمام کارکنان سپاہ صحابہ سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں ..... کہ وہ منافقت عمل کا شکار نہ ہوں..... بلکہ ایک مومن حقیقی کی

تصویر بن کر سامنے آئیں.....

میرے عزیز ساتھیو..... بعض لوگ اپنی ذاتی کمزوریوں اور نفس و شیطان کی سکھائی ہوئی ناقص و پر فریب دلیلوں کے ذریعہ..... یہ کوشش کرتے رہتے ہیں..... اور آئندہ بھی کریں گے..... کہ آخر ان پر اس قدر زور کیوں دیا جا رہا ہے..... کہ وہ اپنی سیرت و صورت کی تبدیلی پر توجہ دیں..... لیکن طالبان افغانستان کی تازہ مثال آپ کے سامنے ہے..... کہ کامیابی ہمیشہ انہی لوگوں کی جوتیوں پر سر رکھتی ہے..... جو کردار کے پختہ اور عزم مصمم کے مالک ہوں.....

کیا آج طالبان افغانستان ترقی و خوشحالی کے نام پر اگر یورپ کی تجاویز کو تسلیم کر لیں..... تو ان کی غربت و افلاس اور بظاہر پیدا شدہ مشکلات دور نہیں ہو سکتی ہیں..... کیا امریکہ اور اس کے حواری طالبان کو امن پسند اور ترقی پسند جیسے خوبصورت القابات سے نوازنے کو تیار نہ ہوں گے..... اور انہیں دنیا بھر کے ممالک تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوں گے.....

یقیناً یہ سب ممالک ایسا کرنے پر تیار ہوں گے..... مگر طالبان کا ان کی شرائط کو ماننا خود کشی کے مترادف ہو گا..... کیونکہ انہیں کامیابی اور کامرانی..... امن اور استحکام..... عزت اور نیک نامی..... صرف اور صرف اسلام کے باعث نصیب ہوئی ہے.....

میرا مقصد اس مثال سے یہ ہے کہ جب ہم دعویٰ دار ہیں..... اصحاب رسول ﷺ کے سپاہی ہونے کے..... تو پھر ہمیں عملاً" ان کا سپاہی بننے سے شرم کیوں آتی ہے..... شرم تو ہمیں اس بات پر آنی چاہئے کہ ہم جو دعویٰ کر رہے ہیں..... ہمارا عمل اس کے برعکس ہے

.....لہٰذا ہمیں عملی منافقت کو جس قدر جلد ممکن ہو خیرباد کہنا ہو گا.....

تزکیہ نفس:۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے.....لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم لکتب والحکمہ (پارہ ۴ال عمران ایت ۱۶۴)

کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون پر احسان کیا کہ ان میں اپنا رسول ﷺ انہیں میں سے مبعوث کیا..... تاکہ وہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی آیات کو پڑھ کر سنائے.....اور ان کا تزکیہ کرے.....

یہ تزکیہ نفس کیا ہے..... یہ روح کی بیماریوں کے علاج کا نام ہے..... جس طرح انسان کا جسم مختلف بیماریوں کا شکار ہوتا ہے ..... اسی طرح انسانی روح بھی بیمار ہوتی ہے..... روح کی بیماری کی علامات یہ ہیں.....

حسد

کینہ

بغض

عداوت

جھوٹ

نیکی میں سستی

گناہوں کی طرف رغبت

اور حرام چیزوں کی طرف توجہ

حلال چیزوں سے دوری کے احساسات دل میں انگڑائیاں لیتے رہتے ہیں.....جب یہ بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں.....تو

دلوں میں محبت

الفت اور ایثار

قربانی کے پاکیزہ احساسات

حرام سے نفرت

فحش باتوں سے گھن

بری محافل و مجالس سے دوری

اور برے مناظر سے نفرت اور دہشت ہونے لگتی ہے.....دل یاد خدا سے آباد ہونے لگتا ہے.....اور عبادت میں ایسی لذت نصیب ہوتی ہے .....کہ اس کے سامنے ساری دنیا کے غم پریشانیاں.....اور حوادث ایک بے حقیقت چیز بن کر رہ جاتے ہیں.....

لہٰذا ضروری ہے کہ اہل اللہ یعنی پابند شرع.....ولی اللہ فرشتہ صفت انسانوں کی صحبت تلاش کی جائے.....اور کامل حضرات کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سابقہ گناہوں سے استغفار کر کے.....آئندہ طاعات پر عمل پیرا ہونے اور منہیات سے بچنے کا عہد کیا جائے.....پھر حتی الامکان اس عہد کو نبھایا جائے.....جہاں کہیں عہد شکنی ہو.....وہاں فوراً اس کا ازالہ کر کے پھر اس راہ پر سفر شروع کر دیا جائے.....

مجھے یقین کامل ہے کہ اگر ہم لوگ اپنے ظاہر و باطن کو..... اسلام کی تعلیمات کے مطابق سنواریں گے.....تو ہم اپنی منزل پر سالوں میں نہیں مہینوں میں پہنچ جائیں گے.....

شیعہ سے ہمارا اختلاف:۔

میری ان معروضات سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے..... کہ جب ہمارا مشن و نصب العین اسلام کا غلبہ ہے..... تو پھر ہمیں جہاد ..... انقلاب یا سیاست کے ذریعہ اسلام غالب کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے..... پھر ہمارا شیعہ سے اختلاف کیوں ہے..... ہم کہیں ایک بے مقصد عنوان پر تو اپنی توانائیاں خرچ نہیں کر رہے ہیں.....

اس کا جواب یہ ہے کہ جب کوئی شخص منزل مقصود کی طرف بڑھتا ہے ..... تو بعض اوقات اس کے راستہ میں رکاوٹ بن کر کوئی پہاڑ ..... دیوار یا ندی نالے حائل ہو جاتے ہیں..... چنانچہ وہ شخص اس رکاوٹ کو ہٹانے کے لئے..... اپنی توانائیاں صرف کرنے لگ جاتا ہے..... اب اگر کوئی شخص اسے یہ کہے کہ تم نے جانا تو منزل پر تھا ..... مگر دیوار توڑنے میں مصروف ہو گئے ہو..... تو اس کا جواب دیا کہ ہم منزل ہی کی طرف بڑھ رہے ہیں..... یہ رکاوٹ درمیان میں آ گئی تھی..... اسے دور ہٹا رہے ہیں تاکہ جلد منزل پر پہنچ جائیں.....

میرا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا میں نظام خلافت راشدہ کی راہ میں ..... سب سے بڑی رکاوٹ اگر کوئی حائل ہے تو وہ شیعہ ہے ..... کیونکہ جو نظام خلافت راشدہ ہمارا آئیڈیل ہے..... ہمارا مطلوب ہے..... وہی نظام شیعہ کے نزدیک ظلم..... جبر و کفر اور ارتداد کا نظام ہے..... آج غیر مسلم حکمران تو نظام خلافت راشدہ کی تعریف کرتے ہیں..... مگر شیعیت اسے بدنام کرنے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہے..... لہٰذا شیعہ کی ناپاک سازشوں کا خاتمہ بھی غلبہ اسلام ہی کا ایک

حصہ ہے.....

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم جس نظام کو غالب کرنے کے خواہاں ہیں ..... یعنی اسلام کا نظام..... شیعہ نے اسی نظام کی شکل و ہیئت کو بدلنے کی کوششیں شروع کر رکھی ہیں..... کہیں وہ اسلام کی بنیاد توحید کا انکار کرتے ہیں..... تو کہیں انبیاء علیہم السلام کے تقدس و شرافت کا مذاق اڑاتے ہیں..... کہیں وہ قرآن کریم کو محرف و مبدل ثابت کر کے..... مسلمانوں کا رشتہ اس سے کاٹنا چاہتے ہیں..... تو کہیں بارہ اماموں کو معصوم قرار دے کر ان پر وحی کا نازل ہونا ثابت کر کے ..... اور انہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے کے اختیارات سونپ کر..... دین کا حلیہ بگاڑنے میں مصروف ہو جاتے ہیں..... اسی طرح جن اصحاب رسول ﷺ کے ذریعہ دنیا میں اسلام غالب ہوا ہے ..... وہ انہیں معاذاللہ کافر و بے ایمان تک قرار دے کر..... صبح و شام ان پر لعنت و ملامت میں مصروف ہیں.....

اب شیعہ کی طرف سے اسلام کے وجود پر پے در پے کئے جانے والے حملوں کو روکنا..... اور اسلام کا دفاع کرنا بھی غلبہ اسلام ہی کے زمرے میں آتا ہے..... کیونکہ جس طرح ایک عمارت کو بلند سے بلند تعمیر کرنا عظیم مقصد ہوتا ہے..... اس طرح اس کی دشمنوں سے حفاظت کرنا بھی عظیم مقصد ہوتا ہے..... بلکہ میں تو کہتا ہوں دفاع کا کام تعمیر سے زیادہ اہم ہوتا ہے..... اور پھر سپاہ صحابہ کا بچہ بچہ.....

کشمیر

افغانستان

فلپائن

کوسوو

چیچنیا

فلسطین

وغیرہ کے مجاہدین اسلام کے ساتھ جہاد میں حتی الامکان شریک ہونے پر ہر لحہ تیار ہے..... مجھے اس بات پر فخر ہے کہ آج کشمیر میں ہمارے کارکنوں کی ایک بڑی تعداد آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے.....

اسی طرح افغانستان میں اولا" روس کے خلاف..... اور اب روسی ایجنٹوں کے خلاف بر سرپیکار ہے..... گویا کہ سپاہ صحابہ نوجوانوں کا ایک ایسا لشکر جرار تیار کرنا چاہتی ہے..... جو

جہاد

سیاست

انقلاب

اور اسلام کے غلبہ کے لئے چلنے والی کسی بھی تحریک کا ہراول دستہ ہو.....

جماعت اور بھیڑ میں فرق:۔

ان عظیم مقاصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہے..... کہ ہماری صفوں میں زبردست نظم و ضبط ہو..... اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسا مربوط و مضبوط رابطہ ہو..... کہ کسی بھی بڑے سے بڑے کام کی انجام دہی کے موقعہ پر..... ہم متحد و متفق ہو کر آگے بڑھیں..... اور کامیابی کے

جھنڈے گاڑ دیں..... یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ چند لوگ ایک قدم ایک آواز ہو کر..... اگر کام کریں تو وہ ان لوگوں کے کام سے کہیں زیادہ بہتر اور کامیاب ہو گا..... جن کی آوازیں مختلف ہوں..... اور سوچ الگ الگ ہو.....

مثلاً" دس آدمی مل کر ایک عمارت بنانا چاہیں..... اور باہمی مشورہ سے کام کریں..... اور اپنی اپنی ڈیوٹی صحیح طریقہ سے سرانجام دیں..... تو وہ ان لوگوں کے مقابل کہیں جلد کامیاب ہوں گے..... جو تعداد میں ایک ہزار ہیں..... اور وسائل بھی ان کے پاس کثیر ہیں..... مگر ان کا آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں ہے..... اور باہمی مشورہ کا فقدان ہے..... بلکہ ایسے لوگ عمارت کی تعمیر تو کیا الٹا تخریب کا باعث ہوں گے.....

اسی طرح مسجد میں چند لوگ امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں..... تو انہیں جماعت کہا جاتا ہے..... کیونکہ وہ ایک امام کی اقتدا میں کھڑے ہوتے ہیں..... بازار میں ہزاروں لوگ ہوتے ہیں..... تو اسے رش اور بھیڑ کہا جائے گا..... جماعت نہیں کیوں کہ نہ ان کا مقصد ایک ہے..... نہ کوئی امیر ہے..... اور نہ کوئی امام ہے.....

کامیابی اطاعت امیر میں ہے:۔

جماعت نام ہی امیر کی اطاعت کا ہے..... آپ نماز باجماعت ہی کو دیکھیں کہ جو شخص امام کی اقتداء کرنے سے قاصر ہے..... یعنی امام سے قبل رکوع و سجود میں چلا جاتا ہے ..... تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے..... اس طرح جو امیر کی اطاعت سے سرتابی کرتا ہے..... وہ

دراصل جماعت سے نکلنے کا اعلان کرتا ہے.....

امیر کی اطاعت اس قدر لازمی چیز ہے..... کہ قرآن کریم میں جہاں اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کہا گیا ہے وہاں "اولوالامر" کا بھی ذکر کیا گیا ہے..... کہ اپنے امیر کی اطاعت کرو..... اور حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے..... کہ امیر کی اطاعت کو لازم جانو چاہے وہ چھوٹے سر والا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو..... یعنی

حسب و نسب

مال و دولت

شکل و صورت

کے لحاظ سے کتنا تم سے پیچھے کیوں نہ ہو..... مگر جب امیر بنا لیا گیا تو اب اس کی اطاعت لازم ہے..... اس لئے جو ساتھی بھی جماعت کے اہم عہدے پر لایا جائے.....

پھر اس کی اطاعت ضروری ہے ..... تاہم یہ بات ضرور ذہن میں رہے..... کہ امیر کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں میں نہیں ہوگی.....

بلکہ امیر کو بتایا جائے کہ یہ کام دین کے خلاف ہے..... وہ خود بھی اس سے بچے اور ہمیں بھی اس کی طرف مت دعوت دے.....

امراء بھی کام مشورہ سے کریں:-

جس شخص کو امیر بنایا جائے یعنی جماعت کی ذمہ داری کا بوجھ اس کے کندھوں پر ڈالا جائے..... تو وہ ہر اہم کام کرنے سے قبل ..... یا

کسی فیصلہ کا اعلان کرنے سے قبل..... ذمہ دار احباب سے ضرور مشورہ کرے..... اس کے لئے مشورہ میں خیر ہی خیر ہے..... اور پھر مشورہ سنت رسول ﷺ ہے..... آپ دیکھیں کہ حضور اکرم ﷺ کو باوجود اللہ کے رسول اور نبی ہونے کے..... قرآن حکیم میں کہا گیا ہے..... وشاورھم فی الامر کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ میں شامل کیا کریں..... پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مشورہ کو اہمیت دی ہے..... لہٰذا امیر کے لئے لازم ہے..... کہ وہ مشورہ کے ساتھ قدم اٹھائے..... اور جب کسی بات پر آراء کا اختلاف ہو..... تو کوشش کی جائے کہ زیادہ مناسب اور مفید رائے پر دوسرے ساتھیوں کو مائل کیا جائے..... ورنہ اکثریتی رائے پر اگر قرآن و سنت کے متضاد نہ ہو تو عمل کیا جائے..... ہاں اگر اکثریت کی رائے دین کے خلاف ہو..... تو اس پر عمل ہرگز نہیں کیا جائے گا.....

اس کے بعد جس بات پر فیصلہ ہو جائے..... اسے ہر ایک کو قبول کرلینا چاہئے..... اور مشورہ کی مجلس کے اختتام پر فیصلہ کے مطابق کام کرنے کا جذبہ لے کر اٹھنا چاہئے..... اور کبھی بھی اس بات کا اظہار نہیں کرنا چاہئے..... کہ میری رائے کو تسلیم نہیں کیا گیا.....

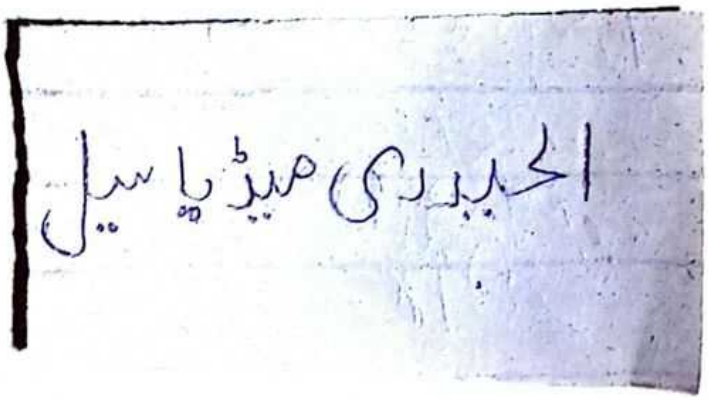
میرے محترم ساتھیو..... آخر میں ایک مرتبہ پھر میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں..... کہ جب تک آپ اپنے مشن کی صداقت پر کامل و پختہ یقین رکھتے ہوئے..... اخلاص و للھیت کے ساتھ امیر کی اطاعت میں ..... نظم و ضبط کے ساتھ کام نہیں کریں گے..... اور اپنے کردار و عمل کو اصحاب رسول ﷺ کے طریق کے مطابق نہیں ڈھالیں گے..... اس وقت تک نہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو سکتی ہے..... نہ آپ

کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں.....

لہٰذا میری ان معروضات پر باربار غور کریں..... انہیں سمجھیں اور ان پر عمل کریں..... تاکہ ہم حوادثات و مصائب کے موجودہ منجدھار سے کامیابی کے ساتھ باہر آئیں..... اور پہلے سے بڑھ کر بلند حوصلوں سے جماعت کا کام کریں..... اور منزل مقصود کی طرف تیزی سے بڑھیں.....

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو..... آمین

برحمتک یا ارحم الراحمین۔



﴿عقیدہ امامت اور انکار توحید﴾ ۱۱
// ۱۱
خطبہ
// ۱۱
تمہید
اقسام شرک ۱۲
// ۱۱
شرک فی الذات
شرک فی الصفات ۱۳
ایک اور شبہ کا جواب ۱۴
رافضیت یہود و نصاریٰ کی راہ پر ۱۶
// ۱۱
حضور ﷺ کی پیشین گوئی
ایک فرضی شخص ۱۸
ابن سبا کی دیگر صفات کا تذکرہ ۱۹
ابن سبا کی تعلیمات کی جھلک ۲۰
ابن سبا کا دعوی نبوت اور انکار توحید ۲۱
شیعہ اور انکار توحید ۲۳
// ۱۱
زمین کا مالک کون؟
۲۴
مارنا اور زندہ کرنا
فرعون غرق اور موسیٰ کو نجات ۲۵
قوم عاد و ثمود و اصحاب رس کی تباہی ۲۶
ہر چیز کی گنتی کرنا ۲۷
// ۱۱
غیب کے خزانوں کی کنجیاں
روز جزاء کا مالک ۲۸
// ۱۱
اول آخر ظاہر و باطن
کائنات کے ذرہ ذرہ کا مالک ۲۹
قسیم الجنت والنار ۳۱
صاحب فضیلت کون؟ ۳۴
// ۱۱
صاحب کوثر کون؟
ہر جگہ حاضر و ناظر کون؟ ۳۵
﴿عقیدہ امامت اور ختم نبوت﴾ ۴۱
خطبہ
// ۱۱
تمہید
// ۱۱
نبوت و صحابیت کا مقام ۴۲
آخر الزمان نبیؐ کے آخر الزمان صحابہؓ ۴۴
عقیدہ ختم نبوت قرآن و سنت کی نظر میں
// ۱۱
عقیدہ ختم نبوت ۴۶
کذابوں کے کذاب مرید ۴۷
میری امت کے تیس کذاب
// ۱۱
جھوٹ جھوٹ ہی رہتا ہے ۴۸
رافضیت اور عقیدہ ختم نبوت ۴۹
امامت نبوت سے بالاتر ۵۰
آئمہ تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل ہیں ۵۱
انبیاء کرام ولایت علی کے محتاج تھے ۵۴
معصوم کون؟ ۵۶
منصوص من اللہ کون؟ ۵۹
آئمہ پر ایمان لانا فرض اور انکار کرنا کفر ہے ۶۰
امامت کا منکر کافر و جہنمی ہے ۶۱
منکرین امامت واجب القتل ہیں ۶۳
سنیت مظلوم کیوں ۶۴
آئمہ کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت ۶۶
علم کی چار اقسام ۶۸
آئمہ کو تحلیل و تحریم کا اختیار حاصل ہے ۷۰
آئمہ صاحب معجزات ہیں ۷۴
چار شہادتیں ۷۹
// ۱۱
پہلی شہادت
دوسری شہادت ۸۱
تیسری شہادت ۸۲
چوتھی شہادت ۸۴
﴿عقیدہ امامت اور توہین انبیاء﴾ ۸۷
// ۱۱
خطبہ
// ۱۱
تمہید
معصوم جماعت ۸۸

انبیاءؑ کی گستاخی ۹۰
اماموں پر حسد کرنے کے باعث ۹۱
سیدنا آدمؑ وحواؑ جنت سے باہر ۹۲
سیدنا ایوبؑ کی علالت ۱۰۰
تمام نبی ناکام ہوگئے ۱۰۲
ایک شرمناک عبارت ۱۰۳
اعمال نبوت کو خطرہ ۱۰۴
سیدنا یونسؑ کا امامت سے انکار ۱۰۵
لطیفہ ۱۱۱
ایک اور شرمناک روائیت ۱۱۲
انبیاء کرامؑ آئمہ کے نقش قدم پر ۱۱۴
روز جزاء کو علیؓ پیشواء ہوں گے ۱۱۵
علیؓ کی کرسی عرش پر جا پہنچی ۱۱۶
خلاصہ کلام ۱۱۷
حضورؐ نے قرآن چھپادیا ۱۱۸
﴿عقیدہ امامت وتوہین اہل بیت﴾ ۱۲۲
خطبہ ۱۲۲
تمہید ۱۲۳
اہل بیت کون ہیں؟ ۱۲۴
شیعہ کی اپنے مزعومہ اہل بیت کی توہین ۱۲۷
امام جعفرؒ کا فرمان ۱۲۷
امام باقرؒ کا فرمان ۱۲۸
امامت کے منکرین کا ناپاک نسب ۱۲۹
امام حسنؓ کے بارے امام جعفرؒ کا قول ۱۳۰
مسئلہ امامت کی آڑ میں ۱۳۱
مسئلہ امامت میں خود آئمہ کا جھگڑا ۱۳۴
مختار ثقفی محمدؒ بن حنیفہؒ کی امامت کا قائل تھا ۱۴۰
امام باقرؒ کے بھائی کا امام باقرؒ کی امامت سے انکار ۱۴۳
حضرت زید شہیدؒ کا امام باقر سے مباحثہ ۱۴۷
مسئلہ امامت امام جعفر صادقؒ ۱۴۸
پہلا اختلاف ۱۵۱
دوسرا اختلاف ۱۵۲
تیسرا اختلاف ۱۵۳
چوتھا اختلاف ۱۵۳
پانچواں اختلاف ۱۵۴
چھٹا اختلاف ۱۵۵
ساتواں اختلاف ۱۵۶
آٹھواں اختلاف ۱۵۶
نواں اختلاف ۱۵۷
فائدہ ۱۵۷
خلاصہ بحث ۱۵۸
﴿شیعت نے امت کو قرآن کے بدلے کیا دیا﴾ ۱۵۹
خطبہ ۱۵۹
تمہید ۱۶۰
اصلی قرآن کے مقابل فرضی قرآن کی کہانی ۱۶۰
اونٹ کی ران یا کتاب علیؓ ۱۶۲
خلاصہ کلام ۱۶۷
کچھ جناب زرراہ کا تعارف ۱۶۸
ایک آسمانی کتاب کے مقابلہ میں چار خیالی کتب ۱۷۰
ابوبصیر کے کمالات وحالات ۱۷۴
ہر سال نئے احکام کے ساتھ اترنے والی کتاب کا تعارف ۱۷۵
خانوادہ نبوت یا جوتشی گھرانہ ۱۷۷
﴿عصمت قرآن وعقیدہ تحریف قرآن﴾ ۱۸۱
خطبہ ۱۸۱
تمہید ۱۸۱

تحریف کتب سابقہ اور عصمت قرآن کا ایک سبب ۱۸۳
حفاظت قرآن کے غیبی اسباب ۱۸۵
قرآن بدلنے کی ناکام کوشش ۱۸۶
شیعہ اور عقیدہ تحریف قرآن ۱۸۷
انکار قرآن کی پہلی وجہ //
انکار قرآن کی دوسری وجہ ۱۸۸
انکار قرآن کی تیسری وجہ ۱۸۹
چوہنگ کے عقوبت خانوں میں ۱۹۱
جیل کا عجیب واقعہ //
جو قرآن علی پر آیا اسے مانو ۱۹۴
سترہ ہزار آیات پر مبنی قرآن ۱۹۵
قرآن کا ایک تہائی حصہ نکال دیا گیا ۱۹۶
قرآن سے ولایت علیؓ و آئمہ کے الفاظ حزف ۱۹۸
سیدنا آدمؑ کو حسد کرنے کی سزا ملی۔ ۲۰۰
فائدہ ۲۰۱
قرآن سے علیؓ کا نام نکال دیا گیا //
آل محمد حقھم کے الفاظ حزف ۲۰۳
قرآن میں مؤمنون کی بجائے ما مونون تھا ۲۰۵
قرآن میں انسانی کلام بڑھانے کی روایات //
چور کون؟ ۲۰۷
الفاظ قرآن کی تبدیلی روایات کی نظر میں ۲۰۹
موجودہ قرآن تبدیل ہو گیا ۲۱۳
قرآن کی تحریف پر شیعہ کا اتفاق ۲۱۴
تحریف قرآن کا ثبوت ۲۱۵
علامہ مجلسی کا دعوی ۲۱۶
علامہ نوری طبرسی کا دعوی //
قائلین تحریف قرآن ۲۱۸
مولوی دلدار علی کا دعوی ۲۱۹
حضورؐ نے اصلی قرآن چھپا دیا ۲۲۰
ترجمہ مولوی مقبول کی ایک جھلک ۲۲۱
شراہی خلفاء کی خاطر قرآن تبدیل ۲۲۳
سورۃ احزاب سورۃ بقرہ سے طویل تھی ۲۲۴
ترجمہ سید فرمان علی کی ایک جھلک ۲۲۶
آیت تطہیر میں تحریف //
آیت رحمت وبرکات میں تحریف ۲۲۸
آیت وانا لہ لحافظون میں تحریف ۲۳۰
فائدہ ۲۳۱
﴿ اسلام اور تقیہ وکتمان ﴾ ۲۳۴
خطبہ //
تمہید //
اسلام پوری کائنات کے لئے مشعل راہ ہے ۲۳۵
راہ حق پر ڈٹ جانا ہی سنت انبیاءؑ ہے ۲۳۶
کیا اسلام کتمان و تقیہ کی اجازت دیتا ہے ۲۳۷
عقیدہ شیعہ ۲۳۸
دین میں نوے فیصد تقیہ ہے ۲۳۹
حضرت علیؓ کا فرمان ۲۴۰
تارک تقیہ مثل تارک نماز ہے ۲۴۱
تقیہ کرنیوالا نمازی رسولؐ کا مقتدی ہوتا ہے //
ضرورت تقیہ ۲۴۲
سیدنا علیؓ کا خط بنام سیدنا معاویہؓ ۲۴۳
فائدہ ۲۴۴
حضرت علیؓ اپنا مذہب بیان نہ کر سکے ۲۴۶
عند الشیعہ حضرت علیؓ کا اقرار ۲۴۷
امام باقرؒ اور امام جعفرؒ کا فتوے میں اختلاف ۲۵۰
پل بھر میں مسئلہ تبدیل ۲۵۱
امامت توراز تھا ۲۵۲
امام جعفر صادقؒ اپنی امامت کے منکر تھے ۲۵۴
خمینی کا فتوای ۲۵۵
امام جعفر کی ہدایت //

اگر تقیہ نہ ہوتا تو قوم کی کثرت نہ ہوتی ۲۵۶

﴿ شیعہ کا عقیدہ رجعت ﴾ ۲۵۸

خطبہ //

تمہید //

عقیدہ رجعت کا تعارف ۲۶۰

زمانہ رجعت کا آغاز ۲۶۳

آمد بارہویں سرکار خاندان کا پیدائش سے انکار //

ایک حیرت انگیز داستان ۲۶۷

غیبت صغریٰ اور کبریٰ ۲۷۲

آمد امام مہدی کی شرط ۲۷۴

نبیؐ و علیؓ امام مہدی کی بیعت کریں گے ۲۷۵

امام حسینؓ بھی مہدی کی بیعت کریں گے ۲۷۶

امام مہدی سرکار کی جنگ ۲۷۹

اہل سنت کے قاتل کون؟ ۲۸۰

امام مہدی زوج النبی کو سزا دیں گے ۲۸۱

امام مہدی خسران رسول کو سزا دیں گے //

خسران رسول کا ہزار بار قتل ۲۸۵

﴿ شیعہ کا عقیدہ متعہ ﴾ ۲۸۷

خطبہ //

تمہید //

انسانیت پر اسلام کا عظیم احسان ۲۸۸

حرمت متعہ اور اس کی حقیقت ۲۹۱

حرمت متعہ کا ثبوت ۲۹۲

شیعہ کے نزدیک متعہ کی اہمیت کیوں؟ ۲۹۵

پہلی وجہ //

دوسری وجہ //

تیسری وجہ ۲۹۶

امام جعفرؒ صادق کا فتویٰ ۲۹۷

فضیلت اور ثواب متعہ ۲۹۷

زندگی میں ایک بار متعہ ضرور کیا جائے ۳۰۰

متعہ کے لئے رضائے عورت ہی کافی ہے //

وساوس قلبی کے باوجود بھی تفتیش نہ کرو ۳۰۱

ایک شرمناک عبارت ۳۰۲

دوسری شرمناک عبارت ۳۰۳

غیر مسلم عورتوں سے بھی متعہ جائز ہے ۳۰۴

جنت کی قیمت صرف ایک بار متعہ ہے //

متعہ کے چار اہم مقام ۳۰۵

ایرانی صدر کی طرف سے متعہ کی اپیل //

خمینی کا فتویٰ ۳۰۷

خمینی کا فتویٰ ثانی //

﴿ شیعہ کا عقیدہ بداء ﴾ ۳۰۹

خطبہ //

تمہید ۳۱۰

مختار کل کون؟ //

شیعہ کے عقیدہ بداء کی اہمیت ۳۱۲

بداء کے لغوی معنی ۳۱۴

عقیدہ بداء گھڑنے کی ضرورت ۳۱۶

بداء کا پہلا واقعہ ۳۱۸

لطیفہ ۳۲۰

دو متضاد دعوے //

بداء کا دوسرا واقعہ ۳۲۱

بداء کا تیسرا واقعہ ۳۲۳

مردوں کو زندہ کون کرتا ہے؟ ۳۲۶

رافضیت کا بہتان عظیم ۳۲۸

﴿قاتلان حسینؓ کون؟﴾ ۳۳۰
// ۳۳۱
خطبہ
تمہید
شہادت کیا ہے // ۳۳۲
شہادت اسلام کی نظر میں ۳۳۳
شیعہ کے نزدیک شہادت ایک مصیبت ہے ۳۳۵
بھول شیعہ نانا کو نواسے کی ولادت ناپسند ۳۳۶
ماں کو بیٹے کی ولادت ناگوار ۳۳۷
رافضیت کی حسین رضی اللہ عنہ کو
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف پیش کش ۳۳۹
حضرت امیر معاویہؓ کی یزید کو وصیت ۳۴۰
بمام حضرت حسینؓ بارہ ہزار خطوط ۳۴۳
اسی ہزار شیعہ کی ابن عقیلؓ کے ہاتھ پر بیعت ۳۴۷
رافضیت کی ابن عقیلؓ سے بے وفائی ۳۴۸
ابن عقیلؓ کا ابن علیؓ کے نام خط ۳۴۹
حضرت حسینؓ کا اعلان ۳۵۰
حسینؓ کو شیعوں کی حقیقت سے آگاہ کرنا ۳۵۱
کوفی بالاتفاق شیعہ تھے ۳۵۳
حضرت حسینؓ کے مدمقابل کون؟ //
حضرت حسینؓ کا شیعان کوفہ کو خطاب ۳۵۵
شہادت حسینؓ میں حصہ دار کون؟ ۳۶۱
ایک محب علیؓ ڈاکو کا عجیب لطیفہ ۳۶۴
قاتلان حسینؓ کی کہانی چشم دید گواہوں کی زبانی ۳۶۵
امام زین العابدینؒ کا بیان //
حضرت مسلمؓ کا بیان ۳۶۶
حر شہید کا بیان ۳۶۷
بریر بن صغیر کا بیان ۳۶۸
حضرت زینبؓ کا بیان ۳۶۹
حضرت فاطمہؓ کا بیان ۳۷۰
حضرت ام کلثومؓ کا بیان ۳۷۰
واقعہ کربلا کے بعد شیعان علی کی ندامت ۳۷۱
﴿شیعہ کے کفر پر چودہ سو سالہ﴾ ۳۷۵
﴿اکابرینؒ کا فیصلہ﴾
خطبہ //
تمہید //
بانی رافضیت کا تعارف ۳۷۸
علماء اہل سنت کی زبانی ابن سبا کی کہانی ۳۷۹
ابن سبا کی کہانی شیعہ کتب کی زبانی ۳۸۳
ولایت علی کے منکر پر پہلا فتوی ۳۸۵
ابن سبا کا دوسرا فتوی ۳۸۶
ابن سبا پر امام جعفر صادق کی لعنت ۳۸۷
سپاہ صحابہ کا جرم فتوی لگانا نہیں بتانا ہے ۳۸۹
اکابرین اسلام کے فتاوی جات ۳۹۰
رسول اللہ ﷺ کا فتوی //
حضرت علیؓ کا فتوی ۳۹۱
امام شعبیؒ کا فتوی //
امام مالک کا فتوی //
محدث ابو زرعہ رازی کا فتوی //
ابن حزمؒ اندلسی کا فتوی ۳۹۲
قاضی عیاض مالکیؒ کا فتوی //
شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا فتوی ۳۹۳
امام فخر الدین رازیؒ کا فتوی //
علامہ کمال الدین ابن ہمامؒ کا فتوی ۳۹۳
شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا فتوی ۳۹۴
فتاوی ہذا زیہ //
مفتی اعظم سلطنت عثمانیہ کا فتوی ۳۹۵
علامہ قاریؒ کا فتوی ۳۹۶

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فتویٰ ۳۹۶
فتاویٰ عالمگیری ،،
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا فتویٰ ۳۹۷
شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ ۳۹۸
قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی کا فتویٰ ،،
صاحب درمختار کا فتویٰ ،،
علامہ ابن عابدین شامی کا فتویٰ ،،
مولانا عبدالباری فرنگی محلی کا فتویٰ ۳۹۹
علامہ رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ ،،
مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کا فتویٰ ،،
مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا فتویٰ ۴۰۰
مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ ،،
سوال ،،
الجواب ،،
فائدہ ۴۰۱
علامہ لکھنویؒ کے فتویٰ پر ۴۰۲
دیگر علماء کرام کی تصدیق ،،
استفتاء ۴۰۳
الجواب ،،
علامہ نعمانیؒ کا استفتاء ۴۰۵
مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسنؒ کا جواب ،،
مرشد المجاہدین حضرت اقدس مدظلہ کا فتویٰ ۴۱۰
تصدیقات علماء پاکستان ۴۱۲
یادگار اسلاف خادم خاص شیخ الہندؒ کی توثیق ۴۱۳
خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ کی توثیق ،،
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک ۴۱۵
کی توثیق ،،
علماء نجم المدارس ڈی آئی خان کی آراء ۴۱۶
علماء دارالعلوم سرحد پشاور کی آراء ۴۱۷
علماء مرکز دارالقراء پشاور کی آراء ۴۱۷
علماء اشرفیہ پشاور کی آراء ۴۱۸
علماء دارالعلوم ہادیہ پشاور کی آراء ،،
علماء مدرسہ معراج العلوم بنوں کی آراء ،،
علماء مدنیہ تجوید القرآن بنوں کی آراء ۴۱۹
علماء جامعہ مدنیہ اسماعیل کی آراء ،،
علماء جامعہ علوم شرعیہ بنوں کی آراء ،،
علماء حلیمیہ پیر وضلع بنوں کی آراء ۴۲۰
علماء و خطباء بنوں کی آراء ،،
علماء دارالعلوم اسلامیہ لکی مروت کی آراء ۴۲۱
علماء جامعۃ العلوم اسلامیہ لکی مروت کی آراء ،،
علماء جامعہ عثمانیہ بچن خیل لکی مروت کی آراء ۴۲۲
علماء و خطباء لکی مروت کی آراء ،،
علماء دارالعلوم تعلیم القرآن کوہاٹ کی آراء ،،
علماء دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کی آراء ،،
علماء دارالعلوم اسلامیہ عربیہ مردان کی آراء ۴۲۳
علماء دارالعلوم نعمانیہ کی آراء ،،
علماء و خطباء ڈیرہ اسماعیل خان کی آراء ،،
علماء پنجاب کی آراء ۴۲۴
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی آراء ۴۲۴
علماء جامعہ اسلامیہ پنڈی کی آراء ،،
علماء جامعۃ اسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد کی آراء ،،
خطباء وعلماء لاہور کی آراء ۴۲۵
علماء جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کی آراء ،،
علماء دارالعلوم فیصل آباد کی آراء ۴۲۶
علماء دارالعلوم فیض محمدی فیصل آباد کی آراء ،،
علماء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کی آراء ،،
علماء مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ بھکر کی آراء ،،
خیر المدارس ملتان کے مفتیان وعلماء کی آراء ،،

علماء جامعہ قاسم العلوم ملتان کی آراء ۴۲۸

علماء بلوچستان کی آراء //

علماء مدرسہ مظہر العلوم شاہدرہ کوئٹہ کی آراء //

علماء مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ کی آراء ۴۲۹

علماء سندھ کی آراء //

حضرت پیر شریفؒ والوں کا فتویٰ //

علماء مدرسہ اشرفیہ سکھر کی آراء ۴۳۰

علماء مدرسہ مدینۃ العلوم سکھر کی آراء //

علماء حیدر آباد کی آراء //

علماء جامعہ فاروقیہ کراچی کی آراء ۴۳۱

علماء جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی کی آراء ۴۳۲

علماء مدرسہ فرقانیہ طیبہ کراچی کی آراء ۴۳۳

علماء جامع اسلامیہ درویشیہ کراچی کی آراء //

اکابرین جمیعت علماء اسلام پاکستان کی ۴۳۴

شیعہ کے کفر پر مہر تصدیق //

مفتی اعظم مفتی ولی حسنؒ کے فتوی کی تائید //

ہندوستان کے اہم فتاویٰ جات ۴۳۵

شیعہ کے کفر پر دار العلوم دیوبند کا فتویٰ //

مولانا مفتی محمود گنگوہیؒ کا فتویٰ ۴۳۹

علماء مظاہر العلوم سہارن پور کے فتاویٰ جات ۴۴۲

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۴۴۴

شیعہ کی تکفیر پر بریلوی علماء کے فتاویٰ جات //

پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی کا فتویٰ //

اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا احمد رضا خان کا فتویٰ ۴۴۵

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کا فتویٰ ۴۴۶

سیال شریف کا دوسرا فتویٰ //

مفتی دار لعلوم حزب الاحناف لاہور کا فتویٰ ۴۴۷

مفتی دار العلوم غوثیہ لاہور کا فتویٰ //

مفتی جامعہ نظامیہ لاہور کا فتویٰ ۴۴۸

شیعہ کی تکفیر پر اہل حدیث علماء کے فتاویٰ جات ۴۴۹

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا فتویٰ //

علامہ نعمانیؒ کے استفتاء کے جواب میں //

تصدیق ۴۵۰

علماء جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کا فتویٰ ۴۵۱

﴿سپاہ صحابہ کا مشن کیا ہے﴾ ۴۵۵

خطبہ //

تمہید ۴۵۶

مخلص ناکام نہیں ہوتے ۴۵۷

اخلاص کیا ہے؟ ۴۵۸

اخلاص پیدا کب ہوتا ہے ۴۵۹

مشن کی صداقت پر یقین ۴۶۰

سپاہ صحابہ کا مشن کیا ہے؟ ۴۶۱

سپاہ صحابہ کا مشن غلبہ اسلام ہے ۴۶۲

غلبہ اسلام کے لئے کردار صحابہؓ لازمی ہے ۴۶۴

کارکنوں کو نصیحت ۴۶۶

صحابہؓ کا سپاہی منافق نہیں ہوتا ۴۶۷

تزکیہ نفس ۴۶۹

شیعہ سے ہمارا اختلاف ۴۷۱

جماعت اور بھیڑ میں فرق ۴۷۳

کامیابی اطاعت امیر میں ہے ۴۷۴

امراء بھی کام مشورہ سے کریں ۴۷۵




بسم الله الرحمن الرحيم
إنما بعثت معلما


محمد
صلى الله عليه وسلم



لہٗ دعوۃ الحق

عظیم بشارت

علماء، خطباء، صلحاء، طلباء اور
عوام الناس کیلئے جوہر گرانقدر تحفہ

خطبات شیخ القرآن

رحمۃ اللہ علیہ

شیخ القرآن حضرت مولانا **غلام اللہ خان** رحمۃ اللہ علیہ کے ولولہ انگیز خطبات کا مجموعہ
انشاء اللہ تعالیٰ جلد از جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر

منظرِ عام پر آرہا ہے

مرتب ابو اسامہ حکیم **ضیاء الرحمٰن ناصر**

ناشر **بخاری ٹرسٹ** شیخ القرآنؒ کالونی جھنگ روڈ
فیصل آباد فون: ۶۵۵۴۳۶



CamScanner

جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق کی شہرہ آفاق تصنیف

بہت جلد زیور طبع سے آراستہ
ہو کر منزہ شہود پر آرہی ہے

جلد دوم



